لیذکروا اسم اللّٰہ علی ما رزقھم
من بھیمۃ الانعام

تصحیح،ترمیم واضافوں کے ساتھ

بھینس کی قربانی
کا تحقیقی جائزہ

مصنف
حافظ نعیم الحق ملتانی حفظہ اللہ

ملنے کا پتہ
اسلامک سنٹر ملتان

www.KitaboSunnat.com

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

انتساب

1 جی میں آتا تھا کہ اس کتاب کو حضرت مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ کے نام گرامی سے موسوم کروں، جن کی وجہ سے علمی حلقوں میں اس مسئلہ کی بحث کا آغاز ہوا۔

2 کبھی دل میں آتا تھا کہ کتاب کو شیخ المشائخ ،حضرت الاستاذ مولانا سلطان محمودؒ (آف جلال پور پیروالا ضلع ملتان) اور مجدد بہاولپور جناب پروفیسر حافظ محمد عبداللہ صاحب بہاولپوریؒ کے اسماء گرامی سے منسوب کروں ،جن کی وجہ سے اس مسئلہ نے ملتان و بہاولپور میں سر اٹھایا۔

3 کبھی یہ کہتا ہوں کہ استاذ العلماء، حضرت الاستاذ جناب محمد رفیق الاثری حفظہ اللہ جلالپوری کے اسم گرامی سے معنون کروں، جنہوں نے اہم مواد فراہم کیا۔

4 اور کبھی یہ ارمان گردش کرتا ہے کہ مسجد اہلحدیث ، بھٹہ نمبر 3، بہاولپور کے ان افراد کے نام نسبت کروں، جن کی وجہ سے بہاولپور شہر میں شور برپا ہوا اور اس تصنیف کا باعث بنے۔

مگر یہ سب خیالات اس فکر پر آ کر دم توڑ گئے کہ میری تمام تر کمزوریوں کے باوجود یہ میرے رب ہی کی رحمت تھی جس کے باعث میں اس کتاب کی تکمیل کر پایا، جس کے فضل و کرم نے قدم قدم پر میری غیبی اور الہامی تائید و مدد فرمائی ۔ میں اپنے رب ہی کے حضور اپنے گناہوں کا اعتراف و استغفار کرتے ہوئے، اسی کی رحمت کی آغوش کا طالب ہو کر، اسی کا شکر ادا کرتے ہوئے، اسی کی بارگاہ عالی میں اس کی بے پایاں برکت و رحمت کے نام اس کتاب کو معنون کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں ۔

اے رب العالمین ! جو باتیں تیری توفیق سے صحیح نکلی ہیں انہیں قبول فرما مخلوق کے دلوں میں جگہ پیدا فرما، جو چیزیں میری غفلت و کوتاہی علم سے غلط نکل گئی ہوں ان سے درگزر فرما مجھے اور قارئین کرام کو ان کے ضرر و شر سے محفوظ فرما۔ آمین یا رب العالمین

حافظ نعیم الحق ملتانی غفر اللہ لہ ذنوبہ

بروز منگل 23-03-1999ء ، بمطابق ٤-١٢-١٤١٩ ھ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرآۃ الکتاب

دوسری طبع پر ایک نظر 29
مسئلہ ہذا میں اختلاف کرنے والوں کا دائرہ 31
مسئلہ ہذا میں اختلاف کرنے والوں کی نوعیت 31
قارئین کرام سے چند گزارشات 32

تاثرات 33
پروفیسر فضیلۃ الشیخ جناب **سعید مجتبیٰ السعیدی**
حفظہ اللہ

پیش لفظ 35
از استاذ العلماء **الشیخ محمد رفیق الاثری**
حفظہ اللہ تعالیٰ

مقدمہ 36
کتاب **ھذا** میں طریق استدلال 38
تمہید 40

باب : ۱

مانعین کے دلائل 47
پہلی دلیل ۔ حضرت علیؓ کی تفسیر 49
دوسری دلیل ۔ امام قرطبیؒ کی تفسیر 51

تیسری دلیل ۔ تفسیر "تدبر قرآن" سے ﴿ثمانیة﴾
کی نحوی ترکیب 51
چوتھی دلیل ۔ فعل رسول (ﷺ)
وعمل صحابہؓ سے عدم ثبوت 52
پانچویں دلیل ۔ بھینس توقیفی جانور نہیں 53
چھٹی دلیل ۔ "بہیمۃ الانعام" کی اجماعی تفسیر 53

باب ۲

مانعین کے دلائل کا تجزیہ 56
مسئلہ ہذا میں اختلاف کی اصل وجہ 56
عرب ممالک میں بھینس کی آمد 57

پہلی دلیل

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تفسیر 58
پہلی دلیل کا پہلا جواب :
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاں بھینس کی قربانی
کے سات حصے ہیں 58
پہلی دلیل کا دوسرا جواب :
﴿ بهيمة الانعام ﴾ کو آٹھ نر مادہ میں بند کرنے کی وجہ 59

دوسری دلیل

امام قرطبیؒ کی تفسیر 60
پہلی دلیل کا تیسرا اور دوسری دلیل کا پہلا جواب :

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ﴿ ثمنية ﴾ مکی ہے 60

دوسری دلیل کا دوسرا جواب :

آیت ﴿ ثمنية ﴾ قربانی کے لئے نہیں 60

دوسری دلیل کا تیسرا جواب :

مشرکین مکہ کی خودساختہ حلت وحرمت کا رد 61

دوسری دلیل کا چوتھا جواب :

۸ کا عدد مقصود نہیں 62

ب : عدد کی زیادتی 63

ج : ۸ کا عدد اور دنبے کی زکوٰۃ وقربانی 64

دوسری دلیل کا پانچواں جواب :

"ازواج" میں وسعت ہے 65

ثمنية افراد 68

ثمنية اجناس، انواع 69

ثمنية اشباہ، انظار، امثال 72

ثمنية افواج جماعات 72

تیسری دلیل

تفسیر "تدبر قرآن" میں ﴿ثمنية ازواج﴾

کی نحوی ترکیب 73

تیسری دلیل کا پہلا جواب :

"کلوا" کا صحیح مفہوم 73

تیسری دلیل کا دوسرا جواب :

"کلوا" کا جامع مفہوم 73

تیسری دلیل کا تیسرا جواب :

مولانا اصلاحی کے نزدیک بھینس "بهيمة الانعام"

میں داخل ہے 74

چوتھی دلیل

فعل رسول اللہ ﷺ وعمل صحابہؓ سے عدم ثبوت ... 74

چوتھی دلیل کا پہلا جواب :

سنت اور جواز میں فرق 74

1 مکمل ماہ رمضان کا باجماعت قیام 75

2 قنوت وتر میں مقتدیوں کا آمین کہنا 75

3 مقتدیوں کا بعض قرآنی آیات کا جواب دینا 75

4 لاؤڈ سپیکر کا استعمال 76

چوتھی دلیل کا دوسرا جواب :

عدم نقل سے عدم ثبوت، عدم نقل سے عدم وجود

اور عدم جواز لازم نہیں آتا 76

چوتھی دلیل کا تیسرا جواب :

افعال رسول ﷺ میں کئی پہلوؤں کی گنجائش ہوتی ہے ... 77

افعال رسول ﷺ اور مسئلہ قربانی 79

چوتھی دلیل کا چوتھا جواب :

افعال میں مفہوم مخالف مراد نہیں ہوتا 82

چوتھی دلیل کا پانچواں جواب :

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیدالاضحیٰ کی قربانی میں صرف مینڈھا مسنون ہے 82
بند دروازہ کھولنے کا طعنہ 84
بدعت کا طعنہ 84
فساد کا طعنہ 85

پانچویں دلیل

بھینس توقیفی جانور نہیں، لہٰذا اس کی قربانی جائز نہیں ... 85
پانچویں دلیل کا جواب :
لفظ "توقیفی" کی تحقیق 85
توقیف کے طریقے 85
"هدى"، "ضحية" اور ملت ابراہیمی 86
قرآن مجید میں "هدى" کا ماخذ 86
قرآن مجید میں "ضحية" کا ماخذ 87
"هدى" اور "نسك" کا تقابل 89
پانچویں دلیل کا پہلا جواب :
قربانی کے جانور اور مسئلہ توقیف 90
پانچویں دلیل کا دوسرا جواب :
قرآن مجید میں بعض انعام کی تفصیل ہے 90

چھٹی دلیل

"بهيمة الانعام" کی اجماعی تفسیر 90
چھٹی دلیل کا جواب 91
چھٹی دلیل کا پہلا جواب :

دعویٔ اجماع صحیح نہیں 91
پہلا قول :
﴿بهيمة﴾ سے مراد "الانعام"
کے پیٹوں میں جنین ہیں 91
دوسرا قول :
﴿بهيمة الانعام﴾ سے مراد ہر جاندار ہے 92
تیسرا قول :
ہر چوپایہ مراد ہے 92
چوتھا قول :
ہر چرنے والا جانور مراد ہے 93
پانچواں قول :
سم والوں کے سوا ہر چرندہ مراد ہے 93
چھٹا قول :
پالتو اور جنگلی مویشی جانور دونوں مراد ہیں 94
ساتواں قول :
صرف جنگلی مویشی جانور مراد ہیں 94
آٹھواں قول :
صرف ابل، بقر، غنم مراد ہیں 95
نواں قول :
"الانعام" اور "بهيمة الانعام" میں فرق ہے ... 95
میری تحقیق میں راجح قول 95
"الانعام" اور "بهيمة الانعام" میں فرق ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھٹی دلیل کا دوسرا جواب :
لفظ " بهيمة " بے فائدہ بنتا ہے 96
اختلاف صرف لفظی ہے 99
چھٹی دلیل کا تیسرا جواب :
آیت قربانی کی جامعیت، ہمہ گیری اور عموم
کو بلاوجہ محدود کرنا 99
چھٹی دلیل کا چوتھا جواب :
بھینس "بهيمة الانعام" میں داخل ہے 100
"بهيمة" کی وجہ تسمیہ کی شہادت 100
رئیس المناظرین مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ کی شہادت 101
فتاویٰ علمائے حدیث کی شہادت 101
تفسیر "تدبر قرآن" کی شہادت 102
چھٹی دلیل کا پانچواں جواب :
بھینس "الانعام" میں داخل ہے 102
قرآن مجید میں لفظ "الانعام" کا استعمال 102
(۱) ...... "النعم" 102
ایک ضروری وضاحت 103
امام ھرویؒ کے قول کی تحقیق۔
(۲) ...... انعام (نکرہ) 103
(۳) ...... انعامهم 104
(٤) ...... انعامكم 104
(٥) ...... الانعام 105

"انعام" کے اوصاف کا خلاصہ 108
"الانعام" میں "ال" کی شہادت 110
"انعام" کی وجہ تسمیہ کی شہادت 111

باب ۳

امت مسلمہ کا تاریخی تسلسل اور بھینس ... 112
چھٹی دلیل کا چھٹا جواب :
بھینس "بقر" ہی کی ایک نوع ہے 112
تاریخی تسلسل کا ترتیبی خاکہ 113
بھینس عہد عمر بن خطاب سے عہد عمر بن عبدالعزیز
رضی اللہ عنہما تک 113
بھینس اور عہد صحابہؓ 113
پہلی شہادت :
بلوچستان کی فتح اور تاریخ اسلام میں
بھینس کی آمد 113
تاریخ بلوچستان پر تبصرہ 113
دوسری شہادت :
عہد رسالت ﷺ پانے والے
اکابر بزرگ اور بھینس 115
تیسری شہادت :

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمٰن بن ابی بکرہؓ اور سینکڑوں
بھینسوں کی سخاوت ... 117
عبیداللہ بن ابی بکرہؓ اور سینکڑوں بھینسوں کا تحفہ ... 118
عبدالرحمٰن بن ابی بکرہؓ کے قصے پر تبصرہ ... 119
عبیداللہ اور عبدالرحمٰن رحمہما اللہ کے قصوں کا تقابل ... 120
چوتھی شہادت :
چار سو بھینسوں سے محرومی اور بشیر الطمریؒ کا عظیم صبر ... 121
پانچویں شہادت :
حجاج بن یوسف اور بھینسوں کی افزائش نسل ... 122
چھٹی شہادت :
علامہ جاحظ اور تاریخ بھینس ... 123

تابعین، تبع تابعین اور بھینس

حسن بصریؒ ... 125
امام شعبی رحمہ اللہ ... 125
عمر بن عبدالعزیزؒ ... 126
امام لیثؒ ... 127
امام یونسؒ ... 127
امام ابوعبید قاسم بن سلامؒ ... 128
سفیان ثوریؒ ... 129

مذاہب اہلسنت اور بھینس ... 130
فقہ امام ابوحنیفہؒ اور بھینس ... 131
امام ابوحنیفہؒ ... 131
قاضی ابو یوسفؒ ... 131
امام محمدؒ ... 132
امام طحاویؒ ... 132
امام سرخسیؒ ... 133
صاحب ہدایہؒ ... 133
مولانا عبدالحی لکھنویؒ ... 134
المحیط البرهانی فی الفقه النعمانی ... 135
المحیط البرهانی کی عبارت کا مطلب ... 136
رد المحتار ... 137
فتاوی عالمگیری اور فتاوی قاضی خانؒ ... 138

فقہ امام مالکؒ اور بھینس

امام مالکؒ ... 140
تبصرہ ... 141
امام مالکؒ اور تعامل اہل مدینہ ... 141
المدونة الکبری ... 142
امام زرقانیؒ ... 142
امام ابوالولید الباجیؒ ... 142
مولانا محمد زکریا سہارنپوریؒ ... 143

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاشیہ موطا از مولانا اشفاق الرحمٰن ... 143
مولانا اشفاق الرحمٰن کی غلطی ... 144
ڈاکٹر عبد المعطی امین قلعجی ... 144
منح الجلیل ... 145

فقہ امام شافعیؒ اور بھینس

امام شافعیؒ ... 147
امام ابن منذرؒ ... 147
امام نوویؒ ... 148
امام رافعیؒ ... 149
المصباح المنیر ... 150
ڈاکٹر عبد المعطی امین قلعجی ... 151

فقہ امام احمد بن حنبلؒ اور بھینس

امام خرقیؒ ... 152
امام ابن قدامہؒ ... 152
کشاف القناع ... 153
الروض المربع شرح زاد المستقنع ... 153
حاشیہ الروض المربع شرح زاد المستقنع ... 154
امام ابن تیمیہؒ ... 155
شیخ محمد بن صالح العثیمینؒ ... 156
شیخ عبدالعزیز المحمد السلمان ... 156

اصحاب ظواہر اور بھینس

امام ابن حزمؒ ... 157
اصحاب الحدیث اور بھینس ... 157

فقہ مقارن اور بھینس

شیخ سید سابقؒ ... 158
الفقه على المذاهب الاربعة ... 158
الفقه الاسلامي وادلته ... 159
الموسوعة الفقهية ... 159

ائمہ لغت اور بھینس

علامہ زمخشریؒ ... 161
علامہ جاحظؒ ... 163
بھیڑ اور بھینس، بکری اور گائے کا تقابلی جائزہ ... 164
بھینس گائے سے افضل کیسے ... 165
بکری پر بھیڑ کی فضیلت کے مزید دلائل ... 168
بھیڑ کی فضیلت کے شرعی دلائل ... 168
بھیڑ کی فضیلت کے مشاہداتی دلائل ... 170
بھینس گائے ہی کی ایک قسم ہے ... 171
امام دمیریؒ ... 174
لسان العرب ... 176
القاموس المحيط ... 176
تاج العروس ... 176

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب جمهرة اللغة 177
القطر المحیط 178
محیط المحیط 178
اقرب الموارد 179
فاكهة البستان 179
لاروس 180
المنجد 180
المعجم الوسیط 180
معجم متن اللغة 182
معجم اللغة العربية المعاصرة 182
منتهى الارب 183
صراح 183
فرهنك عميد 183
لفظ "جاموس" اور "جوامیس" کی تحقیق 184
لفظ "جاموس" اور "جوامیس" کی ساخت 184
لفظ "گاؤمیش" کی تحقیق 186
چھٹی دلیل کا ساتواں جواب :
لفظ "جاموس" کا معنی ہی ضأن البقر ہے 186
لفظ "گاؤموش" کی تحقیق 187
لفظ "جاموس" اور علامہ جاحظؒ 188
بھینس کے گائے سے افضل ہونے کی ایک اور وجہ 189
اتحاد جنس واختلاف عادات وانواع میں قدرت کی نیرنگی ... 190

لفظ "جاموس" اور علامہ عبدالسلام ہارون 190
بھینس کی گائے پر فضیلت اور امام الازہریؒ 192
بھینس کی گائے پر فضیلت اور امام نوویؒ 193
بھینس کی گائے پر فضیلت اور
عبدالرحمان محمد بن قاسم العاصمی الحنبلیؒ 194

اجماع امت اور بھینس

چھٹی دلیل کا آٹھواں جواب :
بھینس کے "بقر" کی نوع ہونے پر
فقہاء واہل لغت کا اجماع 195
اجماع کی پہلی دلیل 195
اجماع کی دوسری دلیل 196
اجماع کی تیسری دلیل 196
اجماع کی چوتھی دلیل 196
اجماع کی پانچویں دلیل 197
اجماع کی چھٹی دلیل 197
اجماع کی ساتویں دلیل 197
اجماع کی آٹھویں دلیل 198
اجماع کی نویں دلیل 198
اجماع کی دسویں دلیل 198
اجماع کی گیارھویں دلیل 199
اجماع کی بارھویں دلیل 200
اجماع کی تیرھویں دلیل 200

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھٹی دلیل کا نواں جواب ....
دو اجماعوں کا اقرار اور تیسرے کا انکار کیوں؟ 202
چھٹی دلیل کا دسواں جواب ....
بھینس کی قربانی کا انکار بدعت ضلالہ میں پڑنے کا اندیشہ ... 202

باب ٤

علماء مجوزین کے فتاوی

رئیس المناظرین مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ 203
محدث العصر حافظ محمد گوندلوی 203
مولانا عبدالقادر حصاریؒ ساہیوال 203
قاضی محمد عبداللہ ایم۔اے۔9ل۔ایل۔بی (خانپوری) ... 209
مذکورہ بالا فتوی پر تبصرہ 214
مولانا امین اللہ پشاوری کا فتوی 214
بھینس کی قربانی کے جائز ہونے کے دلائل 214
پہلی دلیل :(لفظ "بقر'' کی جامعیت) 214
دوسری دلیل :(اجماع امت) 216
امام ابن منذرؒ 216
امام ابن قدامہؒ 216
امام ابن تیمیہؒ 217
بھینس اور اتفاق ائمہ اربعہ 217
بھینس اور فقہ مالکی 217

بھینس اور فقہ حنفی 217
بھینس اور فقہ حنبلی 218
بھینس اور فقہ شافعی 218
بھینس اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ 218
تیسری دلیل :(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم) 219
کچھ اہل علم کی غلط فہمی 220
مولانا امین اللہ کے فتوی پر تبصرہ 221
"عام"اور"مطلق" کا فرق 221
"عام" کی دلالت کا انداز 221
"عام قطعی کی"مثال 222
"عام ظنی" کی مثال 222
"مطلق" کی دلالت کا انداز 222
"مطلق یقینی" کی مثال 222
"مطلق ظنی" کی نوعیت دلالت 223
"مطلق ظنی" کا حکم 223
"مطلق ظنی" کی معروف مثالیں 223
"مطلق ظنی" کی انطباقی مثال: مسئلہ
"وضع و ارسال" 224
مسئلہ (وضع و ارسال) میں
اختلاف کا اصلی سبب اور اس کا حل 224
"عام و مطلق"اور مسئلہ بھینس 225
ارسال کردہ خطوط میں سوال کا بیان 226

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا ابو عمر عبد العزیز نورستانی حفظہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ ... 228
اصل فتویٰ کا آغاز ... 228
مولانا نورستانی کے مذکورہ بالا فتویٰ پر تبصرہ ... 235
جماعت غرباء اہل حدیث کراچی کا فتویٰ ... 237
جماعت غرباء کے مذکورہ بالا فتویٰ پر تبصرہ ... 239
مولانا حافظ احمد اللہ فیصل آبادی کا فتویٰ ... 239

باب ... ۵

مانعین کے فتاویٰ اور ان کا تحقیقی جائزہ ... 243

جناب حافظ عبد اللہ محدث روپڑی کا فتویٰ ... 243
فتاویٰ اہل حدیث اور گائے بھینس کی زکوٰۃ ... 245
مولانا عبد اللہ محدث روپڑیؒ کے
مذکورہ بالا فتویٰ پر تبصرہ ... 245
مولانا روپڑیؒ کے اشکالات کا جائزہ ... 245
1 "سورۃ الانعام" والی آیت
"بھیمۃ الانعام" کی تفسیر نہیں ... 245
2 بھینس کا تذکرہ آیت "ثمٰنیۃ" میں نہیں ... 246
3 بھینس دو جہتوں والا جانور ہے ... 246
4 عمل احتیاط پر ہوگا ... 246
5 زکوٰۃ میں ماننے اور قربانی میں
نہ ماننے پر احتیاط کا مسئلہ ... 247
اصل میں بھینس کو قربانی میں شامل کرنا
اور زکوٰۃ میں شامل نہ کرنا احتیاطی بنتا ہے ... 247

پہلی وجہ : نصِ قربانی عام اور نصِ زکوٰۃ خاص ہے ... 247
دوسری وجہ : نصِ قربانی کی صحت اتفاقی
اور نصِ زکوٰۃ کی صحت اختلافی ہے ... 248
تیسری وجہ : نصِ قربانی مفصل
اور نصِ زکوٰۃ مجمل ہے ... 248
6 زیر بحث مسئلہ میں عبد بن زمعہؓ کا قصہ
احتیاط کی دلیل نہیں ... 248
7 الجاموس نوع من البقر ... 249
8 ورنہ ظاہر ہے کہ بھینس دوسری جنس ہے ... 250
9 "ضأن" کا معنی صرف دنبہ نہیں ... 250
ڈاکٹر ابو جابر عبد اللہ دامانوی کا فتویٰ ... 250
جناب ابو جابر عبد اللہ کے مذکورہ بالا فتویٰ پر تبصرہ ... 252
2 گھوڑے کو قربانی میں پیش نہ کرنے کی وجہ ... 252

باب ... ٦

اہل علم کے شبہات کا ازالہ ... 256

پہلا شبہ :

زکوٰۃ اور قربانی میں فرق ... 256

پہلا جواب :
یہاں جانوروں کی بحث ہے نہ کہ حکمِ قربانی کی ... 256
دوسرا جواب :

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانوروں کے انتخاب کی بابت زکوٰۃ

اور قربانی کے قوانین کلیہ کا اتحاد 256

زکوٰۃ کے حوالے 257

قربانی کے حوالے 258

زکوٰۃ اور قربانی دونوں میں عیب والا جانور جائز نہیں 259

زکوٰۃ کے عیوب 259

قربانی کے عیوب 260

بحث کے نتائج 260

تیسرا جواب

قربانی زکوٰۃ کے لئے معیار ہے 261

قربانی زکوٰۃ کے لئے معیار کیوں؟ 262

بحث کے نتائج 263

چوتھا جواب :

اگر بھینس کی قربانی مسنون نہیں تو بھیڑ و دنبہ کی

زکوٰۃ بھی منصوص نہیں 267

دوسرا شبہ :

گھوڑے کی زکوٰۃ اور بھینس کی قربانی 268

پہلا جواب :

بھینس کی قربانی اس کی زکوٰۃ پر موقوف نہیں 269

دوسرا جواب :

بھینس کی زکوٰۃ اس کی قربانی پر موقوف ہے 269

تیسرا جواب :

حضرت عمرؓ کا یہ ایک تدبیری مسئلہ تھا 270

گھوڑے اور غلام پر زکوٰۃ 270

چوتھا جواب :

حضرت عمرؓ کا یہ فیصلہ صحیح حدیث کے خلاف ہے 272

پانچواں جواب :

یہ فیصلہ امت کے عمومی تعامل کے خلاف ہے 272

امام ابوحنیفہؒ اور گھوڑوں کی زکوٰۃ 272

خطبات نواز اور بھینس کی قربانی 273

تیسرا شبہ :

گھوڑے کی قربانی 273

جواب :

قربانی صرف "بهيمة الانعام" سے ہوسکتی ہے 274

بحث کے نتائج 276

گھوڑے کی قربانی اور صحیح بخاری 278

پہلا جواب:

یہ حدیث روایت بالمعنی ہے 278

دوسرا جواب:

یہ حدیث تقریری حکمی ہے 279

تیسرا جواب:

یہ حدیث عید الاضحیٰ کی قربانی میں واضح نہیں 279

الفاظ قربانی کی تحقیق 280

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لفظ "ذبح" کی تحقیق 280
لفظ "نحر" کی تحقیق 280
لفظ "ضحی" کی تحقیق 281
لفظ "ذکاۃ" کی تحقیق 281
الفاظ قربانی کی تحقیق کے نتائج 282
حضرت جابرؓ اور حضرت اسماءؓ کی روایات میں تطبیق 282
چوتھا جواب :
یہ روایت قرآنی نص کے خلاف ہے 283
حافظ ابن حجرؒ کی تنقید 283
صاحب "سبل السلام" کے آثار 284
سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا اثر 285
سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا اثر 285
سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اثر 285
حافظ ابن حجر کی تنقید کا جائزہ 286
صاحب "سبل السلام" کے آثار کا جائزہ 286
چوتھا شبہ :
حلال جنگلی جانوروں کا مسئلہ 287
پہلا جواب :
ہر حلال جانور قربانی کے قابل نہیں 288
دوسرا جواب :

مطلق "بهيمة الانعام" سے جنگلی جانور مراد نہیں ہوتے ... 288
پہلی دلیل :
حلت عام اور قربانی خاص ہے 288
دوسری دلیل :
جنگلی "بهيمة الانعام" میں زکوۃ نہیں 289
تیسری دلیل :
جنگلی جانور عرفِ "بهيمة الانعام" میں داخل نہیں ... 289
تیسرا جواب :
جنگلی جانور شکار ہیں 290
بحث کے نتائج 293
جنگلی جانوروں کے اوصاف 293
قربانی والے جانوروں کے اوصاف 294
پانچواں شبہ :
حلال پرندوں کا مسئلہ 294
پہلا جواب :
یہ حدیث تمثیل ہے 295
دوسرا جواب :
یہ ایک غلط فہمی کا نتیجہ ہے 295
لفظ "قَرَّبَ" اور "تَقَرَّبَ" کی تحقیق 296
لفظ "یهدی" کی تحقیق 296

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا جواب :
یہ معاملہ تشاکل لفظی سے ہے 297
چوتھا جواب :
قربانی کے لئے "بھیمۃ الانعام" شرط ہے 298
پانچواں جواب :
پرندوں کی استثناء 298
چھٹا ، ساتواں ، آٹھواں شبہ :
صاحب "مرعاۃ المفاتیح" کے شبہات ... 299
صاحب "مرعاۃ" کی رائے پر تبصرہ 301
صاحب "مرعاۃ" کے شبہات کا ازالہ 302
پہلا شبہ :
گائے اور بھینس دوا لگ الگ جنسیں ہیں 302
جواب :
دو جنسوں کے اختلاف کا حل 302
اعتراف احناف کی حقیقت 303
دوسرا شبہ :
بعض اہل لغت کا تساہل 304
جواب :
یہ صاحب "مرعاۃ" کی عدم رسائی ہے 304
تیسرا شبہ :
حدیث مذکور کا حال معلوم نہیں تو قابل اعتماد نہیں 305

جواب :
مفہوم حدیث اجماعاً مسلم ہے 305
شبھا ت کا نتیجه
قربانی صرف منقول جانوروں میں ہے 306
جواب:
بھینس بھی منقول جانوروں میں داخل ہے 306
خاتمه :
عوامی شبہات کا ازالہ 308
بھینس کی قربانی قلیل ہونے کے اسباب 313

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری طبع پر ایک نظر

اس طبع میں درج ذیل تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔

(۱) پہلی طبع میں املاء وکتابت کی کافی غلطیاں رہ گئی تھیں، اس طباعت میں انہیں ممکن حد تک درست کردیا گیا ہے۔

(۲) بعض مقامات میں ابہام تھا، اس کی تفصیل بیان کردی گئی ہے۔

(۳) کتب ستہ میں سے جن احادیث کے حوالے دیئے گئے تھے، دارالسلام کی ترقیم کے مطابق ان کے نمبر بھی لگادیے گئے ہیں۔ان کی مفصل تخریج سے اجتناب کیا گیا ہے۔

(۴) پہلی طبع میں دلائل مانعین کی ترتیب باعتبار حصول تھی، یعنی جیسے جیسے دلائل ملتے گئے ان کے جوابات لکھتا گیا۔مگر اس طبع میں دلائل کو خفاء سے ظہور اور اجمال سے تفصیل کی جانب منتقل کیا گیا ہے۔لہذا اس طبع میں چوتھی دلیل کو چھٹی، پانچویں کو چوتھی اور چھٹی کو پانچویں دلیل کی جگہ رکھ دیا گیا ہے۔کیوں کہ پہلی طبع کے مطابق چوتھی دلیل پر بحث سب سے طویل ہے، اور یہ بعد والے ابواب سے بھی سب سے زیادہ مربوط ہے۔

(۵) "امت مسلمہ کا تاریخی تسلسل اور بھینس" کے عنوان کو موضوع کی اہمیت کے پیش نظر مستقل باب کا درجہ دے دیا گیا ہے۔اس طرح اب کتاب میں چھ ابواب بن گئے ہیں۔ باب (۱) مانعین کے دلائل۔باب (۲) مانعین کے دلائل کا تجزیہ۔باب (۳) امت مسلمہ کا تاریخی تسلسل اور بھینس۔باب (۴) علماء مجوزین کے فتاوی۔باب (۵) مانعین کے فتاوی اور ان کا تحقیقی جائزہ۔باب (۶) اہل علم کے شبہات کا ازالہ، خاتمہ عوامی شبہات کا ازالہ۔

(۶) اس طبع میں تاریخ بھینس کا تذکرہ کافی تفصیل سے ہوا ہے۔نیز فقہ امام شافعیؒ وفقہ امام احمد بن حنبلؒ سے کافی نئے حوالوں کا اضافہ ہوا ہے۔دو حوالے: امام طحاویؒ اور "المحیط البرھانی" کے فقہ حنفی سے بھی بڑھائے گئے ہیں۔

(۷) اس طبع میں لغوی مواد سے "اقرب الموارد، معجم متن اللغة، اور معجم اللغة العربية المعاصرة" کے حوالوں کا اضافہ ہوا ہے۔

(۸) گائے پر بھینس کی فضیلت کے مزید دلائل بھی اس طبع میں درج ہیں۔

(۹) پہلی طبع میں مذاہب اہل سنت کا احاطہ نہیں ہو سکا تھا، اس طبع میں بحمد اللہ یہ کمی پوری ہوگئی ہے۔

(۱۰) اس طبع میں مولانا امین اللہ پشاوری حفظہ اللہ کا مفصل فتویٰ اور اس کے ایک اصول "عام" سے استدلال کی وضاحت کی صورت میں اس پر مفصل تبصرہ بھی شامل ہے۔

(۱۱) پہلی طبع میں باب نمبر چار "اہل علم کے شبہات" میں علمی وجاہت کو پیش نظر رکھتے ہوئے صاحب "مرعاۃ" کے شبہات کو سب سے پہلے جگہ دی گئی تھی، اس طبع میں شبہات کی ترتیب فنی کو مدنظر رکھتے ہوئے شبہات کی اپنی ترتیب بھی بدل دی گئی ہے اور صاحب "مرعاۃ" کے شبہات کو سب سے آخر میں جگہ دی گئی ہے۔

(۱۲) اس طبع میں موڑ ایمن آباد، آف گوجرانوالہ کے عوامی خطیب، مولانا محمد نواز چیمہ صاحب کے خطبات جلد اص ۵۶۰ سے ۵۷۵ تک میں بھینس کی قربانی کے عدم جواز پر مشتمل مضمون پر اجمال سے، اور گھوڑے کی زکوۃ سے اس کی قربانی کے جواز، یا اس کی زکوۃ وقربانی کی نفی سے بھینس کی قربانی کی نفی پر استدلال والے شبہ پر تفصیل سے تبصرہ وتنقید شامل ہے، جسے مانعین کے دوسرے شبہ کے زیر عنوان ذکر کیا گیا ہے۔

(۱۳) مسئلہ ہذا میں چونکہ اہل علم کے مصادر ومراجع میں کافی اشتراک ہے، اسی وجہ سے بعض مقامات پر تکرار ہے۔جہاں تکرار میں قارئین کی سہولت اور نوعیتِ استدلال جدا ہے، اس تکرار کو باقی رکھا گیا ہے، ورنہ تکرارِ محض سے پرہیز کرنے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔

(۱۴) "ب" سے بہاولپوری اور "ج" سے جلالپوری انداز فکر مراد ہے، جس سے صرف سبب تالیف اور مزاج استدلال کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔

(۱۵) نئے حوالوں کا مواد مکتبہ شاملہ سے ماخوذ ہے لہذا اختلافِ طبعات اس کا لازمی نتیجہ ہے۔

اللہ رب العلمین سے دعا ہے کہ اس ناچیز خدمت کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے۔اور ہر اس شخص کو جزائے خیر عطا فرمائے جس نے کسی بھی قسم کا تعاون کیا ہو۔امین یارب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العلمین

مسئلہ ہذا میں اختلاف کرنے والوں کا دائرہ

جب میں نے اس موضوع کا تحقیقی مطالعہ کیا اور مختلف لوگوں سے تبادلہ خیال ہوا تو معلوم ہوا کہ بھینس کی زکوۃ وقربانی کے جواز پر پوری امت متفق ہے بصرف چودھویں صدی ہجری اور بیسویں صدی عیسوی میں برصغیر کے کچھ علماء اہلحدیث کو، اور ان کی وساطت سے عامۃ الناس کی ایک بھاری تعداد کو مسئلہ ہذا کا مواد سامنے نہ ہونے اور حقیقت حال واضح نہ ہونے کی وجہ سے کچھ غلط فہمیاں لگی ہیں، جن کا ازالہ بحمد اللہ اس کتاب میں تفصیل کے ساتھ کر دیا گیا ہے۔

مسئلہ ہذا میں اختلاف کرنے والوں کی نوعیت

مسئلہ ہذا میں اختلاف کرنے والوں کی نوعیت کا اجمالی خاکہ درج ذیل ہے۔

(۱) اکثریت میں وہ عام لوگ ہیں جو طرق علم واستدلال سے غافل ہیں۔

(۲) وہ لوگ ہیں جو علوم استدلال میں کمزور، یا ان کے انطباق میں عدم توجہ کا شکار ہیں۔

(۳) وہ لوگ ہیں جو علوم استدلال سے خوب واقف ہیں، مگر شعوری یا لاشعوری طور پر ان میں اصحاب ظواہر کا اثر ہے، کہ ہر مسئلہ میں "عبارۃ النص" (صریح دلیل) کا مطالبہ کرنے کے عادی بن گئے ہیں۔

(۴) وہ افراد ہیں جن کے ذہن لفظ "بقر" کے ساتھ بھینس کے نوعی تعلق کو سمجھنے سے قاصر ہیں، اور وہ گائے بھینس کا فرق جتلانا شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ان بزرگوں کو "جنس" اور "نوع" کے فرق کا خوب علم ہے، مگر یہاں اس کے انطباق کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں۔

(۵) وہ افراد ہیں جو اجماع امت کے آگے فکری مرعوبیت کے پیش نظر بھینس کی قربانی کو اضطراری حالت پر محمول کرتے ہیں۔ یعنی جب گائے نہ ملے تو بھینس کی قربانی جائز ہے، حالانکہ اس فرق کے لیے ان کے پاس کوئی دلیل یا قرینہ موجود نہیں۔

قارئین کرام سے چند گزارشات

1 جب تک مکمل کتاب کا مطالعہ نہ فرمالیں کوئی بھی رائے قائم نہ فرمائیں، ورنہ غلط فہمیوں کی تمام تر ذمہ داری خود قاری پر ہوگی۔

2 میرے پاس وسائل بہت ہی محدود ہیں، ورنہ زکوۃ میں بھینس کے گائے کی قسم سے ہونے، ﴿بهيمة الانعام﴾ کی تفسیر کا مواد پوری دنیا کی تفاسیر قرآن اور ائمہ لغت کے اقوال سے اضافوں کی وسیع گنجائش موجود ہے۔

3 یہ میری باقاعدہ پہلی تصنیف ہے، جو نا تجربہ کاری کی ضرور نشاندہی کرسکتی ہے۔ مگر میں نے اسے بہتر سے بہتر بنانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ قارئین کرام ہی بتاسکتے ہیں کہ میں کس حد تک کامیاب ہوا ہوں۔ شاید ویسے بھی اس موضوع پر، کسی بھی زبان کے اندر، تاریخ اسلام میں یہ پہلی کتاب ہے۔

4 اس کتاب میں علماء اور عوام دونوں سے خطاب ہے۔ لہٰذا علماء کے معیار سے گراوٹ اور عوام کے معیار سے بلندی اس کا لازمی اثر ہے۔

5 متبعین قرآن وسنت سے التماس ہے کہ اپنی خلوص بھری دعاؤں میں راقم الحروف کو بھی یاد رکھیں اور اس کے لئے بھی دنیا وآخرت دونوں جہانوں کی بھلائی کیلئے دعا ضرور فرما دینا۔

اللّٰهم اغفر لنعيم الحق، ولوالديه، ولاهله، ولاولاده، ولاخوته، ولمشائخه، ولتلاميذه، ولاصدقائه، ولكاتب هذا الكتاب، ولناشره، ولمعينيه، وللمستفيدين منه، ولجميع المومنين والمومنات.

امين يا رب العالمين

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاثرات

از پروفیسر فضیلۃ الشیخ جناب **سعید مجتبیٰ السعیدی** حفظہ اللہ
فاضل مدینہ یونیورسٹی، دار السعادۃ، اندرون قلعہ منکیرہ، ضلع بھکر

بخدمت اخی المکرّم، الفاضل، الشیخ نعیم الحق صاحب! حفظہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ بھینس کی قربانی کے جواز کے متعلق آپ کی تحریر میں نے پوری توجہ سے پڑھی۔ ماشاء اللہ آپ نے قلت وسائل کے باوجود اس موضوع پر کافی تحقیق کر کے مفید معلومات جمع کر دی ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ کریم آپ کی اس محنت کو قبول فرمائے، اور علم وعمل میں برکت فرمائے، اور لوگوں کو اس تحریر سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

واپس جواب لکھنے میں ذرا تاخیر ہوگئی ہے۔ دراصل میں آپ کی معلومات کے پہلو بہ پہلو اپنی طرف سے کچھ اضافہ کرنا چاہتا تھا، مگر اپنی مصروفیات، وقت کی قلت اور آپ کی طرف سے عجلت کے پیش نظر صرف دو حوالہ جات پیش نظر ہیں۔ ان سے واضح ہوگا کہ متاخرین عرب اہل علم بھی "الجاموس" کو "البقر" کی قسم شمار کر کے اس کی قربانی کے جواز کے قائل ہیں۔

چنانچہ **فضیلۃ الاستاذ سید سابق** اپنی مشہور کتاب "فقه السنة" (ج ۱، ص ۳۲۱) پر "زکوٰة البقر" کے ذیل میں رقم طراز ہیں: (یشمل الجاموس) کہ "البقر، الجاموس" کو بھی مشتمل ہے۔ انہوں نے اگرچہ قربانی کی صراحت نہیں کی، تاہم اسے من کل الوجوہ، "البقر" ہی شمار کیا ہے، کہ بھینس اپنی تمام

جہتوں سے گائے کی مانند ہے، اور ان دونوں کے احکام ایک جیسے ہیں، اور ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ اسی طرح:

"الاسئلة والاجوبة الفقهية المقرونة بالادلة الشرعية، الجزء الثالث" کے صفحہ نمبر ۹ پر فضیلة الشيخ عبد العزيز المحمد السلمان المدرس فی "معهد امام الدعوة" بالرياض رقم طراز ہیں:

"والجواميس فى الهدى والاضحية، كالبقر فى الاجزاء، والسن، واجزاء الواحدة عن سبعة، لانها نوع منها. والله اعلم وصلى الله على محمد وآله وسلم"

''کہ قربانی کے لئے جواز، عمر اور سات کی طرف سے ایک کی کفایت کے سلسلہ میں بھینس بھی گائے کے حکم میں ہے، کیونکہ یہ بھی اسی گائے کی ایک قسم ہے۔ واللہ اعلم''

لہٰذا گائے کی مانند بھینس کی قربانی بلاتردد جائز ہے۔

واللہ اعلم وعلمہ اتم

وانا العبد المذنب

ابو حمزہ سعید مجتبیٰ السعیدی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

از استاذالعلماء الشیخ **محمد رفیق الاثری** حفظہ اللہ تعالیٰ
شیخ الحدیث دار الحدیث محمدیہ، جلال پور پیروالا، ضلع ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دینی احکام میں درست اور صحیح بات جاننا اہل حق کا وطیرہ رہا ہے۔یہ مسئلہ کہ قربانی میں بھینس ذبح کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ سلف صالحین میں متنازعہ مسائل میں شمار نہیں ہوا۔چند سال سے یہ مسئلہ اہل حدیث عوام میں قابل بحث بنا ہوا ہے۔جب کہ ایسے مسئلہ میں شدت پیدا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

عزیزی حافظ نعیم الحق صاحب نے اس مسئلہ پر اپنے مخصوص انداز میں مفید بحث کی ہے اور مالہ وما علیہ کی پوری تفصیل اس رسالے میں سمودی ہے۔مندرجات کی تحصیل اور انہیں مرتب کرنے میں حافظ صاحب نے بہت محنت کی ہے۔میرے خیال میں نفس مسئلہ کو واضح کرنے میں یہ کتاب کامیاب ہے۔

متعلقہ بعض دیگر مباحث پڑھنے والوں کے علم میں اضافہ کا باعث بنیں گے، اور اس سوچ کو جماعت میں تقویت ملے گی کہ فروعی مسائل میں تحقیق حق کے لئے شخصیات سے ہٹ کر نفس دلائل کو دیکھنا، پرکھنا اور صحیح نتیجہ اخذ کرنا ہی سلفیین کا شیوہ ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ حافظ صاحب کے علم وقلم میں برکت فرمائیں۔یہ ان کی پہلی کاوش ہے، اور مزید تحقیقات کی توفیق کے سلسلہ میں ان کے لئے دعا ہے۔

محمد رفیق اثری

١٤٢٠/٣/٢٩ھ

14-7-1999ء

مقدمہ

الحمد للّٰہ رب العلمین ، والصلوۃ والسلام علی سائر الانبیاء والمرسلین ، خصوصا علی سیدھم وخاتمھم محمد والہ واصحابہ اجمعین ، ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین . اما بعد:

2 مئی 1994 کی بات ہے کہ جامعہ محمدیہ اہل حدیث ،نزد عیدگاہ چوک، اندرون شکاریوری گیٹ ، بہاولپور شہر میں شعبہ علوم اسلامیہ (درس نظامی) کے مدرس کی حیثیت سے میری تقرری عمل میں آئی تھی۔

مذکورہ سال کے ماہ ربیع الاول میں جامعہ مذکورہ کی مرکزی مسجد میں جمعہ پڑھانے کا اتفاق ہوا، کسی نے دوران خطبہ پرچی لکھ کر بھیجی کہ:

''بھینس کی قربانی جائز ہے یا ناجائز؟''

اس وقت میرے ذہن میں امام مالکؒ کے قول کا خاکہ تھا کہ بھینس گائے ہی کی ایک قسم ہے۔چنانچہ جمعہ کے بعد میں نے بیان کر دیا کہ بھینس کی قربانی اگرچہ مسنون نہیں، مگر امام مالکؒ کے نزدیک جائز ہے۔میری اس بات کو سخت ناپسند کیا گیا۔تب مجھے معلوم ہوا کہ بہاولپور کے اہل حدیث حضرات کے نزدیک بھینس کی قربانی ناجائز ہے۔ پھر اسی دوران اس مسئلہ پر وہاں کے ایک دو اہم آدمیوں سے گفتگو بھی ہوئی ،تو ان کی باتیں سن کر خاموش ہو گیا، کہ شاید میرا موقف صحیح نہ ہو۔

مگر دسمبر 1997ء میں جلالپور پیروالا جانے کا اتفاق ہوا، وہاں حضرت الاستاذ، شیخ محترم محمد رفیق الاثری حفظہ اللہ تعالیٰ کی مجلس میں مسئلہ مذکورہ چل نکلا، انہوں نے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" حیوۃ الحیوان " اور "لاروس "کی عبارتیں سامنے رکھیں، جس کے نتیجے میں میرا یقین پختہ ہوگیا، اور دل میں ارادہ کرلیا کہ ان شاء اللہ اس موضوع پر کچھ لکھوں گا۔

اسی رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ، جنوری 1998ء میں مذکورہ بالا کتابوں کے متعلقہ صفحات فوٹو سٹیٹ کرالئے، پھر 3 اپریل 1998ء کا جمعہ بہاولپور، بھٹہ نمبر ۳ والی مسجد اہلحدیث میں پڑھانے کا اتفاق ہوا، جس کے کچھ دنوں بعد ہی عید الاضحیٰ کی آمد آمد تھی۔ اس خطبے میں جہاں قربانی کے دیگر احکام بیان کئے وہاں مسئلہ مذکورہ کو بھی قدرے تفصیل کے ساتھ کچھ دلائل سے بیان کیا۔ مگر اس بار نا پسندیدگی اور ناراضگی میں پہلے کی بہ نسبت بہت زیادہ شدت تھی۔ جس کی وجہ سے تقریباً راتوں کا سکون تک جاتا رہا۔

چنانچہ اسی وجہ سے، اسی دن بعد نماز عصر سے اپنی محدود معلومات کی روشنی میں چند اوراق لکھے، اور مزید جستجو کرتا رہا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میری توقع سے کئی گنا زیادہ مدد فرمائی۔

اسی دوران جناب مولانا محمد حنیف ونیس، آف فیصل آباد، حال مقیم بہاولپور کے مشورے سے، انہی کے پتہ پر مختلف علماء کرام کی طرف خطوط ارسال کئے گئے، تاکہ ان کی تحقیقات سے مزید استفادہ کیا جاسکے، اور اگر کوئی معقول مخالف دلیل مل جائے تو اس پر سنجیدگی سے غور کیا جاسکے۔ مگر اکثریت نے خاموشی اختیار فرمائی، کچھ نے اجمالاً ہاں میں جواب دیا، ایک بزرگ نے اعتراف دلائل کے باوجود توقف کا اظہار فرمایا۔ تین نے تفصیلاً اثبات میں لکھا، اور ایک نے تفصیلاً نفی میں جواب ارسال فرمایا۔ نفی و اثبات والے دونوں قسم کے فتاوی اور ان پر تبصرہ بھی شامل کتاب ہوگا۔ ان شاء اللہ

اس کتاب میں بہاولپوری طرز تحریر اختیار کیا گیا ہے، کیونکہ :

1 ایک تو دلچسپ ہے۔ 2 دوسرا آسان ہے۔

3 تیسرا زیر بحث مسئلہ کا زیادہ تر تعلق بھی اسی شہر سے ہے۔

4 چوتھا جس بہاولپوری عظیم شخصیت کی وجہ سے شہر بہاولپور میں خصوصاً، اور باقی علاقوں

میں عموماً دین حق پھیلا، ان سے مجھے للہ دلی محبت، عقیدت واحترام ہے۔

میں نے محض اللہ کی توفیق سے ثابت کیا ہے کہ قرآن مجید نے قربانی میں ﴿بهيمة الانعام﴾ (مویشی صفت جانوروں) کی، حدیث مبارکہ نے "مسنة" (دودانتا) کی شرط لگائی ہے۔ اور یہ دونوں شرطیں کسی بھی شک وشبہ کے بغیر بھینس میں موجود ہیں۔ نیز باقی جانوروں کی طرح "بقرة" (گائے) بھی قربانی کا ایک جانور ہے۔ کیونکہ "بقرة" کی قربانی حدیث مبارکہ سے ثابت ہے، اور بھینس بھی پوری امت کے اجماع سے "بقر" کی ایک نوع ہے۔ لہٰذا مذکورہ بالا وجوہ کی بنا پر کسی بھی شک وشبہ کے بغیر بھینس کی قربانی جائز ہے۔

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے فعل سے اس کا ثبوت اس لئے نہیں ملتا کہ بنیادی طور پر یہ عجمی علاقوں میں پایا جانے والا جانور ہے۔ اس وجہ سے نہیں کہ نا جائز ہے، اور نہ ہی اس وجہ سے کہ قربانی کے شرائط پر پورا نہیں اترتا۔ یہی وجہ ہے کہ جب صحابہ کرام و تابعین عظامؒ کے دور میں یہ جانور عرب علاقے میں آیا تو سب نے اسے "بقر" (گائیوں) کی ایک نوع قرار دیا۔

میں نے اس کتاب کا عربی نام "انوار الفوانيس للتضحية بالجواميس" اور اردو نام "بھینس کی قربانی لفظ "بقر" کی زبانی" تجویز کیا ہے۔ البتہ بعض دوستوں کا مشورہ ہے کہ کتاب کا نام "بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ" رکھا جائے۔ چنانچہ عوام کی سہولت کے پیش نظر اسی نام کو ٹائیٹل بنایا جارہا ہے۔

کتاب هذا میں طریق استدلال :

کسی بھی مسئلے کو ثابت کرنے یا ثابت رکھنے کے دو طریقے ہوتے ہیں:

1 پہلا طریقہ یہ ہے کہ متعلقہ مسئلہ کے وجود کو ثابت کرنے کے دلائل فراہم کردیئے جائیں، اگر دلائل رد نہ ہوسکیں تو مسئلہ ثابت ہوجائے گا۔

2 دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مسئلہ پہلے سے ثابت اور مسلم ہو، مگر اس پر شکوک وشبہات وارد ہو گئے ہوں تو شکوک وشبہات دور کردینے سے وہ مسئلہ خود بخود ثابت ہوجائے گا۔ میں نے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کتاب میں یہی دوسرا طریقہ اختیار کیا ہے۔ کیونکہ اس مسئلہ پر شبہات ڈالنے یا شبہات لگنے کے سلسلے کو ابھی ایک صدی بھی نہیں گزری۔ ورنہ اس سے پہلے یہ مسئلہ امت کے اجماع سے ثابت ہے۔

اب جو آدمی اس کتاب کا جواب لکھنا چاہے، اس پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ معقول دلائل سے بھینس کو "بهيمة الانعام ، مسنة" اور "نوع البقر" سے خارج ثابت کرے، اور بھینس کی قربانی کے ناجائز ہونے کی معقول وجہ بتائے، ورنہ علمی دنیا میں اس کے جواب کی کوئی وقعت نہ ہوگی۔

ان اصبت فمن الله ، وان اخطأت فاستغفر الله . ﴿ان اريد الا الاصلاح ما استطعت وما توفيقي الا بالله ، عليه توكلت واليه انيب﴾ وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين .

حافظ نعیم الحق بن عبد الحق ملتانی

(سابق) مدرس جامعہ محمدیہ اہل حدیث بہاولپور

تمہید

بسم الله الرحمن الرحيم

ب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

ج: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! کہیئے کیسے تشریف لائے؟

ب: ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے۔

ج: کونسا مسئلہ؟

ب: سنا ہے کہ آپ نے ایک نیا مسئلہ نکالا ہے جو نہ قرآن میں ہے اور نہ حدیث میں کہ بھینس کی قربانی ہوسکتی ہے۔

ج: ہم نیا مسئلہ کس طرح نکال سکتے ہیں؟ ہم میں یہ جرأت کیسے ہوسکتی ہے کہ ہم اپنی طرف سے دین بناتے پھریں، جب کہ دین مکمل ہو چکا ہے، اور ہم بھی الحمدللہ آپ کی طرح اہلحدیث ہیں، ہم ایسا مسئلہ کیسے بیان کرسکتے ہیں جس کی قرآن وسنت میں سرے سے بنیاد ہی نہ ہو؟

ب: تو کیا واقعتاً اس کی کوئی اصل ہے؟ میں جواب قرآن وحدیث سے لوں گا۔

ج: کیا آپ قرآن وسنت کے سوا کسی کی نہیں مانتے؟

ب: جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿قل اطيعوا الله والرسول فان تولوا فان الله لا يحب الكفرين﴾ (آل عمران : ۳۲)

"(اے نبی ﷺ) آپ فرمادیں: اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو، پھر اگر وہ پھر جائیں تو اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتا۔" تو میں قرآن وحدیث سے کیسے باہر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقل سکتا ہوں؟

ج: پھر تو آپ قرآن وحدیث کے سوا کسی کی بھی نہیں مانیں گے؟

ب: جی ہاں، بالکل۔

ج: جب آپ کسی کی بھی نہیں مانیں گے تو آپ کو کیسے معلوم ہوگا کہ یہ قرآن ہے اور یہ حدیث؟

ب: یہ بھی کوئی مشکل بات ہے جو کسی کو معلوم نہیں؟ ہر کوئی جانتا ہے کہ یہ قرآن ہے اور یہ حدیث کی کتابیں ہیں۔

ج: یہ چیزیں آپ کے پاس خودبخود پہنچی ہیں یا کسی کے ذریعے سے؟

ب: ظاہر ہے کہ خودبخود تو نہیں، بلکہ نبی اکرم ﷺ سے صحابہ کرامؓ نے، اور صحابہؓ سے تابعین رحمہم اللہ نے دین سیکھا، اسی طرح چلتے چلتے ہم تک بھی پہنچ گیا۔

ج: اس سے معلوم ہوا کہ آپ قرآن وحدیث کے ساتھ ساتھ علماء کی بھی مانتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ یہ قرآن ہے اور یہ حدیث تو ہم نے مان لیا۔

ب: علماء تو نقل کرنے والے ہیں، وہ اپنی طرف سے تو کچھ بھی نہیں کہتے، ظاہر ہے انہوں نے اصل دین (قرآن وحدیث) ہی ہم تک پہنچایا ہے، تو پھر ہم نے ان کی کیسے مانی؟ بلکہ ہم نے تو قرآن وسنت کو ہی مانا ہے۔

ج: جب آپ نقل دین کے سلسلہ میں علماء کی مان رہے ہیں تو کیا دین (قرآن وحدیث) کو آپ خودبخود سمجھ لیں گے، یا علماء کی بھی ضرورت ہوگی؟

ب: یہ بات بھی کوئی مشکل ہے؟ آج کل تو ترقی کا دور ہے، ہر چیز کا اردو میں ترجمہ مل جاتا ہے، خرید کر یا کسی سے لے کر خود بھی پڑھ سکتا ہے یا کسی سے پڑھوا بھی سکتا ہے۔

ج: کیا ترجمہ اصل عربی کے قائم مقام ہو سکتا ہے؟ اصل عربی کی ضرورت نہیں؟

ب: کیوں نہیں؟ اصل عربی کے بغیر تو پتہ ہی نہیں چلے گا کہ ترجمہ صحیح ہے یا غلط۔

ج: آپ کو کیسے معلوم ہوگا کہ ترجمہ صحیح ہے یا غلط؟

ب: شبہ کی صورت میں کسی عالم سے پوچھیں گے جو عربی جانتا ہوگا۔

ج: جب آپ کو ترجمہ تک کے صحیح یا غلط ہونے کا پتہ نہیں، اس سلسلے میں آپ کسی عالم کی طرف رجوع کریں گے، تو اصل دین خودبخود کیسے سمجھ میں آجائے گا؟

ب: مقلدین بھی تو یہی کہتے ہیں کہ دین ہمیں خودبخود سمجھ نہیں آسکتا، لہٰذا ہم اماموں کے محتاج ہیں۔ جو امام ہمیں بتائیں گے وہی کافی ہے۔ کیونکہ وہ بہت بڑے عالم تھے، انہوں نے جو تحقیق کردی ہے وہی کافی ہے۔ ہمیں تحقیق کی کوئی ضرورت نہیں۔

ج: دین کو سمجھنے کے سلسلہ میں جس طرح وہ علماء کی مانتے ہیں، اسی طرح ہم بھی مانتے ہیں۔ مگر ہمارے اور مقلدین کے درمیان فرق یہ ہے کہ اختلاف کی صورت میں ہم قرآن وحدیث کو سب سے مقدم کرتے ہیں۔ اگر مسئلہ قرآن وسنت میں واضح طور پر نہ ملے تو صحابہؓ کے اقوال وافعال، تابعینؒ وتبع تابعینؒ وآئمہ دینؒ کے اجتہادات کی روشنی میں جو چیز دلائل کے لحاظ سے زیادہ راجح قرآن وسنت کے زیادہ موافق یا زیادہ قریب ہو تو اسے اپنا لیتے ہیں۔ اور مرجوح یا کمزور بات کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اسی طرح ہم دین کو نقل کرنے یا سمجھنے اور سمجھانے کے لحاظ سے قرآن وسنت کے تابع اجماع امت، قیاس شرعی، مصالح اور عرف وغیرہ تبعی مصادر کے بھی قائل ہیں۔ اور بوقت ضرورت ہمارے باصلاحیت علماء کتاب وسنت ومنہج اسلاف کی روشنی میں خود بھی اجتہاد کر لیتے ہیں۔ مگر مقلدین ہر حال میں اپنے امام کے قول سے چمٹے رہتے ہیں، اگرچہ دوسروں کے پاس کتنے ہی مضبوط دلائل کیوں نہ ہوں۔

ب: ہم بھی تحقیق کے لئے علماء کرام کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ مگر ہم ان سے یہی کہتے ہیں کہ آپ ہمیں مسئلہ قرآن وحدیث کی روشنی میں ہی بتائیں، نہ کہ اپنی طرف سے۔

ج: آپ کا مطلب یہ ہے کہ ہر آدمی از خود قرآن وحدیث سے کما حقہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا، بلکہ اسے علماء کرام کی راہنمائی کی بھی ضرورت رہتی ہے۔

ب: جی ہاں۔

ج: پھر آپ کو کیسے معلوم ہوگا کہ اس عالم نے مسئلہ صحیح بتایا ہے یا غلط؟

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ب: ہم اس سے قرآن وحدیث کا حوالہ مانگیں گے۔

ج: اگر وہ حوالہ دے بھی دے، اور ہو بھی صحیح تو پھر آپ کو کیسے معلوم ہوگا کہ وہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف، قابل عمل ہے یا منسوخ، راجح ہے یا مرجوح؟

ب: یہ تو عالم کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہمیں صحیح مسئلہ بتائے۔ اگر وہ خیانت کرے گا تو اللہ کے ہاں خود جواب دہ ہوگا۔

ج: پھر تو عالم کی ہر بات آنکھیں بند کرکے مان لیں؟

ب: ہم کب کہتے ہیں؟ ہم تو کہتے ہیں کہ جو بات بھی مانو دلیل سے مانو۔ بغیر دلیل صرف عالم کی ہر بات پر اعتماد کرلینا تقلید ہے۔ اور تقلید چوتھی صدی ہجری کے آخر میں شروع ہوئی تھی۔ اور ظاہر ہے کہ چوتھی صدی ہجری کے بعد پیدا شدہ چیز دین نہیں ہوسکتی۔

ج: پھر تحقیق کرے کون؟

ب: عالم۔

ج: عالم تحقیق کیسے کرے؟

ب: عالم پڑھتا ہی اس لئے ہے تا کہ وہ عربی سیکھے، قرآن وحدیث ماہرین فن سے پڑھے، صحیح وغلط، راجح ومرجوح اور ناسخ ومنسوخ میں تمیز کرنے کی صلاحیت حاصل کرے۔

ج: آپ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ عالم کا کام یہ ہے کہ صحیح چیز معلوم کرکے لوگوں تک پہنچائے، کیونکہ عام لوگ اتنے پڑھے لکھے نہیں ہوتے۔ لیکن عالم سے غلطی ہوجائے تو پھر؟

ب: اس بات سے ان پڑھ لوگوں کو کوئی سروکار نہیں۔ ان پڑھ تو عالم کی تحقیق پر ہی عمل کرے گا۔ البتہ اللہ تعالی کوئی نہ کوئی ایسا عالم پیدا کرتا ہی رہتا ہے جو دوسرے عالم کی غلطی ظاہر کردیتا ہے۔ ہمارا کام یہ ہے کہ جب ہمیں معلوم ہوجائے کہ فلاں عالم سے فلاں مسئلہ میں غلطی ہوئی ہے، یا اس کی دلیل کمزور ہے تو ہم ان کے ادب واحترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے صحیح اور راجح بات کو مان لیں۔ نہ کہ مقلدین کی طرح اسی عالم کی مرجوح یا غلط بات پر اڑے رہیں۔

ج: میں بھی تو آپ کو یہی بتا رہا ہوں کہ از خود قرآن وحدیث کو سمجھنا، گہرائی تک پہنچنا، مسائل اخذ کرنا، صلاحیت کے بغیر ہر کسی آدمی کا کام نہیں۔ جو چیز از خود سمجھ میں آجائے ٹھیک، ورنہ کسی عالم سے پوچھیں۔ کیونکہ قرآن وحدیث کو سمجھنے کے لئے دوسرے علوم کی بھی ضرورت ہوتی ہے، مثلاً صرف، نحو، لغت، اصول اعتقاد اہل سنت واصول استدلال اہل سنت وغیرہ۔

ب: لغت کیسے؟ آج کل کی عربی اور ہے، قرآنی یا پرانی عربی اور؟

ج: امت کے ماہرین فن نے دور صحابہؓ اور بعد والی عربی میں فرق کرنے کے لئے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ لہذا قرآنی یا پرانی عربی آسانی سے معلوم ہوسکتی ہے۔

ب: کیا ہر بات لغت سے معلوم ہوسکتی ہے؟ اگر ایسا ہی ہے تو لغت کی کتابیں ہی کافی تھیں، تفسیر اور دوسرے علوم میں کتابیں لکھنے کی کیا ضرورت تھی؟

ج: میں کب کہتا ہوں کہ ہر بات لغت سے مل جاتی ہے؟ میں تو کہتا ہوں: علماء کرام کا یہ طے شدہ اصول ہے کہ قرآن مجید کی سب سے اعلیٰ تفسیر وہ ہے جو خود قرآن سے ہو یا پھر صحیح، حسن، راجح، غیر منسوخ اور غیر معارض حدیث سے۔ پھر اقوال صحابہؓ سے، پھر اقوال تابعینؒ وتبع تابعینؒ وآئمہ کرامؒ سے۔ اختلاف کی صورت میں دلیل کے لحاظ سے راجح قول کی مدد سے قرآن مجید کی تفسیر کی جائے گی۔ پھر جن چیزوں کا تعلق قرآنی اصطلاحات سے ہے مثلاً: صلوۃ، زکوۃ، حج وغیرہ، تو ان کی صحیح تفسیر صاحب وحی ہی بتا سکتے ہیں یا ان کے شاگردان گرامی۔ اور جن الفاظ کا تعلق عربی زبان سے ہے تو ان کی تفسیر عربی زبان کی ہی معتبر کتابوں سے لی جائے گی۔ اسی وجہ سے امام بخاریؒ نے "صحیح بخاری" میں قرآن مجید کے مشکل الفاظ کے معانی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، آئمہ سنت وائمہ لغت سب سے نقل کئے ہیں۔ اللہ تعالی نے بھی قرآن مجید میں فرمایا ہے:

﴿انا انزلناه قرآنا عربيا لعلكم تعقلون﴾ (سورة يوسف: ٢)

"یقیناً ہم نے اسے عربی قرآن اتارا ہے تا کہ تم سمجھو۔"

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری جگہ فرمایا:

﴿ وھذا لسان عربی مبین ﴾ (النحل : ١٠٣)

"اور یہ واضح عربی زبان ہے"

خلاصہ یہ کہ قرآن وحدیث کی تفسیر کے سلسلہ میں عربی لغت کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔مثلاً صحیح مسلم میں جابر بن عبداللہؓ سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث منقول ہے:

((لا تذبحوا الا مسنة)) (مسلم، کتاب الاضاحی، باب سن الاضحیة، ح : ٥٠٨٢)

"تم صرف دو دانتا جانور ہی ذبح کرو۔"

اب لفظ "مسنة" کی وضاحت نہ قرآن میں ہے اور نہ ہی حدیث میں۔اور وجہ صاف ظاہر ہے کہ اس لفظ کی تفسیر کا تعلق لغت سے ہے۔اور لغت میں اس لفظ کے دو معنی ہیں:

1 ایک بڑی عمر والا جانور۔جیسا کہ احناف کا مسلک ہے۔

2 انسانوں کے سوا باقی ہر جانور کو "مسنة" اس وقت کہتے ہیں جب اس کے سامنے والے دودھ کے دو دانت گر جائیں۔(دو دانتا) یہی اکثر اہل لغت کا قول ہے اور راجح بھی یہی ہے۔

ب: یہ تو ٹھیک ہے کہ قرآن وحدیث کی تفسیر کے لئے عربی لغت کی بھی ضرورت پڑتی ہے، مگر اس سے آپ کا کیا مقصد؟

ج: مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قربانی کے احکام بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

﴿ ولکل امة جعلنا منسکا لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقھم من بھیمة الانعام ﴾ (الحج : ٣٤)

"اور ہم نے ہر امت کے لئے قربانی بنائی تا کہ وہ (بوقت ذبح) ان مویشی جانوروں پر جو اللہ نے ان کو دے رکھے ہیں اللہ کا نام لیں۔"

بتلانا یہ مقصود ہے کہ قربانی کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے "بھیمة الانعام" کا لفظ

ارشاد فرمایا ہے۔اب اس لفظ کی وضاحت یا تو قرآن سے کرنا ہوگی یا حدیث سے، اقوال صحابہؓ، تابعین یا ائمہ سنت وائمہ لغتؒ سے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : 1

مانعین کے دلائل

ب: "بھیمۃ الانعام" کی وضاحت تو خود قرآن میں موجود ہے۔فرمان باری تعالیٰ ہے :

﴿ثمنیة ازواج من الضأن اثنین ومن المعز اثنین ......
ومن الابل اثنین ومن البقر اثنین﴾ (الانعام : ۱۴۳تا۱۴۴)

"آٹھ نر مادہ، دو بھیڑوں میں سے اور دو بکریوں میں سے ....اور دو اونٹوں میں سے اور دو گائیوں میں سے۔"

ج: لفظ "بقر" کا ترجمہ آپ نے گائیاں کیا ہے۔اور یہ ترجمہ ناقص ہے۔

ب: ناقص کیسے ہے؟

ج: اس لئے کہ لفظ "بقر" میں گائیوں کے ساتھ ساتھ بھینسیں بھی شامل ہیں، جس طرح بھیڑوں کے ساتھ دنبے۔

ب: ہم نے تو آج تک نہیں سنا کہ "بقر" میں گائیوں کے ساتھ بھینسیں بھی شامل ہیں۔یہ تو صرف آپ سے پہلی بار سن رہے ہیں۔

ج: سنے سنائے معاملے میں ایسا ہی ہوتا ہے، ورنہ ماہرین آئمہ حدیث وفقہ اور بہت سے آئمہ لغت نے صاف لکھا ہے کہ بھینس گائے ہی کی ایک نوع ہے، بلکہ یہ بات تو اجماع امت سے ثابت ہے۔

ب: قرآن مجید کے جتنے بھی اردو تراجم ہیں، سب میں "بقر" کا ترجمہ "گائیاں" ہی لکھا ہوا ہے، کیا وہ سب غلط ہیں؟

ج: میں کب کہتا ہوں کہ غلط ہیں؟

ب: پھر آپ کے اختلاف کرنے کی وجہ؟

ج: وجہ یہ ہے کہ "بقر" کی وہ نوع جس کو ہم گائے کہتے ہیں، عرب میں زیادہ معروف اور رائج تھی۔اسی وجہ سے عام طور پر ذہن اسی نوع کی طرف جاتا ہے، جبکہ "بقر" کی دوسری نوع جسے ہم بھینس کہتے ہیں، بعد میں خصوصاً صحابہؓ کے آخری دور، تابعین وتبع تابعینؒ میں عبیداللہ بن ابی بکرہؒ، عبدالرحمٰن بن ابی بکرہؒ، بشیر الطبریؒ، حسن بصریؒ، سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ، اور امام مالکؒ وغیرہم کے دور میں اہل عرب کے ہاں زیادہ معروف ہوئی۔اسی وجہ سے وضاحت کے ساتھ اس کا تذکرہ عہد صحابہؓ کے اواخر اور تابعین وتبع تابعینؒ کے دور سے ہی ملتا ہے۔

ب: جب ایک چیز اہل عرب کے ہاں دور نبوت میں موجود ہی نہیں تھی، تو آپ اسے اس چیز کے ساتھ کیسے ملا رہے ہیں جو دور نبوت اور عہد صحابہؓ میں موجود تھی؟

ج: ضروری تو نہیں کہ جو چیز بھی عرب میں ہو وہ تو عربی زبان وثقافت کا حصہ ہو، اور جو چیز عرب میں نہ ہو وہ عربی زبان وثقافت کا حصہ ہی نہ ہو، اور نہ ہی اس پر شرعی احکام جاری ہوں مثلاً:

"رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں "ضب" (سانڈا) پیش کیا گیا، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے اس کی ہوا اچھی نہیں لگتی، کیونکہ یہ میری قوم کی سرزمین میں نہیں ہوتا۔حضرت خالد بن ولیدؓ پوچھتے ہیں: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا یہ حرام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے کھانا شروع کر دیا اور آپ ﷺ دیکھتے رہے۔"

(صحیح بخاری، کتاب الذبائح و الصید، باب الضب، ح : ۵۵۳۷، فتح الباری، ج : ۹، ص : ۲۶۲)

دیکھو! "ضب" (سانڈا) مکہ کے علاقے میں نہیں تھا، مگر پھر بھی آپ ﷺ نے اس کے کھانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔اسی طرح آپ ﷺ کا شامی جبہ پہننا، صحابہ کرام رضی اللہ علیہم اجمعین کا یمن وشام وغیرہ کے علاقوں سے چیزیں منگوانا، "سورۃ الفیل" کے لفظ "سجیل" اور "سورۃ المدثر" کے لفظ "قسورۃ" کا فارسی سے معرب ہونا اہل علم کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاں معروف ہے۔

ب: یہاں مسئلہ حلال وحرام کا نہیں، بلکہ قربانی کے جائز وناجائز ہونے کا ہے۔ بھینس کو حلال تو ہم بھی مانتے ہیں، کیوں کہ اس کے اندر حلال جانوروں والی تمام صفات موجود ہیں۔ سوال یہ ہے کہ قربانی کے لئے کیسے جائز ہوگئی؟

ج: آپ کے سوال کا جواب تو بعد میں دوں گا، پہلے آپ یہ بتائیں: آپ نے لفظ ﴿ بهيمة الانعام ﴾ کی وضاحت میں آیت ﴿ثمنية ازواج﴾ کیسے پیش کردی جبکہ قربانی کے لئے تو ﴿ بهيمة الانعام ﴾ کا لفظ وارد ہے، اور آیت " ثمنية " میں تو ﴿ ومن الانعام ﴾ یعنی کچھ انعام (مویشی چوپایوں) کی وضاحت ہے ؟

ب: "سورة الحج "میں قربانی کے مسئلہ کی بابت وارد ہونے والی آیت کی تفسیر میں آیت "ثمنية" پیش کرنے کے دلائل درج ذیل ہیں :

پهلی دلیل : حضرت علیؓ کی تفسیر :

امام سیوطیؒ تفسیر "الدر المنثور" اور امام علاؤالدین علی المتقیؒ "کنز العمال" میں لکھتے ہیں :

((عن علیؓ : ان رجلا سئله عن الهدى مما هو ؟ فقال : من الثمانية الازواج، فكأن الرجل شك . فقال : هل تقرأ القرآن ؟ قال : نعم . قال : سمعت الله يقول : ﴿ يا ايها الذين امنوا اوفوا بالعقود احلت لكم بهيمة الانعام الا ما يتلىٰ عليكم ﴾ ؟ قال : نعم . قال : وسمعته يقول : ﴿ ليذكروا اسم الله على ما رزقهم من بهيمة الانعام ﴾ ﴿ ومن الانعام حمولة وفرشا ﴾ تاكلوا من بهيمة الانعام ؟ قال : فسمعته يقول : ﴿ من الضأن اثنين ومن المعز اثنين ..... ومن الابل اثنين ومن البقر اثنين ﴾؟ قال : ﴿ لا تقتلوا الصيد وانتم حرم ..... (الى قوله) هديا بالغ الكعبة ﴾ قال الرجل : نعم . قال : فقتلت ظبيا فما ذا على

؟ قال : شاة . قال علیؓ ﴿ هديا بالغ الكعبة ﴾ كما تسمع))

(ابن ابی حاتم، بحواله الدر المنثور، پرانی طبع، ج : ۲، ص : ۳۳۰، کنز العمال، ج : ۵، ص : ۲۳۰، حدیث : ۱۲۷۱۲)

"حضرت علیؓ سے مروی ہے: ایک آدمی نے ان سے پوچھا: بیت اللہ کی طرف جانے والی قربانی کن جانوروں سے ہوتی ہے؟ آپؓ نے فرمایا: آٹھ (۸) نر مادہ سے۔ تو گویا آدمی نے (کچھ) شک سا کیا، تو آپؓ نے فرمایا: تم قرآن پڑھتے ہو؟ آدمی نے جواب دیا: جی ہاں۔ آپؓ نے فرمایا: تو نے اللہ کا یہ فرمان سنا ہے (اے ایمان دارو! وعدوں کو پورا کرو۔ تمہارے لئے مویشی چوپائے حلال کر دیئے گئے ہیں، سوائے ان کے جو تم پر پڑھے جا رہے ہیں۔)؟ آدمی نے کہا: جی ہاں۔ آپؓ نے فرمایا: تو نے اللہ کا یہ فرمان سنا ہے (تا کہ یہ (بوقت ذبح) اللہ کا نام لیں ان مویشی چوپایوں پر جو ان کو اللہ نے دیئے ہیں۔) (اور کچھ چوپائے بوجھ اٹھانے والے اور کچھ "(زمین کے قریب ہونے کی وجہ سے) بچھے ہوئے ہیں۔) جن مویشی چوپایوں میں سے تم کھاؤ؟ (آپؓ نے فرمایا:) پھر تو نے اللہ کا یہ فرمان سنا ہے (دو بھیڑوں میں سے اور دو بکریوں میں سے.... اور دو اونٹوں میں سے اور دو گائیوں میں سے)؟ آدمی نے کہا: جی ہاں۔ آپؓ نے فرمایا: پھر تو نے اللہ کا یہ فرمان سنا ہے (اے ایمان والو! جب تم احرام کی حالت میں ہو تو شکار کو مت قتل کرو........ جو بیت اللہ کی طرف جانے والی قربانی ہو)؟ آدمی نے جواب دیا: جی ہاں۔ آدمی نے کہا: میں ہرن مار بیٹھا ہوں، مجھ پر کیا فدیہ ہے؟ آپؓ نے فرمایا: ایک بکری۔ (اس موقع پر) حضرت علیؓ نے فرمایا: (بیت اللہ کی طرف جانے والی قربانی ہو) جیسا کہ تو اللہ کا فرمان سن رہا ہے۔"

مذکورہ بالا اثر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سائل کی کم فہمی کی بناء پر قربانی کے جانوروں کو خاص موضوع بنا کر، قرآنی دلائل سے بڑی تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے، اور قربانی کے جانور اونٹ، گائے، بھیڑ بکری ہی بتائے ہیں بھینس کا کہیں نام ونشان تک نہیں ملتا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری دلیل : امام قرطبیؒ کی تفسیر:

امام قرطبیؒ ﴿بھیمۃ الانعام﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے قرآن مجید میں سے درج ذیل آیات : النحل : ۵-۷ ، الزمر ۶ ، الانعام ۱۴۲-۱۴۳ ، النحل ۸ پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

"فھذہ ثلاثة ادلة تنبئ عن تضمن اسم الانعام لھذہ الاجناس : الابل والبقر والغنم، وھو قول ابن عباس والحسن .... وقال الطبری والربیع وقتادة والضحاک : کأنه قال : (احلت لکم الانعام). فاضیف الجنس الی الاخص منه . وقال ابن عطیة : وھذا قول حسن ، وذلک لأن الانعام ھی الثمانية الازواج، وما انضاف الیھا من سائر الحیوان یقال له : الانعام بمجموعه معھا . "

(الجامع لاحکام القرآن ، للقرطبیؒ ، ج : ۶ ، ص : ۲۴-۲۵)

"تو یہ تین دلائل ہیں، جو ان تین جنسوں :اونٹ، گائے، بھیڑ بکری کیلئے لفظ "انعام" کے شامل ہونے پر دلالت کر رہے ہیں ۔ابن عباسؓ اور حسن بصریؒ کا بھی یہی قول ہے۔ طبریؒ، ربیعؒ، قتادہؒ اور ضحاکؒ فرماتے ہیں: (آیت المائدة میں ﴿بھیمة﴾ کا لفظ زائد ہے۔) تو گویا اللہ نے فرمایا: (تمہارے لئے "انعام" (مویشی چوپائے) حلال کردیئے گئے ہیں۔) پھر عام جنس (بھیمة) کو اس سے زیادہ خاص جنس (الانعام) کی طرف مضاف کردیا گیا۔ ابن عطیہؒ کہتے ہیں: یہ اچھی توجیہ ہے۔کیونکہ "انعام" یہی آٹھ نر مادہ ہیں، اور باقی جو تمام حیوان ان سے ملتے جلتے ہیں، ان سب کو ان کے ساتھ "انعام" ہی کہا جاتا ہے۔"

امام قرطبیؒ کے ہاں بھی بھینس کا نام ونشان نہیں۔

تیسری دلیل : تفسیر "تدبر قرآن" سے ﴿ثمانیة﴾ کی نحوی ترکیب

مولانا امین احسن اصلاحی نے تفسیر "تدبر قرآن" (ج ۲ ص ۵۶۳) میں لکھا ہے :

"ثمانية" فعل محذوف سے منصوب ہے۔عام طور پر لوگوں نے فعل ماضی محذوف مانا ہے۔لیکن ہمارے نزدیک قرینہ یہاں فعل امر محذوف ماننے کا ہے۔"

وضاحت :

یعنی لفظ "ثمانية" اللہ تعالی کے فرمان ﴿کلوا مما رزقکم اللہ﴾ میں "من" بمعنی بعض سے بدل ہے۔اصل عبارت یوں ہے:

(کلوا بعض ما رزقکم اللہ ...... ثمانیة ازواج)

"اللہ نے جو تم کو رزق دیا ہے اس میں سے کچھ کھاؤ.... یعنی آٹھ نر مادہ۔"

"کلوا" امر ہے، اور یہ بھی مذکورہ آٹھ (۸) نر مادہ کے متعلق ۔یعنی کھاؤ، ویسے ہی ذبح کرکے یا قربانی کرکے تو امر نے قربانی "ابل، بقر، غنم" (اونٹ، گائے، بھیڑ بکری) میں بند کردی ہے۔

چوتھی دلیل : فعل رسول (ﷺ) وعمل صحابہؓ سے عدم ثبوت :

رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے جانوروں کی مکمل تفصیل بیان فرمائی ہے۔

1 حضرت عائشہؓ نے اس مینڈھے کا مکمل نقشہ بتایا ہے جو رسول ﷺ نے قربانی میں ذبح فرمایا۔بعض دفعہ دو مینڈھے ذبح فرمائے۔

(مسلم ، کتاب الاضاحی ، باب استحباب استحسان التضحیة ، ح : ۵۰۸۷)

2 ایک صحابی کو ایک دینار دیا، تاکہ بکری خرید کرلائے۔

(ابوداود ، کتاب البیوع ، باب فی المضارب یخالف الرجل یتجر فی مال الرجل بغیر اذنه، ح : ۳۳۸۴)

3 حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے ۱۰۰ (سو) اونٹ ذبح فرمائے۔

(بخاری ، کتاب الحج ، باب یتصدق بجلال البدن ، ح : ۱۷۱۸)

4 آپ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے گائیاں ذبح فرمائیں۔

(صحیح بخاری ، کتاب الاضاحی ،باب من ذبح ضحیة غیرہ ، ح : ۵۵۵۹)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5 مینڈھے کی قربانی کو بہت اچھا قرار دیا۔

(ترمذی ، کتاب الاضاحی ، باب فی الجذع من الضان فی الاضاحی ، ح:۱۴۹۹)

6 اسی طرح کسی صحابی سے مذکورہ بالا جانوروں کے سوا کسی دوسرے جانور کی قربانی کرنا ثابت نہیں ۔

7 آپ ﷺ نے اونٹ اور گائے کے سات سات حصے مقرر فرمائے ۔

(ابوداود ، کتاب الضحایا ، باب البقر والجزور عن کم یجزئ ، ح :۲۸۰۸)

جب یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ "سورۃ المائدۃ "، "سورۃ الحج " والی آیات میں وارد لفظ ﴿ بھیمۃ الانعام ﴾ سے آٹھ (۸) نر مادہ ہی مراد ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے آٹھ نر مادہ فرما کر باقی تمام دروازے بند کردیئے ہیں، فعل الرسول ﷺ اور کسی بھی صحابیؓ کے عمل سے دوسرے کسی بھی جانور کی قربانی ثابت نہیں، تو پھر آپ یا کوئی دوسرا کون ہوتا ہے جو بند دروازے کو کھول کر بدعت ایجاد کرے، بلاوجہ جانوروں کی جانیں ضائع کرائے، اور لوگوں کو قربانی کے ثواب سے محروم کرے؟

نوع من البقر، مثل البقر، بمنزلة البقر کہنے سے کیا چیز اصل بن جاتی ہے؟

جب آپ ﷺ سے قولاً، فعلاً، تقریراً اور نہ ہی کسی صحابی سے بھینس کی قربانی ثابت ہے، تو آپ یا کوئی دوسرا بند دروازے کو کھول کر دین میں بدعت کیوں ایجاد کرتا ہے ، امت میں کیوں پھوٹ ڈالتا ہے، اور بدامنی کیوں پھیلاتا ہے؟

پانچویں دلیل : بھینس توقیفی جانور نہیں :

قربانی عبادت ہے۔ اور عبادت کے لئے توقیفی ہونا ضروری ہے۔ بھینس توقیفی جانور نہیں، لہٰذا اس کی قربانی جائز نہیں ۔

چھٹی دلیل : "بھیمۃ الانعام" کی اجماعی تفسیر:

" الموسوعة الفقهية" میں لکھا ہے :

"اجمع الفقهاء علی ان الابل والبقر والغنم هي من الاصناف

التی تجب فیها الزکوة ." (الموسوعة الفقهية ، ج ۲۳ ، ص ۲۵۰)

"تمام فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری ہی وہ اجناس ہیں جن میں زکوۃ فرض ہے۔"

"مرعاة المفاتیح" میں مولانا عبیداللہ رحمانی مبارکپوریؒ لکھتے ہیں:

" قال الامام ابن القیم فی " الهدی" (ج ۱ ص ۱۵۱) : جعل رسول الله ﷺ الزکوة فی اربعة اصناف من المال ..... الثانية بهيمة الانعام : الابل والبقر والغنم ".

(مرعاة المفاتیح شرح مشکوة المصابیح (ج٦ ص ٦٧)

"امام ابن قیمؒ "زاد المعاد فی هدی خیر العباد" (ج : ۱ ، ص : ۱۵۱) میں فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مال کی چار قسموں پر زکوۃ مقرر فرمائی ہے ......دوسری قسم مویشی چوپائے: اونٹ، گائے، بھیڑ بکری ہیں۔"

دوسری جگہ صاحب "مرعاة" لکھتے ہیں :

" اعلم انه لا یجزئ فی الاضحية غیر بهيمة الانعام لقوله تعالیٰ ﴿ لیذکروا اسم الله علی ما رزقهم من بهيمة الانعام ﴾ (الحج ٣٤) وهی الابل والبقر والغنم . والغنم علی نوعین الضأن والمعز" (مرعاة ج ٥ ص ٨١)

"معلوم ہو کہ قربانی میں مویشی چوپایوں (اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری) کے سوا کوئی دوسرا جانور جائز نہیں ۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے تا کہ (بوقت ذبح) ان مویشی چوپایوں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے ان کو دیئے ہیں) اور وہ اونٹ، گائے، غنم ہیں اور غنم کی آگے دو قسمیں ہیں ایک بھیڑ اور دوسری بکری۔"

امام ابن قیمؒ "زاد المعاد ج : ۲ ، ص : ۳۱۴ فصل فی هدیه ﷺ فی الهدایا والضحایا والعقیقة " میں لکھتے ہیں :

" وهی مختصة بالازواج الثمانية المذکورة فی سورة

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الانعام , ولم تعرف عنه ﷺ ولا عن الصحابة هدى ، ولا اضحية ولا عقيقة من غيرها .... فاهدى رسول الله ﷺ الغنم ، واهدى الابل ، واهدى عن نسائه البقر . "

”(بیت اللہ کی قربانی، عیدالاضحیٰ کی قربانی اور عقیقہ) یہ تینوں (قسم کی قربانیاں) ان ۸ افراد سے خاص ہیں جو سورۃ الانعام میں مذکور ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے ان کے سوا بیت اللہ کی قربانی، عیدالاضحیٰ کی قربانی اور عقیقہ ثابت نہیں.....تو رسول اللہ ﷺ نے (اپنی طرف سے) غنم (بھیڑ بکریاں) اور اونٹ ھدی (بیت اللہ کی قربانی) میں قربان کئے۔ اور اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے گائیاں قربان فرمائیں۔“

صاحب "مرعاة" اور امام ابن قیمؒ نے تو اونٹ، گائے، بھیڑ بکری کے سوا کسی بھی جانور کی گنجائش ہی نہیں چھوڑی۔

باب 2

مانعین کے دلائل کا تجزیہ

ج: آپ کی پیش کردہ بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ”سورة المائدة“، ”سورة الحج“ میں وارد لفظ ﴿ بهيمة الانعام ﴾ کی تفسیر میں مروی حضرت علیؓ، ابن عباسؓ، حسن بصریؒ، اکثر مفسرین کے اقوال "الموسوعة الفقهية ، مرعاة المفاتيح " اور "زاد المعاد " کی عبارتوں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ﴿بهيمة الانعام﴾ صرف یہی آٹھ نر مادہ ہیں، اور سنت رسول ﷺ و عمل صحابہؓ سے بھی مذکورہ بالا آٹھ نر مادہ کے سوا کسی دوسرے جانور کی قربانی ثابت نہیں۔ اور بھینس تو قیفی جانور بھی نہیں۔ لہذا بھینس کی قربانی ناجائز اور بدعت ہے۔

مگر آپ کا یہ استدلال کئی وجوہ سے صحیح نہیں۔ نمبروار ہر ایک دلیل کا جواب ملاحظہ فرمائیں:

مسئلہ ہذا میں اختلاف کی اصل وجہ :

آپ کے دلائل کا تجزیہ کرنے سے پہلے اختلاف کی اصل بنیاد کی نشاندہی ضروری ہے۔ تاکہ بحث کو صحیح طریقے سے سمجھا اور سمجھایا جا سکے۔

اصل وجہ یہ ہے کہ قربانی کے جانور میرے اور آپ کے درمیان اتفاقی ہیں۔ یعنی ﴿ بهيمة الانعام ﴾ یا ﴿ الانعام ﴾ اور زکوۃ و قربانی ہر دو کے سلسلہ میں وارد "بهيمة الانعام" اور "الانعام" دونوں لفظوں سے مراد بھی ”ابل ، بقر ، غنم “ (اونٹ، گائے، بھیڑ بکری) ہی ہیں۔ لیکن آپ ایک طرف لفظ ”جاموس“ (بھینس) کو قربانی کے معاملہ میں ”بقر“ (گائے) کی نوع میں شامل نہیں سمجھتے اور دوسری طرف زکوۃ میں اسے گائے کی ایک نوع قرار دیتے ہیں۔ یہ تضاد صحیح نہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا یہ کہ بھینس اصل میں ہند و فارس کے علاقے کا جانور ہے۔ اور اس کا اصلی نام بھی فارسی میں "گاؤمیش" اور ہندی میں "بھینس" ہے۔ اور لفظ "جاموس" اسی فارسی لفظ کو عربی میں ڈھالنے کے بعد کی شکل ہے۔ اسی وجہ سے اس لفظ کو "معرب" کہتے ہیں۔ جس کا معنی ہے عربی میں ڈھالا ہوا۔

تیسرا یہ کہ اردو ہندی دونوں زبانوں میں لفظ "بقر" کا معنی "گائے" کیا گیا ہے۔ جیسا کہ لفظ "شاۃ" کا معنی اردو میں "بکری" کیا گیا ہے۔ جب کہ عربی میں "شاۃ" بھیڑ، دنبہ اور بکری سب پر بولا جاتا ہے۔ کسی بھی چیز یا جانور کا کسی بھی زبان میں نام یا ترجمہ ہونا اور الگ چیز ہے۔ اور اس کی حقیقت پر مبنی احکام وقوانین مرتب کرنا دوسری چیز ہے۔ فرض کریں کہ کوئی شخص لفظ "بقر" کا معنی ہرن کر دے، اور اس زبان میں وہ معنی معروف بھی ہو جائے، تو اس سے اس لفظ کا شرعی حکم تو ہرگز نہ بدلے گا۔ لہذا بھینس کا آپ کوئی بھی نام رکھیں، شریعت کو اس سے بحث نہیں۔ شریعت کو صرف اس کی حقیقت مطلوب ہے۔ یعنی اس غلط فہمی کی ساری بنیاد لفظ "بقر" کا اردو اور ہندی میں ترجمہ لفظ "گائے" ہو جانا اور گائے کی بھیڑ صفت جنس (بھینس) کے لئے ہندی، فارسی اور پھر فارسی سے عربی میں منتقل ہو کر لفظ "جاموس" کی صورت میں الگ لفظ کا وجود میں آجانا ہے۔ ورنہ اس کے سوا الجھن کا کوئی دوسرا سبب ہرگز موجود نہیں ہے۔

عرب ممالک میں بھینس کی آمد :

چوتھا یہ کہ بھینس عربی ملکوں میں عہد صحابہؓ کے آخری دور میں پہنچی ہے۔ چنانچہ مولانا ڈاکٹر نور محمد غفاری اپنی کتاب "اسلام کا قانون محاصل" ص ۸۶، مطبوعہ دیال سنگھ لائبریری، لاہور میں لکھتے ہیں :

> "عرب میں بھینسوں کا رواج تو ۹۲ھ، ۷۱۱ء میں شروع ہوا۔ جب محمد بن قاسم نے سندھ فتح کیا تو ہزاروں بھینسیں عراق، شام کے لئے روانہ کیں۔ بعد میں فقہاء کرام نے ان کی زکوۃ کو گائے پر قیاس کیا۔"

ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ آف اسلام آباد اپنی کتاب "محمد بن قاسم اور اس کے جانشین" کے ص ۵۴ میں، علی بن حامد کوفی کی کتاب "فتح نامہ سندھ" ص ۵۸۳ کے حوالے سے لکھتے ہیں :

> "محمد بن قاسم نے سندھ سے کئی ہزار بھینسیں حجاج بن یوسف کی خدمت میں روانہ کیں۔ خلیفہ ولید بن عبد الملک (م ۷۱۵) نے چار ہزار سندھی نسل کی بھینسیں "انطاکیہ" اور "مصیصہ" کے درمیان واقع جنگل میں چھوڑ دیں۔ جہاں ان کی نسل خوب پھلی پھولی۔ پھر ایک دور وہ بھی آیا کہ صرف "مصیصہ" میں آٹھ ہزار بھینسیں شمار کی گئیں۔ ۱۰۶ھ، ۷۲۴ء میں سندھ میں شدید قحط رونما ہوا، تو ہزاروں کی تعداد میں جاٹ اپنے اہل وعیال اور مال مویشی کے ساتھ بلاد فارس اور عرب ملکوں کی طرف نکل گئے۔ ان کے ساتھ جو بھینسیں گئی تھیں ان کی نسل بھی خوب چلی۔"

پہلی دلیل

حضرت علی رضی اللہ کی تفسیر

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے چونکہ قربانی صرف آٹھ زمادہ میں مانی ہے، اور بھینس ان میں شامل نہیں لہذا بھینس کی قربانی جائز نہیں۔

پہلی دلیل کا پہلا جواب :

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاں بھینس کی قربانی کے سات حصے ہیں۔

آپ کی دلیل کی بنیاد اس بات پر قائم ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے قربانی صرف آٹھ زمادہ میں مخصوص مانی ہے، اور بھینس کو اس میں شامل نہیں فرمایا، لہذا بھینس کی قربانی جائز نہیں۔ مگر آپ کا یہ خیال درست نہیں۔

کیونکہ ایک تو کسی چیز کے عدم ذکر سے اس کا عدم وجود لازم نہیں آتا۔ جیسا کہ اس کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفصیل چوتھی دلیل کے دوسرے جواب کے زیرعنوان آرہی ہے۔ان شاءاللہ

دوسرا یہ کہ خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھینس کا نام لے کر صراحت کے ساتھ منقول ہے کہ قربانی میں گائے کی طرح بھینس بھی سات آدمیوں کی طرف سے کفایت کر جاتی ہے۔چنانچہ آپؓ کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں ۔فرماتے ہیں :

((الجاموس عن سبعة في الاضحية .))

(كنوز الحقائق في حديث خير الخلائق، للامام المناوى، المطبوع على هامش الجامع الصغير للامام السيوطى، ج ١ ، ص ١١٤)

"کنوز الحقائق" کی یہ روایت "مسندالفردوس" للدیلمی" کے حوالے سے منقول ہے،"مسندالفردوس" الدیلمی "کے الفاظ بھی ملاحظہ فرمائیں:

((عن علي بن ابي طالب (رضي الله عنه) الجاموس يجزئ عن سبعة في الاضحية .))

(مسند فردوس الاخبار، للامام الديلمى، ج : ٢، ص : ٢٠٢، ح : ٢٤٧٢)

پہلی دلیل کا دوسرا جواب :

﴿بهيمة الانعام﴾ کو ۸ نر مادہ میں بند کرنے کی وجہ :

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور بعد میں آنے والے مفسرین نے ﴿ بهيمة الانعام ﴾ کو مذکورہ بالا ۸ نر مادہ میں اس لیے بند کیا ہے کہ انہوں نے ﴿ بهيمة ﴾ کے لفظ کو زائد مانا ہے،اور عرب میں ﴿ الانعام ﴾ انہی تین اجناس (ابل، بقر، غنم) پر بولا جاتا تھا،اور بھینس چونکہ عجمی علاقوں میں پایا جانے والا جانور ہے،اسی وجہ سے عہد رسالت ﷺ وعہد صحابہؓ کے اوائل میں لفظ ﴿ الانعام ﴾ کے اندر اس کی شمولیت کا تذکرہ صراحت سے نہیں ملتا۔مگر جب عہد صحابہؓ کے اواخر اور عہد تابعینؒ میں یہ جانور عرب مما لک پہنچا تو انہوں نے اس میں ﴿الانعام﴾ والی ساری صفات دیکھ کر اسے ﴿ الانعام ﴾ کی شاخ "بقر" میں شامل کر لیا،اور بعد میں پوری امت کا اس پر اجماع بھی ہو گیا۔

دوسری دلیل

امام قرطبیؒ کی تفسیر

امام قرطبیؒ نے بھی آیت ﴿ ثمٰنية ازواج ﴾ سے اونٹ، گائے، بھیڑ بکری ہی مراد لئے ہیں،اور ان میں بھینس کو شمار نہیں کیا۔لہٰذا ان کے نزدیک بھی بھینس کی قربانی جائز نہیں۔

پہلی دلیل کا تیسرا اور دوسری دلیل کا پہلا جواب :

آیت ﴿ ثمٰنية ﴾ مکی ہے :

حضرت علیؓ، ابن عباسؓ، حسن بصریؒ، رازیؒ قرطبیؒ وغیرہ نے جو ﴿بهيمة الانعام﴾ کو (۸) نر مادہ میں بند کیا ہے تو یہ قربانی کا اعتبار نہیں، بلکہ قرآن مجید میں لفظ ﴿الانعام﴾ کا استعمال سامنے رکھ کر انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے۔ورنہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ "مفسَّر" (وہ آیت جس کی تفسیر مطلوب ہو) بعد میں نازل ہو اور "مفسِّر" (تفسیر کرنے والی آیت) پہلے نازل ہو۔کیونکہ "سورة المائدة" مدنی ،"سورة الحج" مکہ کے بالکل آخری دور کی اور آیت "ثمٰنية" مکی دور متوسط کے آخری ایام سے تعلق رکھتی ہے۔نیز "سورة الانعام" اور "سورة الزمر" میں ﴿الانعام﴾ کا بیان ہے،جبکہ قربانی میں ﴿بهيمة الانعام﴾ کی شرط ہے۔

دوسری دلیل کا دوسرا جواب:

آیت ﴿ ثمٰنية﴾ قربانی کے لئے نہیں :

قرآن مجید یا کسی بھی کلام کا صحیح معنی ومفہوم سیاق وسباق (اگلے وپچھلے کلام) کو سامنے رکھ کر ہی متعین کیا جاتا ہے ۔صحیح مفہوم کے لئے سیاق وسباق کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ورنہ اکثر منکرین حدیث اور دوسرے گمراہ فرقوں کی گمراہی کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ وہ قرآن مجید کو اس کے سیاق وسباق سے کاٹ کر اپنا مقصد نکالتے ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ آیت زیر بحث جس سیاق وسباق میں وارد ہے وہ خالص مشرکین عرب کے باطل نظریات کی تردید کے لئے ہے۔ آپ "سورۃ الانعام" آیت ۱۳۶ سے ۱۴۵ تک یعنی: ﴿وجعلوا للہ مما ذرأ من الحرث والانعام نصیبا .... فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فان ربک غفور رحیم﴾ تک پڑھیں تو آپ کو یہی کچھ ملے گا۔

مزید براں: اگرچہ امام رازیؒ قرطبیؒ ودیگر مفسرینؒ نے ﴿بھیمۃ الانعام﴾ کی تفسیر میں آیت ﴿ثمنیۃ ازواج﴾ بھی پیش کی ہے، مگر جہاں اس آیت کا اپنا مقام ہے وہاں اسے کوئی بھی قربانی کے جانوروں کی فہرست کے طور پر پیش نہیں کرتا۔ اور پیش کر بھی کیسے سکتا ہے؟ جبکہ قربانی والی آیت اور اس کے احکام آیت "ثمنیۃ" کے کافی عرصہ بعد نازل ہوئے ہیں۔

دوسری دلیل کا تیسرا جواب :

مشرکین مکہ کی خودساختہ حلت وحرمت کا رد:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ ان کنتم بآیتہ مؤمنین وما لکم الا تاکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ وقد فصل لکم ما حرم علیکم الا ما اضطررتم الیہ﴾ (سورۃ الانعام : ۱۱۸)

"تو ان جانوروں سے کھاؤ جن پر اللہ کا نام لیا گیا ہے، اگر تم اس کی آیات پر ایمان رکھتے ہو۔ اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم ان جانوروں سے نہیں کھاتے جن پر اللہ کا نام لیا گیا ہے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے وہ جانور تفصیل سے بیان کر دیئے ہیں جو تم پر حرام کئے گئے ہیں، مگر یہ کہ تم ان (حرام جانوروں) کی طرف مجبور ہو جاؤ۔"

آگے چند آیات کے بعد (۱۳۲ تا ۱۴۵ میں) اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کے باطل عقائد ونظریات کا پس منظر یوں بیان فرمایا ہے:

﴿وجعلوا للہ مما ذرأ من الحرث والانعام نصیبا فقالوا ھذا للہ بزعمھم وھذا لشرکائنا﴾

"اور انہوں نے اللہ کے لئے ان چیزوں میں سے حصہ مقرر کیا جو اللہ تعالیٰ نے کھیتی اور مویشی چوپایوں میں سے پیدا کی ہیں، تو انہوں نے اپنے گمان سے کہا کہ یہ حصہ اللہ کا اور یہ ہمارے شریکوں کا ہے۔"

پھر چند آیات کے بعد (آیت ۱۴۲ میں) فرمایا:

﴿کلوا مما رزقکم اللہ ولا تتبعوا خطوت الشیطن انہ لکم عدو مبین﴾

"جو جانور اللہ نے تم کو دے رکھے ہیں ان میں سے کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر مت چلو۔ یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔"

پھر آگے والی آیت میں ﴿ثمنیۃ ازواج﴾ ہے۔

تو خلاصہ یہ کہ آیت "ثمنیۃ" مشرکین مکہ کے خودساختہ نظام حلت وحرمت، حصہ بندی، تقسیم کی تردید اور غیر اللہ کے نام پر چڑھاووں کو روکنے کے پس منظر میں وارد ہے نہ کہ قربانی کے احکام بیان کرنے کے لئے۔

دوسری دلیل کا چوتھا جواب :

۸ کا عدد مقصود نہیں:

مفہوم مخالف کی قسم "مفھوم العدد" کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ کلام میں وہ عدد مقصود بھی ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلث وربٰع﴾

(النساء : ۳)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تو عورتوں میں سے جو تم کو اچھی لگیں ان سے نکاح کرلو، دو دو سے، تین تین سے اور چار چار سے۔"

آیت مذکورہ بالا میں عدد مقصود ہے، یعنی بیک وقت چار سے زیادہ عورتوں سے شادی نہیں ہوسکتی۔

مگر یہاں عدد مقصود نہیں، بلکہ عربوں کے عرف پر گفتگو ہو رہی ہے۔

جیسا کہ امام قرطبیؒ لکھتے ہیں :

" والثالثة : قوله تعالیٰ ﴿ احلت لكم بهيمة الانعام ﴾ الخطاب لكل من امن على وجهه وكماله ، وكانت للعرب سنن في الانعام من البحيرة والسائبة والوصيلة والحام . ياتي بيانها ، فنزلت هذه الاية رافعة لتلك الاوهام الخيالية والاراء الفاسدة الباطلة "

(تفسیر قرطبی ، ج : ٦ ، ص : ٢٣-٢٥)

"تیسرا مسئلہ ﴿ احلت لكم بهيمة الانعام ﴾ کے متعلق ہے۔ یہاں (بظاہر خطاب عربوں سے معلوم ہو رہا ہے، مگر حقیقت میں) ہر اس آدمی کو خطاب ہے جو کما حقہ مکمل ایمان رکھتا ہے، اور مویشی چوپایوں کے متعلق عربوں میں چند رسمیں تھیں، مثلاً : " بحيرة ، سائبة ، وصيلة ، حام " جن کا بیان آئندہ آئے گا تو ان خیالی اوہام اور باطل و فاسد آراء کو رفع کرنے کے لئے یہ آیت نازل ہوئی ہے۔"

نیز اپنی اپنی تفسیروں کے اسی مذکورہ بالا مقام پر آٹھ (۸) کے عدد کے مقصود نہ ہونے کے متعلق بھی امام رازیؒ و قرطبیؒ دونوں نے اسی قسم کی رائے کا اظہار فرمایا ہے۔

ب : عدد کی زیادتی :

اگر بھینس کو قربانی کے جانوروں میں شامل کرلیں تو اس طرح کل تعداد دس بن جاتی ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آٹھ کا عدد بتایا ہے۔

ج : ۸ کا عدد اور دنبے کی زکوٰۃ و قربانی :

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ :

1 آیت ﴿ ثمنية ازواج ﴾ قربانی کے لئے نہیں۔
2 ۸ میں حصر نہیں۔
3 مشرکین مکہ کے عقائد کے رد میں ہے۔

اگر پھر بھی آپ اسی مطلب پر اصرار کر رہے ہیں، تو یہی آپ سے میرا سوال ہے کہ اگر دنبہ کو قربانی کے جانوروں میں شامل کرلیں تو آٹھ کا عدد باقی نہیں رہتا، بلکہ دس افراد بن جاتے ہیں، اور مزید یہ کہ عربی میں دنبہ کو "نعجہ" کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿ ان هذا اخي له تسع وتسعون نعجة ولي نعجة واحدة ﴾ (ص : ٢٣)

"یقیناً یہ میرا بھائی ہے۔ اس کی ننانوے دنبیاں ہیں، اور میری ایک دنبی ہے۔"

اس آیت مبارکہ میں لفظ "نعجة" کا ترجمہ تمام اردو تراجم و تفاسیر والوں نے دنبی ہی کیا ہے مثلاً مولانا ابو الوفا ثناء اللہ امرتسریؒ، نواب وحید الزمان، مولانا مودودیؒ، مولانا امین احسن اصلاحی وغیرہم۔ اور مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ نے "حیوانات قرآنی" یا "حیوانات القرآن ص ۱۴۱" پر لکھا ہے:

"" نعجة " دنبی، دنبہ کا مادہ ...... دنبی جو بھیڑ کی ہی ایک نوع ہے، فلسطین کا ایک خاص جانور تھا، گوشت اور دودھ دونوں کے لئے بہت ہی عزیز تھا، شام اور فلسطین میں اس کے پالنے کا عام رواج تھا"

اور مولانا امین احسن اصلاحی تفسیر "تدبر قرآن ج ۶ ص ۵۲۵" میں لکھتے ہیں:

"یہاں یہ امر ملحوظ رہے کہ اس زمانہ میں اس علاقہ کی بڑی دولت بھیڑوں اور دنبیوں ہی سے عبارت تھی ...... تاریخوں سے یہاں تک پتہ چلتا ہے کہ اس زمانہ کے سکہ پر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصویر بھی ذہنی کی تھی، اور اس کو "نعجة" کہتے بھی تھے۔ یہ بات اگر صحیح نہ بھی ہو جب بھی ملکیت اور مال کی تعبیر کے لئے یہ لفظ اس زمانہ میں معروف رہا ہے۔"

علامہ دمیری "حیوٰة الحیوان"، ج : ۱، ص : میں لکھتے ہیں :

" ویکرہ لحم النعاج لانه یولد دما ردیئا۔"

"اور دنبوں کا گوشت اچھا نہیں سمجھا جاتا، کیونکہ یہ ردی خون پیدا کرتا ہے۔"

اب سوال یہ ہے کہ جب دنبہ عربی علاقوں کا جانور ہی نہیں، تو اس کی زکوٰۃ اور قربانی کیسے جائز ہوگی؟

ب: ۸ کا عدد ختم نہیں ہوگا، کیونکہ لغت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ دنبہ بھیڑ ہی کی ایک نوع ہے۔

ج: میں بھی تو اسی طرح کہتا ہوں کہ جس طرح دنبہ کا بھیڑ کی ایک نوع ہونا لغت کی کتابوں میں معروف ہے، اسی طرح بھینس کا گائے کی ایک نوع ہونا بھی لغت کی کتابوں میں معروف ہے۔ جس طرح دنبہ کو شامل کرنے سے ۸ کے عدد پر کوئی اثر نہیں پڑتا، اسی طرح بھینس کو شامل کرنے سے بھی ۸ کے عدد پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ جس طرح دنبہ کی زکوٰۃ وقربانی بھیڑ کی نوع ہونے کی وجہ سے جائز ہے، اسی طرح بھینس کی زکوٰۃ وقربانی "بقر" کی نوع ہونے کی وجہ سے جائز ہے۔ اگر چہ جانور دونوں عجمی ہیں۔

دوسری دلیل کا پانچواں جواب :

"ازواج" میں وسعت ہے :

مولانا حمید الدین عبدالحمید فراہی اپنی کتاب "مفردات القرآن" میں لکھتے ہیں:

" والمشترک نوعان : (1) لا جامع بین معانیه، (2) او جامع ذهل عنه، فان لم یذهل عنه فالکلمة جامعة المعانی۔ فربما یکون المراد بها معناها الوسیع الجامع، وربما یراد بها طرف خاص من

غیر نظر الی المعنی الجامع۔ فحینئذ تکون حاله حال المشترکة۔" (مفردات القرآن، المقدمة الثانیة فی الاصول اللسانیة، ص : ٦

، مفردات القرآن، المقدمة الثانیة فی الاصول اللسانیة، ص : ٦)

"لفظ "مشترک" کی دو قسمیں ہیں: (۱) اس کے مختلف معانی کے درمیان کوئی وجہ جامع موجود نہ ہو۔ (۲) اس کے مختلف معانی کے درمیان کوئی وجہ جامع موجود ہو مگر (عام لوگوں کے ذہنوں سے) وہ وجہ جامع بھلا دی گئی ہو۔ اگر وجہ جامع بھولی ہوئی نہ ہو تو ایسا کلمہ "جامعة المعانی" کہلاتا ہے۔ پھر (ایسی صورت میں) کبھی وہ لفظ اپنے وسیع جامع معانی میں ہی مراد ہوتا ہے، اور کبھی اس کے وسیع جامع معانی پر نظر کیے بغیر صرف اس کی ایک خاص جہت مراد ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں اس کلمہ کی حالت "مشترک" (متباین المعانی) جیسی بن جاتی ہے۔"

اس پس منظر میں غور کیجئے تو لفظ "زوج" کے عربی زبان میں 10 معانی وارد ہیں:

(۱)...... فرد کا مخالف، محاورہ ہے: "العدد اما زوج واما فرد"

"یہ عدد جفت ہے یا طاق۔"

(۲)...... صرف مذکر مراد ہو، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره﴾ (البقرة : ۲۳۰)

"پھر اگر خاوند عورت کو تیسری طلاق دے دے تو وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں یہاں تک کہ کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے۔"

(۳)...... صرف مونث مراد ہو، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿یا ایها الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدة و خلق منها زوجها﴾ (النساء : ۱)

"اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک ہی جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کے جوڑے (مونث) کو پیدا کیا۔"

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴)...... صرف خاوند مراد ہو۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿قد سمع اللّٰہ قول التی تجادلک فی زوجھا﴾

(المجادلة : ۱)

"یقیناً اللہ نے اس عورت کی بات سن لی، جو اپنے خاوند کے بارے میں تجھ سے جھگڑ رہی تھی۔"

(۵)...... صرف بیوی مراد ہو۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿ھم وازواجھم فی ظلال﴾ (یٰس : ۵٦)

"وہ اور ان کی بیویاں سائے میں ہوں گی۔"

(٦)...... ایک جیسی دو چیزیں مراد ہوں۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿فیھما من کل فاکھة زوجٰن﴾ (الرحمن : ۵۲)

"ان دونوں (باغوں) میں ہر میوے سے جوڑا جوڑا ہوگا۔"

(۷)...... فرد یاوہ فرد جس کا کوئی قرین (ساتھی) بھی ہو (چاہے نر مادہ سے یا جنس ونوع سے۔) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿ثمنیة ازواج﴾ (الانعام : ۱۴۳)

"آٹھ افراد (نر، مادہ)"

(۸)...... صنف، نوع، ضرب، جنس، جماعت۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿وکنتم ازواجا ثلثة﴾ (الواقعة : ۷)

"اور تم تین انواع (جماعتیں) ہو جاؤ گے۔"

(۹)...... نظیر، قرین، شبیہ، مثل۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿احشروا الذین ظلموا وازواجھم﴾ (الصٰفٰت : ۲۲)

"جمع کرو ان لوگوں کو جنھوں نے ظلم کیا اور ان کے ساتھیوں کو۔"

(۱۰)......(بظاہر) ہر چیز کی مخالف شئی۔صاحب "لسان العرب" لکھتے ہیں :

"وکان الحسن یقول فی قولہ تعالیٰ ﴿ومن کل شیء

خلقنا زوجین﴾ (الذاریات : ۴۹) السماء زوج ، والارض زوج ، والشتاء زوج ، والصیف زوج ، واللیل زوج ، والنھار زوج ."

" اور حسنؒ (بصری) اللہ تعالیٰ کے فرمان :﴿ومن کل شیء خلقنا زوجین﴾ کی تفسیر میں فرمایا کرتے تھے:

" آسمان زوج ، زمین زوج ، سردی زوج ، گرمی زوج ، رات زوج ، اور دن زوج ۔" (لسان العرب ، مادہ زوج)

ثمنیة افراد :

مذکورہ بالا دلائل سے معلوم ہوا کہ لفظ "زوج" یا تو:

1 ایک معنی میں حقیقت اور دوسرے معانی میں مجاز ہے۔

2 یا تمام معانی میں جامع الجہات مخصوص الجہات یا مشترک ہے۔

اگر "حقیقت" والے احتمال کو ترجیح دی جائے تو ساتواں اور دسواں معنی (ہر وہ فرد جس کا کوئی ساتھی یا مخالف ہو) "حقیقت" معلوم ہوتا ہے اور باقی معانی مجاز۔ کیونکہ تمام معانی میں یہی معنی قدرِ مشترک ہے۔ پھر "قرین" جہاں بھی آئے اس میں دو احتمال موجود ہیں:

1 ہر جاندار نر کے لئے مادہ اور مادہ کیلئے نر "قرین" (ساتھی) ہے۔

2 اور "قرین" کا دوسرا معنی ہے: ہم نوع، ہم جنس، ہم مثل، ساتھی۔

عام مفسرین نے "قرین" کا پہلا معنی مراد لیا ہے۔اس معنی کے مطابق آیت مبارکہ کا عربی ترجمہ یوں ہوگا :

"﴿ثمنیة ازواج﴾ افراد ﴿من الضان اثنین﴾ الذکر والانثی ﴿ومن المعز اثنین﴾ الذکر والانثی ﴿قل آلذکرین﴾ من الضان والمعز ﴿حرم ام الانثیین﴾ منھما ......

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ومن الابل اثنين﴾ الذكر والانثى ﴿ومن البقر اثنين﴾ الذكر والانثى ﴿قل آلذكرين﴾ من الابل والبقر ﴿حرم ام الانثيين﴾ منهما "

" آٹھ نر مادہ (افراد اور چار جوڑے) دو بھیڑوں میں سے (نر مادہ) اور دو بکریوں میں سے (نر مادہ) فرمادو کہ اللہ تعالیٰ نے (بھیڑ و بکری کے) دو نر حرام کیے ہیں یا دو مادہ...... اور دو اونٹوں میں سے (نر مادہ) اور دو گائیوں میں سے (نر مادہ) فرمادو کہ اللہ تعالیٰ نے (اونٹ اور گائے کے) دو نر حرام کیے ہیں یا دو مادہ۔"

اگر "قرین" کا یہی "حقیقی" معنی مراد لیں، تب بھی بھینس خارج نہیں ہو سکتی، کیونکہ آیت میں "بقر" کا نر مادہ مراد ہے۔ اور بھینس بھی "بقر" میں داخل ہے۔ جیسا کہ آئندہ تفصیلات سے واضح ہوگا۔ ان شاء اللہ

اور اگر "قرین" کا دوسرا معنی (جنس، نوع، مثل، ساتھی) مراد لیں پھر تو مفہوم بالکل واضح ہے۔ کیونکہ ان آٹھ افراد میں سے ہر ایک کا اسی کی جنس، نوع یا مثل سے قرین و ساتھی موجود ہے۔ جیسا کہ اس کی تفصیل اشتراک کی بحث میں آ رہی ہے۔

"ثمٰنية" اجناس، انواع :

اگر لفظ "زوج" کو مشترک مانیں تو مشترک کے کئی معانی میں سے ایک معنی کو دلائل کے لحاظ سے ترجیح دی جاتی ہے۔ جسے "مـؤول" کہتے ہیں۔ اور اہل اصول کے ہاں یہ بات معروف ہے کہ "مـؤول" کی دلالت اپنے معنی پر ظنی ہوتی ہے۔ یعنی اس میں غلطی کا امکان موجود ہوتا ہے۔ اور کسی دوسری دلیل کی وجہ سے کسی دوسرے معنی کے راجح ہونے کی گنجائش موجود ہوتی ہے۔

چنانچہ مفسرین نے لفظ "زوج" کے تمام معانی میں سے فرد والے معنی کو ترجیح دی ہے۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

کہتا ہوں کہ یہاں ﴿ثمٰنية ازواج﴾ کا معنی اجناس، انواع اور اضراب میں

سے جو بھی مراد لیں اس کی بھی گنجائش موجود ہے۔ چنانچہ "الموسوعة الفقهية" میں اس کی تفصیل کچھ یوں ہے :

" اجمع الفقهاء على ان الابل والبقر والغنم هي من الاصناف التي تجب فيها الزكوة"

(الموسوعة، ج : ٢٣، ص : ٢٥٠)

"تمام فقہاء متفق ہیں کہ اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری ہی وہ انواع ہیں جن میں زکوٰۃ واجب ہے۔"

دوسری جگہ لکھتے ہیں :

" كل جنس من الابل والبقر والغنم ينقسم الى نوعين . الابل نوعان : العراب . وهي الابل العربية، وهي ذات سنام واحد، والبخاتي : جمع البختية . وهي ابل العجم والترك، وهي ذات سنامين . والبقر نوعان : البقر المعتادة والجواميس . والغنم اما ضان، وهي ذات الصوف، واحدتها ضائنة، واما معز، وهي ذات الشعر، واحدتها عنز . والذكر تيس . ويقال للذكر والانثى من الضان والمعز شاة "

(الموسوعة الفقهية، ج : ٢٣، ص : ٢٥٩)

"اونٹ، گائے، غنم میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں۔ اونٹ کی دو قسمیں ہیں : عربی اونٹ، جس کی ایک کوہان ہوتی ہے۔ "بخاتی"، جس کا واحد "بختیة" ہے، یہ فارسیوں اور ترکیوں کا اونٹ ہے، اس کی دو کوہانیں ہوتی ہیں۔ اور گائے کی بھی دو انواع ہیں۔ معروف گائے، بھینس۔ اور "غنم" کی ایک قسم بھیڑ ہے جو اون والی ہوتی ہے۔ اس کا واحد مونث "ضائنة" ہے (اور مذکر "ضائن")۔ یا "غنم" (کی دوسری قسم) بکری ہے جو بالوں والی ہوتی ہے۔ اس کا واحد مونث

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"عنز" (بکری) اور مذکر "تیس" (بکرا) ہے۔ بھیڑ اور بکری میں سے ہر ایک کے نر مادہ کو "شاۃ" کہا جاتا ہے۔"

میں کہتا ہوں کہ مذکورہ اجناس میں درج ذیل مزید تقسیم ہے :

1 اونٹ : (عربی، فارسی)

2 گائے : (معتاد، بھینس)

3 بھیڑ : (دنبہ، معروف بھیڑ)

4 بکری : (میدانی، پہاڑی)

"الموسوعة الفقهية" ، ج : ۲۳ ، ص : ۲۸ اور دیگر کتب فقہ میں بھی پہاڑی اونٹ، پہاڑی گائے اور پہاڑی بھیڑ بکریوں کا تذکرہ موجود ہے۔

اوپر والی تقسیم گھریلو پالتو جانوروں کی ہے۔ اور دوسرے انداز میں یوں بھی تقسیم ہو سکتی ہے کہ مذکورہ بالا اجناس میں سے ہر ایک کی ایک قسم جنگلی بھی ہے اور دوسری گھریلو بھی۔ اس طرح بھی آٹھ اجناس یا انواع بن سکتی ہیں۔

مگر پھر یہ معاملہ صرف حلت کے لئے ہوگا۔ کیونکہ قربانی کے لئے گھریلو مویشی جانور ہی شرط ہیں۔ جیسا کہ تفصیل اپنے مقام پر آئے گی۔ ان شاء اللہ

سابقہ تفاصیل سے معلوم ہوا کہ ﴿ ثمنية ازواج ﴾ کا معنی " ثمنية اجناس ، انواع " مراد لینا بھی بالکل صحیح ہے۔ اس طرح آیت کا سیاق اگر چہ اہل عرب کے لئے ہے، مگر اپنے جامع مفہوم کی وجہ سے پوری دنیا کے لئے عام ہو گا۔ گویا آیت کی تفسیر یوں ہوگی :

"﴿ ثمنية ازواج ﴾ اجناس وانواع ﴿ من الضان اثنين ﴾ الضان المعروفة والنعاج ﴿ ومن المعز اثنين ﴾ الميلانية والجبلية ﴿ قل آلذكرين ﴾ من كل النوعين ﴿ حرم ام الانثيين اما اشتملت عليه ارحام الانثيين ﴾ ...... ﴿ ومن

الابل اثنين ﴾ العراب والبخاتي ﴿ ومن البقر اثنين ﴾ البقر المعتادة والجواميس ﴿ قل آلذكرين ﴾ من كل النوعين ﴿ حرم ام الانثيين اما اشتملت عليه ارحام الانثيين ﴾"

"آٹھ جنسیں، بھیڑوں میں سے دو (ایک قسم دنبہ (چکتی والا) دوسری بھیڑ (جس کی چکتی نہ ہو) اور بکریوں میں سے دو (ایک میدانی دوسری پہاڑی۔) فرما دیں کیا اللہ تعالیٰ نے (ہر نوع میں سے) دو نر حرام کئے ہیں یا دو مادہ یا وہ جو مادہ کے رحموں میں ہے؟ اور اونٹوں میں سے دو (عربی وبختی) اور گائیوں میں سے دو (معروف گائیاں اور بھینسیں۔) فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ نے (ہر نوع کے) دو نر حرام کئے ہیں یا دو مادہ؟"

ثمنية اشباه ، انظار ، امثال :

لفظ "زوج" کا معنی " كل فرد له نظير " بھی ہے (دیکھو "زوج" معنی ۹) یعنی ہر وہ فرد جس کا کوئی ہم شکل بھی ہو، اور یہ معنی بھی بالکل صحیح ہے۔ اونٹ کے لئے فارسی اونٹ، گائے کے لئے بھینس، بھیڑ کے لئے دنبہ اور میدانی بکری کیلئے پہاڑی بکری "نظیر، شبیہ، مثل" ہیں۔

ثمنية افواج جماعات :

اوپر لفظ "زوج" کا معنی فوج و جماعت بھی گزرا ہے (دیکھو لفظ "زوج" معنی آٹھ) اور یہ معنی مراد لینا بھی بالکل صحیح ہے۔ کیونکہ مذکورہ بالا آٹھ اجناس کی آگے بہت سی ذیلی جماعتیں بھی دنیا میں موجود ہیں۔

خلاصہ یہ کہ جب لفظ " ازواج " میں اس قدر وسعت موجود ہے تو اسے بلا دلیل تنگ کرنا کہاں کا انصاف ہے؟

نوٹ : لفظ "زوج" کو مشترک متباین ماننے کے بجائے مشترک "جامع الجهات یا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخصوص الجہات "ماننا زیادہ بہتر ہے۔کیونکہ "مشترک متباین" کے معانی میں تضاد و تباین ، ہر ایک معنی کے لیے الگ الگ وضع اور ہر ایک معنی پر اس کی دلالت کا برابر ہونا ضروری ہے۔ جبکہ لفظ "زوج" کے اندران میں سے کوئی بھی خصوصیت موجود نہیں۔البتہ اس لفظ میں "جامع الجہات یا مخصوص الجہات" والی تمام خصوصیات موجود ہیں۔واللہ اعلم

تیسری دلیل

تفسیر "تدبر قرآن" میں ﴿ثمنیة ازواج﴾ کی نحوی ترکیب

مولانا امین احسن اصلاحی کے نزدیک ﴿ثمنیة ازواج﴾ کا مفہوم یہ ہے کہ آٹھ (۸) نر مادہ کھاؤ۔ چاہے قربانی کرکے یا ویسے ہی ذبح کرکے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ بھینس ان آٹھ (۸) نر مادہ میں شامل نہیں ۔لہٰذا اس کی قربانی جائز نہیں۔

ان کے ہاں اس آیت کی عربی تفسیر یوں ہے : (کلوا ثمنیة ازواج)

تیسری دلیل کا پہلا جواب :

" کلوا" کا صحیح مفہوم :

اصل بات یہ ہے کہ اس " کلوا " سے پہلے ایک اور " کلوا " بھی ہے، جو باغات وغیرہ کے تذکرے کے بعد آیا ہے۔ یہ دوسرا " کلوا " ہے، جو جانوروں کے تذکرے کے بعد وارد ہوا ہے۔ پہلے " کلوا " میں اللہ تعالیٰ نے غیر جاندار چیزوں: مثلاً پھلوں، خوردنی اشیاء وغیرہ کی حلت بیان فرمائی ہے، اور دوسرے " کلوا " میں حلال جانوروں کی حلت بیان فرمائی ہے۔اور عرب میں یہی تین جنسیں "ابل، بقر وغنم" معروف تھیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بطور مثال ان کا تفصیلی تذکرہ کرکے مشرکین سے سوالات کئے ہیں اور انہیں غور وفکر کی دعوت دی ہے۔

تیسری دلیل کا دوسرا جواب :

" کلوا " کا جامع مفہوم :

اگر "ثمنیة" کو " کلوا " کی وجہ سے ہی منصوب پڑھنا ہے تو پھر " من " جارہ اپنے مابعد سمیت موصوف محذوف (رزقا) کی صفت ہوگا، اور تقدیر عبارت یوں ہوگی:

(کلوا رزقا کائنا مما رزقکم اللہ...... ثمنیة ازواج)

اور آیت کا ترجمہ یوں ہوگا :

"کھاؤ ان مویشی چوپایوں سے جو اللہ نے تم کو دیے ہیں یعنی آٹھ نر مادہ۔"

مطلب یہ کہ پھلوں، خوردنی اجناس اور جانوروں سب کو پیدا کرنے والا اللہ ہے، اور اللہ تعالیٰ نے چند چیزوں کے سوا سب چیزیں تمہارے لئے حلال قرار دی ہیں۔ پھر تم کیوں کہتے ہو کہ فلاں جانور کا نر حرام ہے اور فلاں کا مادہ؟

اس طرح آیت اپنے سیاق پر بھی پوری اترتی ہے اور اس کا عموم بھی تنگ نہیں ہوتا، اور آٹھ نر مادہ کی مثال بھی عرب معاشرے پر فٹ بیٹھتی ہے۔واللہ اعلم

تیسری دلیل کا تیسرا جواب :

مولانا اصلاحی کے نزدیک بھینس "بهیمة الانعام" میں داخل ہے۔

مولانا اصلاحی کی یہ نحوی ترکیب آپ کو کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔ کیونکہ ان کے نزدیک بھینس "الانعام" میں نہ سہی، "بهیمة الانعام" میں ضرور شامل ہے۔ جیسا کہ اس کی تفصیل چھٹی دلیل کے پہلے جواب میں "بهیمة الانعام" کی تفسیر کی بابت "نواں قول" کے ذیل میں آرہی ہے۔ ان شاء اللہ

چوتھی دلیل

فعل رسول اللہ ﷺ و عمل صحابہؓ سے عدم ثبوت

بھینس کی قربانی چونکہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے ثابت نہیں، لہٰذا جائز نہیں۔

چوتھی دلیل کا پہلا جواب :

سنت اور جواز میں فرق :

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قربانی کے جانوروں کی بنیاد چونکہ قرآنی نص ﴿بهيمة الانعام﴾ پر قائم ہے، لہذا بھینس کی تصریح کی بابت فعل رسول ﷺ و عمل صحابہ رضی اللہ عنھم اجمعین کا مطالبہ درست نہیں ۔ کیونکہ ایک تو اس کے جواز کے لیے قرآنی نص ہی کافی ہے ۔ دوسرا شریعت میں بہت سے امور ایسے ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے نہ خود کیا اور نہ ہی کرنے کا حکم دیا ہے ۔ مگر ایسے جامع اصول بیان فرما دیے ہیں جن کی روشنی میں ہر چلنے والا شرعی راستہ آسانی سے متعین کرسکتا ہے، جس کی شریعت میں بے شمار مثالیں موجود ہیں ۔ نمونہ کے طور پر چند مثالیں حاضر خدمت ہیں ۔

1 مکمل ماہ رمضان کا با جماعت قیام :

یہ اگر چہ مسنون نہیں، مگر جائز ضرور ہے ۔ کیونکہ فرض ہونے کا جو خطرہ تھا وہ ٹل گیا ہے ۔(بخاری ، کتاب صلوة التراويح ، ح : ۲۰۱۲)

2 قنوت وتر میں مقتدیوں کا آمین کہنا :

رسول اللہ ﷺ سے قنوت وتر ثابت ہے ۔ مگر امام کا اونچی آواز سے، ہاتھ اٹھا کر قنوت کرنا اور مقتدیوں کا پیچھے بہ آواز بلند آمین کہنا مسنون نہیں ، مگر قنوت نازلہ اور کچھ آثار صحابہؓ کو بنیاد بنا کر جائز ضرور ہے ۔

(مرعاة المفاتيح ، شرح مشكاة المصابيح ، ج : ۳ ، ص : ۱۷۵ ، ح : ۸٦۷)

3 مقتدیوں کا بعض قرآنی آیات کا جواب دینا :

بعض آیات مثلاً ﴿سبح اسم ربك الاعلى﴾ وغیرہ کا مقتدیوں کی طرف سے جواب دینا عمل صحابہؓ سے ثابت نہیں ۔ کیونکہ امام یا اکیلے قاری کا آیات رحمت اور آیات عذاب پر ٹھہرنا اور مناسب موقع پر مناسب جواب دینا یا دعائیں کرنا ثابت ہے، نہ کہ مقتدیوں اور سامعین کا ۔ (مسلم ، ح : ۱٤ ۱۸سنن ابی داود ، ح : ۸۸۷) اس طرح کی احادیث کو بنیاد بنا کر مقتدی کے جواب کو جائز قرار دیا گیا ہے ۔ دل میں پڑھنا بہتر ہے، تا کہ دوران قرأت امام کے پیچھے آواز بلند نہ ہو ۔ کیونکہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا:

((لا تفعلوا الا بفاتحة الكتاب ، فانه لا صلوة لمن لم يقرا بها))

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلوة ، باب من ترك القرءة في الصلوة ، ح : ۸۱۸)

"امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ کے سوا اور کچھ نہ پڑھو ۔ کیونکہ اس آدمی کی کوئی نماز نہیں جس نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی ۔"

4 لاؤڈ سپیکر کا استعمال :

سپیکر تو ایجاد ہی نئی ہے ۔ مگر آپ ﷺ نے حضرت بلالؓ کے بارے میں فرمایا تھا کہ اس کی آواز لمبی ہے اور بلند بھی ۔ (سنن ابن ماجة ، ح : ۷۱۰) یہ غرض سپیکر پوری کر رہا ہے، لہذا جائز ہے، اگر چہ سنت طریقہ سپیکر کے بغیر ہے ۔

تو بھینس کی قربانی چونکہ قربانی کے اصولوں پر فٹ ہے، لہذا مسنون نہ سہی مگر جائز اور قرآنی نص ﴿بهيمة الانعام﴾ کے عموم کے تحت داخل ہونے کی وجہ سے منصوص ضرور ہے ۔

چوتھی دلیل کا دوسرا جواب :

عدم نقل سے عدم ثبوت، عدم نقل سے عدم وجود اور عدم جواز لازم نہیں آتا :

اہل اصول کا مسلمہ اصول ہے کہ " کسی چیز کے منقول نہ ہونے سے اس کے ثبوت کا نہ ہونا، اور کسی چیز کے منقول نہ ہونے سے اس کے وجود کا نہ ہونا لازم نہیں آتا ۔"

مثلاً حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترک رفع الیدین والی حدیث کے بارے میں اہل حدیث حضرات کی طرف سے ایک جواب یہ بھی دیا جاتا ہے کہ اگر اس حدیث میں باقی مقامات کے رفع الیدین کا ذکر نہیں، تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ باقی جگہوں والی رفع الیدین ہے ہی نہیں ۔ اسی طرح کسی چیز کے صحابہؓ کے دور میں عدم وجود سے عدم جواز بھی ضروری نہیں ۔ مثلاً ریل گاڑی و دیگر جدید سواریاں مسنون نہیں، مگر قرآن مجید کے عموم :

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ ويخلق ما لا تعلمون ﴾ (النحل: ٨)

"اور اللہ وہ چیزیں بنائے گا جن کو تم نہیں جانتے۔"

کے تحت جدید سواریوں پر سواری کرنا ہر ایک عالم نے جائز قرار دیا ہے۔

اسی طرح بھینس کا زکوۃ کے معاملہ میں بھی ذکر نہیں، مگر زکوۃ کے مسئلہ میں تو آپ بھی بھینس کو گائے کے حکم میں شامل سمجھتے ہیں۔ (فتاوی اهل حديث، ج: ٢، ص: ١٩٧)

نوٹ: قربانی کی بنیاد چونکہ قرآنی نص ﴿ بهيمة الانعام ﴾ پر قائم ہے، لہذا فعل رسول ﷺ و عمل صحابہؓ کا مطالبہ کرنا کوئی زیادہ وزن نہیں رکھتا، جبکہ اس مسئلہ پر امت کا اجماع بھی منعقد ہو چکا ہے۔

چوتھی دلیل کا تیسرا جواب:

افعال رسول ﷺ میں کئی پہلوؤں کی گنجائش ہوتی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے لئے بہترین نمونہ ہیں۔ مگر ساتھ یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے افعال کئی قسم کے ہو سکتے ہیں جن میں سے ہر ایک فعل کا حکم الگ ہوتا ہے مثلاً۔

1 جبلي وفطري فعل:

آپ ﷺ کا چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا وغیرہ۔ اس فعل کا حکم یہ ہے کہ امت کے لئے مباح ہے ضروری نہیں۔

2 عادي فعل:

آپ ﷺ کا اپنی قوم کی عادات و رواج کے مطابق کوئی کام کرنا جس کا شریعت سے تعلق نہ ہو۔ مثلاً پگڑی، جبہ وغیرہ۔ یہ بھی امت کے لئے مباح ہے ضروری نہیں۔

3 دنياوي فعل:

وہ فعل جو آپ ﷺ نے کوئی نفع حاصل کرنے یا کوئی نقصان دور کرنے کی خاطر

کیا ہو، مثلاً سنگی لگوانا، دوائی پینا اور پلانا وغیرہ۔ یہ بھی امت کے لئے مباح ہے۔

4 اختصاصي فعل:

وہ فعل جو آپ ﷺ کا خاصہ ہو، مثلاً چار سے زیادہ شادیاں کرنا۔ امت کے لئے یہ فعل ممنوع ہے۔

5 بياني فعل:

وہ فعل جو شریعت کے کسی مجمل حکم کی وضاحت کرے، مطلق کو مقید اور عام کو خاص کرے۔ اس کا حکم فعل "مبین" والا ہو گا۔ یعنی جس طرح کا معاملہ ویسا ہی بیان۔

6 فعل مجرد:

وہ فعل جس کا مذکورہ بالا اقسام سے تعلق نہ ہو۔ آگے پھر اس فعل کی دو اقسام ہیں:

(۱) معلوم الصفة (۲) مجهول الصفة

(۱)...... فعل معلوم الصفة:

وہ فعل ہے جس کا حکم امت کو آپ ﷺ کے لئے تو معلوم ہے، مگر امت کے لئے معلوم نہ ہو۔ جمہور آئمہ کے نزدیک اس فعل کا امت کے لئے وہی حکم ہے جو آپ ﷺ کے لئے ہو گا۔ چاہے فرض، مستحب یا مباح۔

(۲)...... فعل مجهول الصفة:

وہ فعل ہے جس کا حکم نہ ہمیں آپ ﷺ کے لئے معلوم ہو اور نہ ہی امت کے لئے، کہ فرض ہے، مستحب یا مباح تو اس کے حکم کے بارے میں امت میں چار اقوال ہیں۔

اگر اس فعل کا تعلق اللہ کا قرب حاصل کرنے سے ہو تو:

1 نبی ﷺ و امتی دونوں پر واجب ہے 2 مستحب

3 مباح 4 توقف کریں گے

احتیاطاً دوسرا قول راجح ہے۔ (تيسير الاصول: حافظ ثناء اللہ زاہدی حفظہ اللہ۔ ص ۱۹۵-۱۹۸)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افعال رسول ﷺ اور مسئلہ قربانی :

قربانی کے مسئلہ میں فعل رسول اللہ ﷺ کے پہلے چار اقسام تو مراد نہیں ہو سکتے۔ اور پانچویں قسم (بیانی فعل) کو قرآنی نص "**الانعام**" یا "**بهيمة الانعام**" کا بیان قرار دینا اور نہ دینا دونوں احتمال ہو سکتے ہیں۔ یہاں اگر فعلوں کی پانچویں قسم مراد لے کر رسول اللہ ﷺ کے قربانی والے فعل کو قربانی کے جانوروں (الانعام) یا (بهيمة الانعام) کا بیان قرار نہ بھی دیں تب بھی صحیح ہے۔ کیونکہ " الانعام " کی وضاحت قرآن مجید نے اور " بهيمة " کی وضاحت لغت نے کر دی ہے۔ جس میں بھینس بھی شامل ہے۔ جیسا کہ تفصیل چھٹی دلیل میں آ رہی ہے۔ ان شاء اللہ۔

اور اگر قربانی کے افعال کو " بهيمة الانعام " کے بیان پر محمول کریں تو یہ صرف عرب معاشرے کے لئے ہوگا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ ﷺ "مسنة" (دو دانتا) نکرہ ارشاد نہ فرماتے۔

مزید برآں اگر رسول اللہ ﷺ کے قربانی والے فعلوں کو قرآنی نص "بهيمة الانعام" کے بیان پر محمول کر لیں تو چونکہ قربانی راجح مسلک کے مطابق سنت مؤکدہ ہے، لہٰذا جانوروں کا بیان استحباب پر محمول ہوگا۔

اگر قرآنی نص "بهيمة الانعام" کے عموم کو فعل رسول اللہ ﷺ سے خاص مراد لیں تو یہ ٹھیک نہیں۔ کیونکہ اگر یہی مخصوص جانور مراد ہوتے تو زکوۃ کے معاملہ میں امت بھینس کو شامل نہ کرتی۔

اور اگر "بهيمة الانعام" کو فعل رسول اللہ ﷺ سے مقید مانیں تب بھی درست نہیں۔ کیونکہ خود آپ ﷺ نے "مسنة" نکرہ ارشاد فرمایا ہے۔

باقی رہا فعل کی چھٹی قسم " **فعل مجرد** " کا معاملہ تو حضرت الاستاد حافظ ثناء اللہ الزاہدی حفظہ اللہ نے اس کی دو قسمیں لکھی ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ اس کی دو قسمیں نہیں بلکہ چار قسمیں بنتی ہیں۔

(۱)......معلوم الطرفین: یعنی امت کو اس فعل کا حکم اپنے اور اپنے نبی ﷺ دونوں کے متعلق معلوم ہے۔ مثلاً:

"**ضحی**" (چاشت) کی نماز آپ ﷺ کے لئے بھی نفل اور امت کے لئے بھی نفل۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ نے اس پر دوام نہیں فرمایا۔ (**ترمذی ، کتاب الصلاة ، باب ما جاء في صلوة الضحى، ح : ٤٧٧**)

(۲)......معلوم للنبی ﷺ ومجهول للامة: یعنی امت کو اس فعل کا حکم اپنے نبی ﷺ کے متعلق تو معلوم ہے، خود اپنے متعلق معلوم نہیں۔ مثلاً بیت اللہ کے اندر آپ ﷺ کا نماز پڑھنا۔ امام ترمذی نے كتاب الحج، باب ما جاء في الصلوة في الكعبة، ح : ٨٧٤ میں جو حدیث نقل کی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے لئے جواز تھا۔ آپ ﷺ کی وساطت سے امت کے لئے بھی جائز ہو گیا۔ ورنہ الگ سے اس کا حکم میری معلومات کے مطابق امت کے لئے معلوم نہیں، بلکہ بعد میں آپ ﷺ کا اس فعل پر افسوس کرنا جامع ترمذی (حدیث : ٨٧٣) وغیرہ کتب حدیث میں ثابت ہے۔

(۳)......مجهول للنبی ﷺ ومعلوم للامة: یعنی اس فعل کا حکم امت کو اپنے لئے تو معلوم ہے، لیکن اپنے نبی ﷺ کے لئے معلوم نہیں۔ مثلاً

ایک مرتبہ آپ ﷺ کی صبح والی نماز رہ گئی، جس کی ایک رکعت آپ ﷺ نے حضرت عبدالرحمان بن عوف ؓ کی امامت میں ان کے پیچھے ادا فرمائی۔

(النسائی ، كتاب الطهارة، باب كيف المسح على العمامة، ح : ١٠٩)

اب آپ نبی (ﷺ) تھے۔ آپ ﷺ کے لئے تو ہمیں اس فعل کا حکم معلوم نہیں، مگر ہم امتیوں کے لئے امام کی اقتداء میں رہ جانے والی رکعت کا حل معلوم ہو گیا۔

(۴)......مجهول الطرفین: ہم امتیوں کو نہ اپنے نبی ﷺ کے متعلق اس فعل کا حکم معلوم ہے اور نہ اپنے متعلق۔ مثلاً:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امت کو نماز جمعہ کے بعد چار رکعات پڑھنے کا حکم ہے، مگر خود آپ ﷺ نے دو پڑھی ہیں۔

(مسلم، كتاب الجمعة، فصل في استحباب اربع ركعات او ركعتين بعد الجمعة، ح : ۲۰۳۸ _ ۲۰۳۹)

ان دو رکعات کا حکم نہ ہمیں امت کے متعلق معلوم ہے اور نہ ہی اپنے نبی ﷺ کے متعلق۔

فعل مجرد کی باقی تین اقسام میں فعل رسول ﷺ کا حکم متعین کرنا مشکل نہیں۔ صرف آخری قسم یعنی "مجهول الطرفين" میں مشکل پیش آسکتی ہے، مگر میری تحقیق میں اگر اس فعل کا تعلق عبادت سے ہے تو ان چاروں صورتوں میں مستحب، ورنہ مباح۔

خلاصہ یہ کہ اگر چہ نبی اکرم ﷺ نے کسی فعل پر دوام ہی فرمایا ہو، جب تک کوئی قرینہ و دلیل خارجی قائم نہ ہو، اس سے کسی معاملہ کی فرضیت ثابت نہیں ہوتی۔ مثلاً کسی بھی صحیح و حسن روایت سے ابتداء نماز، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت آپ ﷺ سے ترک رفع الیدین ثابت نہیں۔ بلکہ دوام ہی ثابت ہے۔ مگر اس کے باوجود جمہور امت نے اسے نماز کی سنن میں شمار کیا ہے۔ اور امام ابن خزیمہؒ نے بھی حدیث: (صلوا كما رأيتموني اصلي) کی وجہ سے اسے واجب و فرض قرار دیا ہے نہ کہ مجرد فعل کی وجہ سے۔

(صحيح ابن خزيمة، ج : ۱، ص : ۲۹۵ ـ ۲۹۶، كتاب الصلوة، باب (۱۴۳) الدليل على ان النبي ﷺ امر برفع اليدين عند ارادة الركوع وعند رفع الرأس من الركوع)

ضروری وضاحت :

اس بحث کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ نعوذ باللہ میں رسول اللہ ﷺ کے افعال کی اہمیت کم کر رہا ہوں، بلکہ مقصد یہ ہے کہ افعال سے فرضیت یا وجوب ثابت ہونا دلیل کا محتاج

ہے۔ اور فعل استحباب یا سنت موکدہ کے درجہ میں ہوتا ہے۔

اور اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ چونکہ سنت ہے یا مستحب، لہٰذا کیا ہی نہ جائے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر کسی مجبوری یا بامر ضرورت اس فعل کو اختیار نہیں کر سکتا تو اس پر کوئی حرج نہ ہوگا۔

مزید خلاصہ یہ ہے کہ قربانی کے جانوروں کے انتخاب کے بارہ میں سوائے مینڈھے کے کسی اور جانور کا فائق ہونا ثابت نہیں۔ (ترمذی، ح : ۹۹ کلام) مسنون جانوروں کو سنت کی وجہ سے فوقیت حاصل ہوگی۔ ورنہ قربانی کے جامع اصول ﴿ بهيمة الانعام ﴾ پر کوئی حرف نہیں۔

چوتھی دلیل کا چوتھا جواب :

افعال میں "مفہوم مخالف" مراد نہیں ہوتا :

یہ کہنا کہ جو چیز فعل رسول اللہ ﷺ اور افعال صحابہؓ سے ثابت ہے وہ تو مسنون اور جائز ہے اور باقی ناجائز۔ یہ مفہوم مخالف کی ایک شکل ہے۔ مگر واضح رہے کہ "مفہوم مخالف" کلام میں تو ثابت ہے فعل میں ثابت نہیں۔ ہاں اگر خارجی دلائل رہنمائی کر دیں تو الگ بات ہے۔

چوتھی دلیل کا پانچواں جواب :

عید الاضحیٰ کی قربانی میں صرف مینڈھا مسنون ہے

واضح رہے کہ عید الاضحیٰ کے موقع پر تمام دنیا میں ذبح کی جانے والی قربانی کو "اضحية" کہتے ہیں، اور حج کی منیٰ والی قربانی کو، یا کوئی آدمی خود اپنے گھر میں رہے اور کسی جانے والے کے ہاتھ بیت اللہ کی طرف قربانی بھیج دے تو اسے "هدی" کہتے ہیں۔

"هدی" میں کچھ ایسی خصوصیات پائی جاتی ہیں جو "اضحية" میں موجود نہیں۔ اسی وجہ سے "هدی" کے کچھ منفرد احکام ہیں مثلاً :

(۱)...... اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری میں سے جو بھی جانور ہو اس کے گلے میں جوتیوں کا ہار

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈالا جاتا ہے، جو اس بات کی علامت ہوتا ہے کہ یہ بیت اللہ کی طرف جانے والی قربانی ہے، اسے کچھ نہ کہا جائے۔

(بخاری، کتاب الحج، باب: ۱۰۸، فتل القلائد للبدن والبقر وباب (۱۱۰) تقلید الغنم)

(۲)......اگر "ھدی" اونٹ اور گائے سے ہو تو ہار کے ساتھ "اشعار" بھی کیا جائے گا۔ یعنی اونٹ اور گائے کے دائیں پہلو سے چمڑا چیر کر خون نکال کر اس کے پہلو پر مل دیا جاتا ہے۔ یہ بھی بیت اللہ کی قربانی کی علامت ہے۔

(بخاری، کتاب الحج، باب: ۱۰۷ فتل القلائد للبدن والبقر، ح: ۶۹۷ _ ۱۶۹۸، باب ۱۰۸ اشعار البدن مع شرح فتح الباری، ح: ۱۷۰۱ _ ۱۷۰۴)

(۳)......اگر "ھدی" راستے میں تھک کر چلنے سے عاجز آ جائے تو اسے وہیں ذبح کر کے چھوڑ دیا جائے گا، اور "ھدی" والا اسے نہ خود کھا سکتا اور نہ ہی اپنے کسی ساتھی کو کھلا سکتا ہے۔ وہاں بعد میں آنے والے اسے کھا سکتے ہیں۔

(مسلم، کتاب الحج، باب ما یفعل بالھدی اذا عطب فی الطریق، ح: ۲۱۶ _ ۳۲۱۸)

(۴)......حج تمتع و حج قران دونوں میں "ھدی" فرض ہے۔ (سورۃ البقرۃ: ۱۹۲)

اور "اضحیۃ" میں آپ ﷺ نے اونٹ اور گائے کے سات سات حصے بیان فرمائے ہیں۔ مگر خود مینڈھے ذبح فرمائے ہیں (ابو داود، کتاب الضحایا، باب البقر والجزور عن کم یجزی، ح: ۲۸۰۷، بخاری، کتاب الاضاحی، باب اضحیۃ النبی ﷺ بکبشین اقرنین، ح: ۵۵۵۳ _ ۵۵۵۴)۔

اگرچہ "ھدایا" اور "ضحایا" کے احکام میں کافی اشتراک ہے، مگر یہ ماننا پڑے گا کہ مینڈھے کے سوا باقی جانوروں کو عید الاضحٰی کی قربانی میں ذبح کرنا "ھدی" سے لیا گیا ہے۔

اب مانعین یا تو "اضحیۃ" میں بھی ہر جانور کے بارہ میں الگ الگ نص پیش کریں، یا قرآنی نص "بھیمۃ الانعام" کے عموم کو تنگ نہ کریں۔

بند دروازہ کھولنے کا طعنہ :

اس میں کوئی شک نہیں کہ شریعت نے جن دروازوں کو بند کیا ہے ان کو کھولنا بدعت ہے۔ مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ شریعت نے جہاں وسعت اختیار کی ہے، اسے تنگ کرنا بھی ظلم ہے، اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے :

((بشرا ولا تنفرا ۔یسرا ولا تعسرا))

(بخاری، کتاب الاحکام، باب امر الوالی اذا وجه امیرین الی موضع ان یتطاوعا ولا یتعاصیا، ح: ۷۱۷۲)

"خوشخبری سنانا، نفرت نہ دلانا۔ آسانی کرنا، تنگی نہ کرنا۔"

اب "بھیمۃ الانعام" کے عمومی عرف کو بلا دلیل عربوں سے خاص کرنا کھلے دروازے کو بند کرنا ہے۔ سچ ہے "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے"۔

بدعت کا طعنہ :

رسول اللہ ﷺ نے بدعت کی تعریف یوں بیان فرمائی ہے:

((من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منه فھو رد))

(بخاری، کتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فالصلح مردود، ح: ۶۹۷ مسلم کتاب الاقضیة باب نقض الاحکام الباطلة ومحدثات الامور، ح: ۴۴۹۲)

"جو ہمارے اس دینی معاملہ میں ایسی چیز ایجاد کرتا ہے جو اس میں سے نہیں، وہ چیز مردود ہے۔"

جب بھینس قرآنی نص "بھیمۃ الانعام" میں داخل ہے تو پھر اس کے احکام کیسے بدعت ہو سکتے ہیں؟ جب کہ زکوٰۃ کے معاملے میں تو آپ نے بھی یہ بدعت قبول کی ہے۔

(فتاوٰی اھل حدیث، ج: ۲، ص: ۱۹۷)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فساد کا طعنہ :

انسان میں یہ فطری کمزوری ہے کہ جس چیز سے وہ واقف نہیں ہوتا اس کا انکار کردیتا ہے، حالانکہ یہ عادت عقل وتحقیق اور علم وبصیرت کے بالکل خلاف ہے۔اسی وجہ سے جب انبیاء کرام علیہم السلام لوگوں کے سامنے حق پیش کرتے ہیں تو اکثریت انکار ہی کرتی ہے۔بعد میں جن کے دلوں میں صحیح ادراک ہوتا ہے، آخر کار حقیقت کو تسلیم کرلیتے ہیں۔اگر اس تحقیق سے لوگوں کو نفرت ہے اور فساد مچاتے ہیں تو اس میں ان کا اپنا قصور ہے نہ کہ تحقیق کا۔تحقیق کا قصور اس وقت بنتا ہے جب دلائل اسے غلط ثابت کردیں۔

پانچویں دلیل

بھینس توقیفی جانور نہیں لہٰذا اس کی قربانی جائز نہیں

پانچویں دلیل کا جواب :

اصل جواب سے پہلے لفظ " توقیفی " کو سمجھ لینا ضروری ہے، تاکہ مسئلہ آسانی سے سمجھا جاسکے۔

لفظ " توقیفی " کی تحقیق :

" توقیف" اصل میں (و،ق،ف) سے بنا ہے، جس کا معنی ہے ٹھہرنا۔ " وَقْفَ" کسی کو ٹھہرانا، کھڑا کرنا۔جب کوئی چلتے آدمی کو ٹھہراتا یا کھڑا کرتا ہے تو عام طور پر اس سے کوئی اہم بات پوچھتا یا بتاتا ہے۔

پھر یہیں سے وسعت پیدا ہو کر صرف مطلع کرنے، خبر دینے اور واقفیت کرانے کے معنی میں یہ لفظ استعمال ہونے لگا۔

چونکہ رسول بھی گمراہی پر چلنے والی قوم کو کھڑا کرکے، بڑے اہتمام کے ساتھ اسے ہدایت پر آنے اور گمراہی سے بچنے پر مطلع کرتا ہے۔اللہ کی رضا کو حاصل کرنے اور اس کے غضب سے بچنے کا علم صرف رسول سے حاصل ہوتا ہے، اسی وجہ سے رسول کے دیئے ہوئے

علم کو "علم توقیفی " کہتے ہیں۔

"توقیف" کے طریقے :

اللہ کے رسول ﷺ کا دیا ہوا علم ہمیں دو طریقوں سے توقیف ہوا (ملا) ہے۔

1 قرآن مجید 2 سنت

اور محدثین کے ہاں سنت سے مراد (الطريقة المسلوكة في الدين) یعنی دین پر چلنے کا جاری طریقہ، جسے قرآن مجید نے ﴿ ملة ابيكم ابراهيم ﴾ سے تعبیر کیا ہے۔یعنی اپنے باپ ابراہیمؑ کی ملت (طریقے) کی پیروی کرو۔

قرآن مجید اور محدثین کے بیان کی روشنی میں سنت کی تعریف یوں ہوسکتی ہے۔

سنت سے مراد ملت ابراہیمی کا وہ طریقہ (ڈھانچا، فریم ورک) ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت میں تجدید، اصلاح، تصویب وتوضیح اور بعض اضافوں کے ساتھ دین کی حیثیت سے جاری فرمایا ہے، جس میں اعتقاد وعمل دونوں چیزیں شامل ہیں۔اس کے مد مقابل اہل بدعت کا طریقہ ہے۔

اضافہ کی مثال اذان، عیدالفطر اور اس کی نماز، عیدالاضحیٰ کی نماز وقربانی ہے۔

ان اضافوں کے لئے بھی قرآن مجید میں اشارات موجود ہیں۔مثلاً اذان کے لئے ﴿اذا نودي للصلوٰة من يوم الجمعة﴾ (سورة الجمعة : ٩) عیدالاضحیٰ کے لئے ﴿ فصل لربك وانحر﴾ (سورة الكوثر : ٢) ﴿ ان صلاتي ونسكي ﴾ (سورة الانعام : ٦٢) اور عیدالفطر کے لئے ﴿ ولتكبروا الله على ما هداكم ولعلكم تشكرون ﴾ (سورة البقرة : ١٨٥)

سنت کی مذکورہ بالا تعریف کی روشنی میں قربانی کو لیجیے۔

"هدي" "ضحية " اور ملت ابراہیمی :

مانعین کی چوتھی دلیل کے پانچویں جواب کے ذیل میں "هدي" اور "ضحية " کا فرق گزر چکا ہے، جس میں بتایا جاچکا ہے کہ " هدي "بیت اللہ کی طرف جانے والی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قربانی اور " ضحیة "عیدالاضحیٰ کے موقع پر ذبح کی جانے والی عام قربانی کو کہتے ہیں ۔

اب یہاں ہم مسئلہ توقیف کی حیثیت سے ان دونوں قربانیوں کی بنیادوں کے متعلق بحث کرتے ہیں، جس سے بہ آسانی واضح ہو جائے گا کہ ان دونوں سنتوں یا عبادات کا ملت ابراہیمی سے رشتہ کیسے قائم ہے؟۔

قرآن مجید میں "ھدی" کا مأخذ :

چنانچہ "سورۃ الحج "میں "ھدی" وضاحت کے ساتھ اور ملت اسلامیہ کی "الضحیة " اشارہ کے ساتھ مذکور ہے۔اس اجمال کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

﴿ واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق لیشهدوا منافع لهم ویذکروا اسم اللّٰه فی ایام معلومات علی ما رزقهم من بهیمة الانعام﴾ (سورة الحج : ۲۷، ۲۸)

"اور لوگوں میں حج کی منادی کرو، تاکہ وہ تیرے پاس پیدل اور ہر کمزور اونٹنی پر دور دراز کے ہر راستے سے آئیں تاکہ وہ اپنے بہت سے مفادات میں حاضر ہوں، اور جو مویشی جانور اللہ نے ان کو دیئے ہیں ان پر معروف دنوں میں (بوقت ذبح) اللہ کا نام لیں ۔"

غور کرنے سے اس آیت سے درجہ ذیل باتیں معلوم ہو رہی ہیں :

1 "ویذکروا"کا تعلق " لیشهدوا " سے ہے ۔جو اس بات کی دلیل ہے کہ اس آیت میں صرف "ھدی"کا تذکرہ ہے نہ کہ عام قربانی کا ۔

2 جو جانور اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو، وہ ملت ابراہیمی کے توحید والے طریقے پر ہے، ورنہ وہ شرک والے طریقہ پر ذبح ہوا ہے۔

3 جو "ھدی"عبادت ہے اسے معلوم دنوں کے ساتھ خاص کیا گیا ہے ۔پورا سال ذبح ہونے والے جانوروں کو "ھدی"نہیں کہا جائے گا، اگرچہ وہ حدود حرم ہی میں ذبح کیوں نہ ہوں۔

4 "ھدی "کے لئے "بهیمة الانعام" شرط ہیں۔

5 ﴿علی ما رزقهم﴾ کا مطلب ہے کہ وہ گھریلو پالتو مویشی تمہارے قبضے میں ہوں ۔ان کو حاصل کرنے کی خاطر شکار نہ کرنا پڑے۔

قرآن مجید میں "ضحیة " کا مأخذ :

1 ﴿ولکل امة جعلنا منسکا لیذکروا اسم الله علی ما رزقهم من بهیمة الانعام﴾ (سورة الحج : ۳٤)

"اور ہم نے ہر امت کے لئے قربانی بنائی، تاکہ جو مویشی جانور اللہ نے ان کو دیئے ہیں ان پر (بوقت ذبح) اللہ کا نام لیں۔"

2 ﴿فصل لربک وانحر﴾ (سورة الکوثر : ۲)

"پس آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔"

3 ﴿قل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰه رب العالمین﴾ (سورة الانعام : ۱٦۲)

"کہہ دیجئے: یقیناً میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لئے ہے جو جہانوں کو پالنے والا ہے۔"

ان آیات پر غور کرنے سے درج ذیل باتیں معلوم ہو رہی ہیں۔

1 ﴿قل ان صلوتی ونسکی ...... ﴾ اور ﴿فصل لربک وانحر﴾ دونوں مقامات پر صلوٰۃ (نماز) کا ذکر پہلے آنے سے معلوم ہوا کہ نماز عید پہلے اور قربانی بعد میں ہے۔

2 نماز عید کے بعد ہونے والی قربانی کو قرآن مجید کی اصطلاح میں "نسك ، منسك، مناسك " کہتے ہیں۔

3 ﴿ولکل امة﴾ کے تحت امت محمدیہ بھی آجاتی ہے۔بلکہ ملت ابراہیمی کی اصل وارث یہی امت ہے۔اسی وجہ سے قربانی والی سنت اس امت میں باقی امتوں کے مقابلے میں بطریق اولیٰ قیامت تک کے لئے پوری دنیا میں کامل وسعت کے ساتھ جاری ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4 "منسکا" نکرہ ہے، جو بتا رہا ہے کہ ہر علاقہ کے ہر پالتو مویشی کی قربانی جائز ہے۔

5 "رزقھم" کا لفظ صرف پالتو جانوروں کو باقی رکھتا ہے۔ البتہ پالتو جانوروں کی کسی بھی نوع کو خاص نہیں کرتا۔

6 رسول اللہ ﷺ کی بابت "سورۃ الکوثر" میں نماز اور قربانی دونوں کے متعلق واحد مذکر امر کے صیغے آئے ہیں۔ ان میں خطاب صرف اللہ کے رسول ﷺ سے ہے۔ لہٰذا آپ کے لئے عید کی نماز و قربانی دونوں فرض ہیں۔ اور امت کے لئے دونوں سنت مؤکدہ ہیں۔

مزید تفصیل کے لئے دیکھو "سبل السلام شرح بلوغ المرام، باب الاضحیۃ" کی تیسری حدیث کی شرح۔ (ج: ٤، ص: ٩١، ٩٢)

"ھدی" اور "نسك" کا تقابل:

1 "ھدی" بیت اللہ کی طرف جانے والی قربانی۔ اور "نسك" عام قربانی ہے۔ چاہے بیت اللہ کی طرف جائے یا نہ جائے۔

2 "ھدی" اور "نسك" کے معاملہ میں چار چیزیں مشترک ہیں:

۱۔ اللہ کا نام لے کر ذبح کرنا۔

۲۔ گھریلو پالتو حلال مویشیوں سے ہونا۔

۳۔ قربانی کے ایام "ھدی" میں اصل، اور "نسك" میں "ھدی" سے ماخوذ ہیں۔

۴۔ جس طرح "ھدی" والوں کے لئے معلوم دنوں یعنی حج کا احرام باندھنے سے لے کر ایام تشریق کی عصر تک تلبیہ و ذکر اللہ وارد ہے اسی طرح "نسك" والوں کے لیے بھی انہی معلوم دنوں (نویں ذی الحجہ کی صبح سے تیرہویں ذی الحجہ کی عصر تک) میں اللہ کا ذکر اور ہر نماز کے بعد تکبیرات مسنون ہیں۔

اور "نسك" کی منفرد خصوصیت صرف ایک ہے، یعنی قربانی سے پہلے نماز عید۔

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ "ھدی" کے ساتھ ساتھ "نسك" یا "ضحیۃ" بھی عبادت ہے۔ اور جانوروں سمیت اس کا بھی ہر معاملہ توقیفی ہے۔

پانچویں دلیل کا پہلا جواب:

قربانی کے جانور اور مسئلہ توقیف۔

قرآن مجید میں جانوروں کی توقیف کے متعلق صرف دو شرطیں لگائی گئی ہیں۔

1 "بھیمة الانعام" 2 "بھیمة الانعام" میں سے صرف پالتو۔

پھر "سورۃ الانعام" میں "الانعام" کی تفصیل بھی بتلادی گئی ہے۔ مگر "بھیمة الانعام" کی تفسیر نہ قرآن میں ہے اور نہ ہی حدیث میں۔ لہٰذا لازماً لغت عرب اور ائمہ دین پر اعتماد کرنا پڑے گا۔ اور ائمہ دین نے بھینس کو "الانعام" اور "بھیمة الانعام" دونوں میں شامل کیا ہے۔ لہٰذا ہم نے بھی مسئلہ توقیف میں کسی قسم کا انحراف نہیں کیا۔ وللہ الحمد۔

پانچویں دلیل کا دوسرا جواب:

قرآن مجید میں بعض "انعام" کی تفصیل ہے:

"سورۃ الانعام، سورۃ الزمر" دونوں میں ﴿من الانعام﴾ کا لفظ آیا ہے۔ اور قرآن مجید نے "الانعام" کی بعض مشہور انواع کا تذکرہ کر کے لفظ "من" کے ذریعے باقی انواع کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ اور پوری امت نے اسی اشارے کی مدد سے بھینس کو "الانعام" میں شامل کر کے اس کے توقیفی ہونے کو بیان کر دیا ہے۔ لہٰذا بھینس توقیف سے ہرگز خارج نہیں۔

چھٹی دلیل

"بھیمة الانعام" کی اجماعی تفسیر

صاحب "مرعاۃ" وغیرہ نے بڑی وضاحت کے ساتھ لکھا ہے کہ "بھیمة الانعام" سے صرف اونٹ، گائے، بھیڑ بکری ہی مراد ہیں۔ اور انہی میں زکوٰۃ و قربانی کے بند ہونے پر علماء امت کا اجماع ہے۔ یعنی ان میں بھینس شامل نہیں۔ لہٰذا بھینس کی قربانی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائز نہیں۔ کیونکہ قربانی کے لئے "بھیمۃ الانعام" شرط ہیں۔

چھٹی دلیل کا جواب :

امام ابن قیمؒ اور صاحب "مرعاۃ" نے جو باتیں ارشاد فرمائی ہیں وہ ہمارے موقف کو قطعاً غلط یا کمزور نہیں کرسکتیں، ان کا جواب کئی طرح سے دیا جاسکتا ہے۔

چھٹی دلیل کا پہلا جواب :

دعویٰ اجماع صحیح نہیں :

"بھیمۃ الانعام" کی مذکورہ بالا تفسیر اجماعی تب ہوسکتی تھی کہ اس کے خلاف کوئی دوسرا معتبر قول نہ ملتا۔ مگر یہاں معاملہ ایسا نہیں، بلکہ میری ناقص معلومات کے مطابق ﴿بھیمۃ الانعام﴾ کے معنی ومفہوم کے متعلق (۹) اقوال موجود ہیں۔

پہلا قول :

﴿بھیمۃ﴾ سے مراد ﴿الانعام﴾ کے پیٹوں میں جنین ہیں۔

امام رازیؒ "تفسیر کبیر" (ج : ۱۱، ص : ۱۲۵)، امام قرطبیؒ "الجامع لاحکام القرآن" (ج : ۶، ص : ۲۴۔۲۵) اور امام ابن الجوزیؒ نے "زادالمسیر" (ج : ۲، ص : ۱۴۱) میں حضرت ابن عمرؓ وابن عباسؓ سے بیان کیا ہے کہ ﴿بھیمۃ الانعام﴾ سے مراد "انعام" (مویشی چوپایوں) کے وہ جنین ہیں جو "انعام" کے پیٹوں میں مرجاتے ہیں۔ جب جنین کی ماں کو ذبح کردیا تو جنین بھی ذبح ہوگیا۔ (جنین کو الگ ذبح کرنے کی ضرورت نہیں، اگر وہ زندہ نہیں بچا۔)

تبصرہ :

میں کہتا ہوں کہ ابن عمرؓ وابن عباسؓ کا ﴿بھیمۃ الانعام﴾ کی تفسیر سمجھانا مقصود نہیں، بلکہ لفظ کے عموم سے یہ استدلال کرنا مقصود ہے کہ "انعام" کا جنین اگرچہ مبہم اور پوشیدہ ہے۔ مگر چونکہ وہ اپنی ماں کی جنس سے ہے اور حدیث (ذکاۃ الجنین ذکاۃ

امہ) (جنین (پیٹ والے بچے) کو اس کی ماں والی ذبح ہی کافی ہے۔) بھی موجود ہے (ترمذی، کتاب الصید، باب ما جاء فی ذکاۃ الجنین، ح : ۱۴۷۶) لہٰذا جنین کو ماں کی جنس سے الگ سمجھ کر یا کسی دوسری وجہ سے ناجائز نہ سمجھا جائے۔

دوسرا قول :

﴿بھیمۃ الانعام﴾ سے مراد ہر جاندار ہے۔

علامہ ابن المنظور الافریقی "لسان العرب" "مادہ "بھم" میں لکھتے ہیں :

"......قال الزجاج فی قولہ عزوجل ﴿احلت لکم بھیمۃ الانعام﴾ انما قیل لھا "بھیمۃ الانعام" لان کل حی لا یمیز بھیمۃ، لانہ ابھم عن ان یمیز ."

"اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿احلت لکم بھیمۃ الانعام﴾ کی تفسیر میں زجاج نحویؒ فرماتے ہیں: ان کو "بھیمۃ" کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ہر جاندار جس میں تمیز نہیں وہ "بھیمۃ" ہے۔ کیونکہ ان جانوروں کو تمیز کرنے سے مبہم (گویا محروم) کردیا گیا ہے۔"

تیسرا قول :

ہر چوپایہ مراد ہے۔

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں :

" واختلف فی معنی "بھیمۃ الانعام"، والبھیمۃ اسم لکل ذی اربع، سمیت بذلک لابھامھا من جھۃ نقص نطقھا، وفھمھا، وعدم تمیزھا، وعقلھا ."

(تفسیر قرطبی، ج : ۶، ص : ۲۴۔۲۵)

"﴿بھیمۃ الانعام﴾ کے معنی میں اختلاف ہے، "بھیمۃ" ہر چار ٹانگوں والے جانور کو کہتے ہیں۔ ان کا یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ قوت گویائی سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابہام، فہم کے نقص اور تمیز وعقل کے نہ ہونے کی وجہ سے یہ مبہم ہیں۔"

چوتھا قول :

ہر چرنے والا جانور مراد ہے:

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

"قال ابن عطية ...... وكأن المفترس _ كالاسد وكل ذى ناب _ خارجة من حد الانعام، هي الراعي من ذوات الاربع." (قرطبي، ج: ٦، ص: ٢٤_٢٥)

"ابن عطیہؒ کہتے ہیں ......اور گویا درندے: مثلاً شیر اور ہر نوکیلے دانت والا جانور۔"انعام" کی تعریف سے خارج ہیں۔ اور اس سے مراد ہر چرندہ چوپایہ ہے۔"

پانچواں قول :

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں سم والوں کے سوا ہر چرندہ مراد ہے :

"قلت : فعلى هذا يؤخذ فيها ذوات الحوافر، لانها راعية غير مفترسة، وليس كذلك، لان الله تعالىٰ قال : ﴿والانعام خلقها لكم فيها دفء ومنافع﴾ (النحل ٥) ثم عطف عليها بقوله ﴿والخيل والبغال والحمير﴾ فلما استأنف ذكرها وعطف على الانعام دل على انها ليست منها." (قرطبي، ج: ٦، ص: ٢٤_٢٥)

"میں (قرطبی) کہتا ہوں کہ (ابن عطیہؒ کے) اس (مذکورہ بالا) قول کی بناء پر ﴿بهيمة الانعام﴾ میں سم والے چوپائے بھی مراد لئے جائیں گے، کیونکہ وہ بھی چرنے والے، غیر درندہ جانور ہیں، حالانکہ معاملہ ایسا نہیں۔ کیونکہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اور اس نے مویشی چوپائے پیدا کئے ہیں جن میں تمہارے لئے سردی سے بچاؤ اور دیگر منافع ہیں۔) پھر "انعام" پر ﴿والخيل والبغال والحمير﴾ (گھوڑوں، خچروں اور گدھوں) کا عطف کیا، پس جب اللہ تعالیٰ نے سم والے جانوروں کا الگ ذکر فرمایا ہے اور ان کا "انعام" پر عطف کیا ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سم والے "انعام" میں داخل نہیں"۔

چھٹا قول :

پالتو اور جنگلی مویشی جانور دونوں مراد ہیں۔

امام قرطبیؒ نے ابن عباسؓ، قتادہؒ اور حسنؒ بصری کا قول:

(هي الابل والبقر والغنم) نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

"قال ابن عطية : وهذا قول حسن، وذالک أن الانعام هي الثمانية الازواج، وما انضاف اليها من سائر الحيوان يقال له الانعام بمجموعه معها." (ایضاً)

"ابن عطیہؒ کہتے ہیں اور یہ (ابل، بقر، غنم والا) قول اچھا ہے۔ کیونکہ "انعام" یہی آٹھ نر ومادہ ہیں، اور جو باقی تمام حیوان ان سے ملتے جلتے ہیں ان سب کو ان کے ساتھ "انعام" کہا جاتا ہے۔"

ساتواں قول :

صرف جنگلی مویشی جانور مراد ہیں۔

امام ابن الجوزیؒ ﴿بهيمة الانعام﴾ کے متعلق مختلف اقوال ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"والثالث : انها وحوش الانعام، كالظباء وبقر الوحش.

وقال الفراء : "بهيمة الانعام" بقر الوحش، والظباء،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والحمر الوحشية" (زاد المسير ، ج : ٢، ص : ١٤١)

"تیسرا قول یہ ہے کہ "بهيمة الانعام" سے مراد جنگلی مویشی چوپائے ہیں۔مثلاً ہرن، نیل گائے۔فراءنحوی کہتے ہیں کہ ﴿ بهيمة الانعام ﴾ سے مراد نیل گائے اور جنگلی گدھے ہیں۔"

آٹھواں قول :

صرف ابل ، بقر ، غنم مراد ہیں۔

یہ وہی قول ہے جو آپ نے امام ابن قیمؒ وصاحب "مرعاة" کے حوالے سے پیش کیا ہے۔

نواں قول :

"الانعام" اور "بهيمة الانعام" میں فرق ہے۔

امام رازیؒ لکھتے ہیں:

"في الاية مسائل. المسئلة الاولى: قالوا : كل حي لا عقل له فهو بهيمة. ثم خص هذا الاسم بكل ذات اربع البر والبحر ، والانعام هي الابل والبقر والغنم" (تفسير كبير ج ١١، ص ١٢٥)

"آیت ﴿ احلت لكم بهيمة الانعام ﴾ میں چند مسائل ہیں، پہلا مسئلہ: علماء کہتے ہیں ہر جاندار جس میں عقل نہیں وہ "بهيمة" ہے۔پھر ہر خشکی اور سمندر میں رہنے والے چوپایوں (چار ٹانگوں والے جانوروں) کے ساتھ یہ لفظ خاص ہو گیا۔اور "انعام" سے مراد اونٹ، گائے، بھیڑ بکری ہیں"۔

میری تحقیق میں راجح قول :

میری تحقیق میں آخری قول (٩) راجح ہے۔کیونکہ قرآن مجید میں "الانعام" کی جتنی بھی صفات بیان ہوئی ہیں وہ سب ان تینوں جنسوں (ابل ،بقر ، غنم) پر پوری

اترتی ہیں۔اور لفظ "بهيمة" کی وجہ سے اس میں وسعت پیدا ہو گئی ہے۔مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

"اسی طیب وخبیث کو معیار بنا کر اسلام نے چوپایوں میں سے وہ تمام چوپائے حلال ٹھہرائے ہیں جو "انعام" میں سے ہیں یا وحشی جانوروں میں سے "انعام" کے حکم میں داخل ہیں۔مائدہ کے شروع میں ﴿ احلت لكم بهيمة الانعام ﴾ کے الفاظ آئے ہیں۔اور وہاں ہم واضح کر چکے ہیں کہ "الانعام" کا لفظ اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری کے لئے معروف تھا۔اس کی طرف "بهيمة" کی اضافت نے اس میں وسعت پیدا کر دی ہے اور وہ سارے جانور بھی اس میں شامل ہو گئے ہیں جو "الانعام" کی جنس سے تعلق رکھنے والے ہیں۔عام اس سے کہ وہ پالتو ہیں یا وحشی۔مثلاً بھینس، چھترے، دنبے، نیل گائے، ہرن چیتل پاڑے وغیرہ"۔(تدبر قرآن ، ج : ٢، ص : ٥٧١)

اب انصاف سے بتائیے کہ امام ابن قیمؒ وصاحب "مرعاة" کی عبارتوں کو بنیاد بنا کر اجماع کا دعویٰ کرنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ بس یہی کہا جائے گا کہ ان بزرگوں کو مذکورہ بالا اقوال پر اطلاع نہیں ہوئی۔یا ان کے نزدیک ان اقوال کی کوئی اہمیت نہ ہوگی۔واللہ اعلم

چھٹی دلیل کا دوسرا جواب :

لفظ "بهيمة" بے فائدہ بنتا ہے:

اگر آپ کے پیش کردہ قول کو راجح مان لیا جائے تو لفظ "بهيمة" بے فائدہ بنتا ہے۔چنانچہ اس کا احساس امام قرطبیؒ ورازیؒ دونوں کو ہوا، تو انہوں نے اس کی توجیہ یوں بیان فرمائی۔امام قرطبی لکھتے ہیں :

"وقال الطبري والربيع وقتادة والضحاک : كأنه قال : احلت لكم الانعام. فاضيف الجنس الى اخص منه. قال

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن عطية: وهذا قول حسن، وذلک أن الانعام هي الثمانية الازواج، وما انضاف اليها من سائر الحيوان يقال له الانعام بمجموعه معها" (قرطبی، ج: ٦، ص: ٢٤-٢٥)

"طبری، ربیع، قتادہ، ضحاک رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ (آیت میں "بھیمۃ" کا لفظ زائد ہے) گویا اللہ تعالیٰ نے ﴿احلت لكم الانعام﴾ فرمایا ہے۔ پھر اسم جنس "بھیمۃ" کو اس سے زیادہ خاص اسم "الانعام" کی طرف مضاف کر دیا گیا۔ ابن عطیہ کہتے ہیں کہ یہ اچھا قول ہے۔ کیونکہ "الانعام" انہی ۸ نر مادہ پر بولا جاتا ہے، اور جو باقی تمام حیوان ان سے ملتے جلتے ہیں ان سب کو بھی ان کے ساتھ "انعام" کہا جاتا ہے۔"

امام رازی لکھتے ہیں:

"فاذا عرفت هذا فنقول: في لفظ الآية سوالات. الاول ان البهيمة اسم جنس، والانعام اسم النوع. فقوله ﴿بهيمة الانعام﴾ يجري مجرى قول القائل: حيوان الانسان، وهو مستدرک. الثاني: انه تعالىٰ لو قال ﴿احلت لكم الانعام﴾ لكان كلاما تاما بدليل انه تعالىٰ قال في آية اخرى ﴿واحلت لكم الانعام الا ما يتلى عليكم﴾ فاى فائدة في زيادة لفظ بهيمة في هذه الاية؟ ...... والجواب عن السوال الاول من وجهين: الاول "ان المراد من بهيمة الانعام شيء واحد، واضافة البهيمة الى الانعام للبيان ...... الثاني ان المراد من البهيمة شيء وبالا نعام شيء اخر، وعلى هذا التقدير ففيه وجهان: الاول: ان المراد من بهيمة الانعام الظباء وبقر الوحش ونحوها

، كأنهم ارادوا ما يماثل الانعام ويدانيها من جنس البهائم في الاجترار وعدم الانياب. فاضيف الىٰ الانعام لحصول المشابهة. الثاني ان المراد بهيمة الانعام: اجنة الانعام)" (تفسیر کبیر، ج: ١١، ص: ١٢٥)

''پس جب تو نے یہ تفسیر معلوم کر لی تو ہم کہتے ہیں کہ اس آیت میں چند سوالات ہیں۔ پہلا یہ کہ "بھیمۃ" اسم جنس اور "انعام" اسم نوع ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿بهيمة الانعام﴾ ایسے ہے جیسے کوئی "حیوان الانسان" کہے۔ اور (آیت ﴿احلت لكم الانعام﴾ کے ذریعے) اس کا استدراک پورا ہو چکا ہے۔

دوسرا سوال یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ (﴿بهيمة﴾ کا لفظ بڑھائے بغیر) صرف ﴿احلت لكم الانعام﴾ فرما دیتا تو کلام مکمل تھا۔ جیسا کہ اس پر دوسری آیت ﴿واحلت لكم الانعام الا ما يتلى عليكم﴾ دلالت کر رہی ہے تو لفظ "بھیمۃ" کو اس آیت میں بڑھانے کا کیا فائدہ......؟

پہلے سوال کا جواب دو وجوہ سے ہے:

پہلی وجہ یہ ہے کہ "بھیمۃ" اور "انعام" دونوں سے مراد ایک ہی چیز ہے۔ اور "بھیمۃ" و "انعام" میں اضافت بیانیہ ہے۔ دوسری وجہ یہ کہ "بھیمۃ" سے مراد کوئی اور چیز ہے اور "انعام" سے مراد دوسری چیز۔ اس جواب کی آگے دو اور وجوہ ہیں۔

1 پہلی وجہ یہ ہے کہ "بھیمۃ الانعام" سے مراد ہرن، نیل گائے اور ان جیسے دوسرے جانور ہیں۔ گویا کہ (لفظ بھیمۃ کے ذریعے) ان جانوروں (کے الحاق) کا ارادہ کیا ہے جو جگالی کرنے اور کچلیاں نہ رکھنے میں "انعام" کے مشابہ اور قریب ہیں۔ تو مشابہت کے حاصل ہونے کی وجہ سے "بھیمۃ" کو ''الانعام'' کی طرف مضاف کر دیا گیا۔

2 دوسری وجہ یہ ہے کہ ﴿بهيمة الانعام﴾ (میں بھیمۃ) سے "انعام" (کی مادہ)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پیٹوں میں بچے مراد ہیں۔"

اختلاف صرف لفظی ہے :

امام قرطبیؒ وامام رازیؒ کی تفسیروں سے معلوم ہوا کہ جوعلماء "بہیمۃ" اور "الانعام" دونوں سے ایک ہی معنی مراد لیتے ہیں وہ لفظ "انعام" میں وسعت پیدا کر لیتے ہیں۔ اور جوعلماء "بہیمۃ" اور "انعام" میں فرق کر لیتے ہیں، وہ "انعام" سے "ابل، بقر، غنم" مراد لیتے ہیں اور "بہیمۃ" سے وہ تمام جانور مراد لے لیتے ہیں جو "انعام" کی صفات کے حامل ہیں چاہے جنگلی ہوں یا پالتو۔

اس سے معلوم ہوا کہ دونوں گروہوں میں اختلاف صرف لفظی ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ نے جو آیت ﴿بہیمۃ الانعام﴾ کی تفسیر پیش کی ہے اور اسے اجماعی تفسیر قرار دیا ہے یہ دعوی اجماع صحیح نہیں۔

چھٹی دلیل کا تیسرا جواب :

آیت قربانی کی جامعیت، ہمہ گیری اور عموم کو بلاوجہ محدود کرنا۔

قربانی والی آیت ﴿ولکل امۃ جعلنا منسکا ......﴾ میں درج ذیل

(۶) الفاظ معنی کے عموم پر دلالت کرتے ہیں:

(۱) "کل"

(۲) "کل" کا مضاف الیہ نکرہ (امۃ)

(۳) "منسکا" نکرہ

(۴) "ما" موصولہ عام اور "من" بیانیہ

(۵) "بہیمۃ" نکرہ کی اضافت جمع معرف باللام (الانعام) کی طرف

(۶) "الانعام" میں "الف لام" جنس کا، جو اپنی تمام معروف انواع کو شامل ہے۔

یعنی اللہ تعالی نے ہر امت کے لئے قربانی بنائی ہے، اور آخری امت میں بھی یہ سنت ہر علاقے کے لوگوں کے لئے قیامت تک کے لئے برقرار رکھی ہے۔ تو صرف عربی

جانوروں کو بلاوجہ و بلادلیل خاص کر لینا گویا مذکورہ بالا ۶ عمومات کو بلا دلیل محدود کرنا، اور قربانی کے عالم گیر دائرے کو بلاوجہ تنگ کرنا ہے۔ جب کہ لفظ "بہیمۃ" کے ذریعے قربانی میں ہر وہ جانور مطلوب ہے جو "انعام" کی صفات کا حامل ہے۔

البتہ (علی ما رزقھم) کے الفاظ نے صرف پالتو جانوروں کو ہی باقی رکھا ہے۔ چاہے وہ جس علاقہ اور جس ملک سے تعلق رکھتے ہوں۔

چھٹی دلیل کا چوتھا جواب :

بھینس "بہیمۃ الانعام" میں داخل ہے :

اس سلسلہ میں پہلی بات یہ ہے کہ ان شاء اللہ آپ کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ بھینس "انعام" میں بھی داخل ہے تو "بہیمۃ" میں اس کی شمولیت خود بخود لازمی ہے، کیونکہ "بہیمۃ" کی "انعام" کی طرف اضافت ہے، اور یہ بات مسلّم ہے کہ مضاف اپنی تعریف وپہچان میں مضاف الیہ کا محتاج ہوتا ہے نہ کہ برعکس۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص "جاموس" (بھینس) کو "انعام" میں شامل نہیں مانتا تو بھی یہ "بہیمۃ" میں ضرور شامل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالی نے لفظ "بہیمۃ" کا اضافہ اسی لئے کیا ہے تا کہ جو جانور بھی "انعام" کے اوصاف والے ہوں "انعام" میں شامل ہو جائیں۔ جس کی کچھ تفصیل گزر چکی ہے اور کچھ آ رہی ہے کہ بھینس "بہیمۃ" میں بھی داخل ہے اور "انعام" میں بھی۔

"بہیمۃ" کی وجہ تسمیہ کی شہادت :

"بہیمۃ الانعام" کے متعلق نویں قول کے ضمن میں "بہیمۃ" کی وجہ تسمیہ گزر چکی ہے، اسے ایک بار پھر پڑھ لیں اور غور فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالی نے "بہیمۃ" کا لفظ بڑھا کر "انعام" کو مبہم اور غیر متعین کر دیا ہے، لہٰذا ہم اسے بلاوجہ و بلادلیل کیوں تنگ کریں؟

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رئیس المناظرین مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ کی شہادت :

فتاوی ثنائیہ میں لکھا ہے :

سوال : بھینس کی حلت کی قرآن وحدیث سے کیا دلیل ہے؟ اور اس کی قربانی بھی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب : جہاں حرام چیزوں کی فہرست دی ہے وہاں یہ الفاظ مرقوم ہیں:

﴿قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمه الا ان یکون میتة او دما مسفوحا......﴾ الآیة ......

ان چیزوں کے سوا جس چیز کی حرمت ثابت نہ ہو وہ حلال ہے۔ بھینس ان میں سے نہیں (لہٰذا وہ حلال ہے۔ نعیم الحق) اس کے علاوہ عرب کے لوگ بھینس کو "بقر" (گائے) میں داخل سمجھتے ہیں۔

تشریح :

حجاز میں بھینس کا وجود ہی نہ تھا، پس اس کی قربانی نہ سنت رسول ﷺ سے ثابت ہے نہ تعامل صحابہ سے۔ ہاں اگر اس کو جنس "بقر" سے مانا جائے، جیسا کہ حنفیہ کا قیاس ہے، (کما فی الهداية) یا عموم "بهيمة الانعام" پر نظر ڈالی جائے تو حکم جواز قربانی کے لئے علت کافی ہے۔ (فتاوی ثنائیہ، ج: ۱، ص: ۸۱۰)

فتاوی علمائے حدیث کی شہادت :

فتاوی علماء حدیث مرتبہ مولانا علی محمد سعیدیؒ (آف خانیوال) میں مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ کے مذکورہ بالا فتوی کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

"میں کہتا ہوں کہ بھینس کو "بهيمة الانعام" میں شمار کرنا قیاس نہیں ہے۔ قرآنی نص "بهيمة الانعام" کا لفظ عام ہے، جس کے لئے کئی افراد ہیں، گائے بکری۔ بھینس بھی "بهيمة الانعام" کا فرد ہے۔ "بهيمة الانعام" کی قربانی منصوص ہے تو بھینس کی قربانی بھی نص قرآنی سے ثابت ہے" (فتاوی علمائے حدیث، ج: ۱۳، ص: ۷۱ تا ۷٤، باب قربانی)

تفسیر تدبر قرآن کی شہادت :

"میری تحقیق میں راجح قول" کے ضمن میں تفسیر تدبر قرآن کی جو عبارت گزر چکی ہے۔ زیر بحث استدلال کے لئے اسے ایک بار پھر پڑھ لیں۔ جس میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ صاحب تدبر قرآن کے ہاں بھی بھینس "بهيمة الا نعام" میں شامل ہے۔

چھٹی دلیل کا پانچواں جواب :

بھینس "الانعام" میں داخل ہے :

قرآن مجید نے مختلف مقامات پر "الانعام" کے کچھ اوصاف بیان فرمائے ہیں، جن میں سے کچھ "انعام" کے ساتھ خاص ہیں اور کچھ دیگر جانوروں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ جن کو مدنظر رکھ کر ہر صاحب بصیرت آسانی سے معلوم کر سکتا ہے کہ کون کون سے جانور "انعام" میں داخل ہیں۔

ذیل میں پیش کردہ ہر آیت میں "الانعام" کی جن صفات کی طرف اشارہ ہوگا ان کی طرف اشارہ کر دیا جائے گا۔ چنانچہ قرآن مجید میں "الانعام" کے بیان کردہ اوصاف کی تفصیل درج ذیل ہے۔

قرآن مجید میں لفظ "الانعام" کا استعمال :

قرآن مجید میں " انعام " کا لفظ پانچ طرح سے استعمال ہوا ہے۔

(۱) النعم (۲) انعام (نکرہ) (۳) انعامکم

(٤) انعامهم (۵) الانعام

(۱)...... **النعم** :

﴿ومن قتله منكم متعمدا فجزاء مثل ما قتل من النعم يحكم به ذوا عدل منكم هديا بالغ الكعبة﴾ (المائدة: ۹۵)

"اور تم میں سے جو آدمی اس (شکار) کو جان بوجھ کر قتل کرے تو جس طرح کا جانور قتل کرے گا اسی طرح کا جانور مویشی چوپایوں میں سے بدلہ (فدیہ) ہوگا،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کا تم میں سے دو عدل والے فیصلہ کریں گے، جو بیت اللہ تک پہنچنے والی قربانی ہوگا۔"

ایک ضروری وضاحت :

امام قرطبیؒ نے اپنی تفسیر (ج : ٦ ، ص : ٢٤) میں اور صاحب "لسان العرب" نے مادہ "نہم" میں امام ہرویؒ کا قول نقل کیا ہے کہ لفظ "نعم" واحد سے مراد اونٹ اور جمع (انعام) سے مراد "ابل ، بقر ، غنم" ہیں، مگر امام ہروی کا یہ قول درست نہیں۔ اس لئے کہ

1 ایک تو واحد اور جمع میں عموماً افراد کا فرق ہوتا ہے، جنس کا فرق نہیں ہوتا۔

2 دوسرا اس لئے کہ آیت مذکورہ میں لفظ "مثل" اس کی تردید کر رہا ہے۔ کیونکہ وحشی (جنگلی) ابل ، بقر ، غنم (اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری) میں سے ہر ایک کا مثل الگ الگ ہوتا ہے۔ اسی اختلاف مثل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے دو عدل والے مقرر کئے ہیں۔ لہٰذا "نعم" کا معنی صرف اونٹ مراد لینا صحیح نہیں۔

(٢) ...... **انعام** (نکرہ) :

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿واتقوا الذی امدکم بما تعلمون امدکم بانعام وبنین﴾

(الشعراء : ١٣٣)

"اور اس ذات سے ڈرو جس نے اس چیز سے تمہاری مدد کی جو تم جانتے ہو۔ تمہاری امداد کی مویشی چوپایوں اور بیٹوں سے۔"

اللہ کا چوپایوں سے تمہاری امداد کرنا :

﴿اولم یروا انا خلقنا لهم مما عملت ایدینا انعاما فهم لها مالکون وذللناها لهم فمنها رکوبهم ومنها یاکلون ولهم فیها منافع ومشارب﴾ (یٰس : ٧١۔٧٢)

"کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے ان چیزوں میں سے، جو ہمارے ہاتھوں نے بنائی ہیں، ان کے لئے مویشی چوپائے پیدا کئے ہیں، تو یہ ان کے مالک ہیں۔ اور ہم نے ان مویشی چوپایوں کو ان کے مطیع کر دیا ہے، تو ان میں سے کچھ ان کی سواری (کے لئے) اور کچھ کو یہ (ذبح کر کے) کھاتے ہیں۔ اور ان کے لئے ان (مویشی چوپایوں) میں منافع اور مشروبات ہیں۔"

اللہ کا مویشی چوپایوں کو انسان کے لئے پیدا کرنا، انسان کا مالک ہونا، مویشی چوپایوں کو انسان کا تابع بنانا:

(٣) ...... **انعامهم** :

﴿فنخرج به زرعا تاکل منه انعامهم وانفسهم﴾

(السجدة : ٢٧)

"تو ہم اس (پانی) کے ذریعے کھیتی نکالتے ہیں، جس سے ان کے مویشی چوپائے اور وہ خود کھاتے ہیں۔"

"انعامهم" میں ایک تو اضافت سے انسانوں کے لئے ملکیت کا اظہار ہے، دوسرا غائب کی ضمیر سے پوری دنیا کے لئے عموم ہے، تیسرا کھیتی چرانا۔

(٤) ...... **انعامکم** :

﴿متاعا لکم ولانعامکم﴾ (النازعات : ٣٣)

"سامان ہے تمہارے لئے اور تمہارے مویشیوں کے لئے۔"

"انعامکم" میں مخاطب کی ضمیر سے ایک تو ملکیت کا اظہار ہے۔ دوسرا احسان میں مزید اضافہ کرنا۔ تیسرا کھیتی کا مویشیوں اور انسانوں کے لئے سامان ہونا۔

﴿کلوا وارعوا انعامکم﴾ (طٰہٰ : ٥٤)

"خود کھاؤ اور اپنے مویشی چوپایوں کو چراؤ۔"

مویشی چوپائے چرانا، چاہے باندھ کر یا پھرا کر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ہ) ...... الانعام :

1 ﴿ زین للناس حب الشهوات من النساء والبنين
والقناطير المقنطرة من الذهب والفضة والخيل المسومة
والانعام والحرث ذٰلک متاع الحيوة الدنيا ﴾

(ال عمران : ١٤)

"لوگوں کے لئے خوبصورت بنا دی گئی ہے خواہشات کی محبت عورتوں، اولاد، سونے اور چاندی کے جمع شدہ خزانوں، نشان زدہ گھوڑوں، مویشی چوپایوں اور کھیتی سے۔یہ دنیا کا سامان ہے۔"

مویشی چوپایوں سے محبت، دنیا کا سامان ہونا :

2 ﴿ والانعام خلقها لكم فيها دفء ومنافع ومنها تاكلون
ولكم فيها جمال حين تريحون وحين تسرحون وتحمل
اثقالكم الى بلد لم تكونوا بالغيه الا بشق الانفس ﴾

(النحل : ٥-٧)

"اور مویشیوں کو اس نے پیدا کیا جن میں تمہارے لئے سردی سے بچاؤ اور بہت سارے فائدے ہیں۔اور ان میں سے کچھ کو تم کھاتے ہو اور تمہارے لئے ان میں زینت ہے۔جب تم شام کے وقت ان کو واپس لاتے ہو اور جب تم انہیں چرنے کے لئے چھوڑتے ہو۔اور یہ تمہارے بوجھ اٹھاتے ہیں ان شہروں کی طرف جہاں تم شدید مشقت کے بغیر نہیں پہنچ سکتے۔"

" لکم" میں منفعت کا اظہار ہے۔انسان کے لئے سواری ہونا۔(جانوروں کی پیٹھ پر یا بیل گاڑی وغیرہ سے) گوشت کھانا، زینت۔

3 ﴿ اللّٰه الذى جعل لكم الانعام لتركبوا منها ومنها
تاكلون ولكم فيها منافع ولتبلغوا عليها حاجة فى

صدوركم وعليها وعلى الفلک تحملون ﴾

(المؤمن : ٧٩-٨٠)

"اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے لئے مویشیوں کو پیدا کیا، تاکہ تم ان میں سے کچھ پر سواری کرو اور کچھ کو کھاؤ۔اور تمہارے لئے ان میں بہت سارے منافع ہیں۔اور تاکہ تم ان پر (سوار ہوکر) اس ضرورت کو پہنچو جو تمہارے سینوں میں ہے، اور ان (مویشیوں) پر اور کشتیوں پر تمہیں سوار کیا جاتا ہے۔"

انسان کے لئے (جانوروں کی پیٹھ پر یا بیل گاڑی وغیرہ سے سواری کی) ضرورت پوری کرنا۔

4 ﴿ ومن الناس والدواب والانعام مختلف الوانه
كذٰلک ﴾ (الفاطر : ٢٨)

" اور لوگوں، جانوروں اور مویشی چوپایوں میں سے ہر ایک کے مختلف رنگ ہیں اسی طرح۔"

اختلاف رنگ بھی "الانعام" کی صفت ہے :

5 ﴿ جعل لكم من انفسكم ازواجا ومن الانعام ازواجا﴾

(الشورٰى : ١١)

"اس نے تمہارے لئے تمہاری جانوں (جنس) سے اور مویشیوں میں سے جوڑے بنائے۔"

جوڑا ہونا، چاہے نر مادہ کی شکل میں یا ہم جنس کی شکل میں :

6 ﴿ وان لكم فى الانعام لعبرة نسقيكم مما فى بطونه
من بين فرث ودم لبنا خالصا سائغا للشربين ﴾

(النحل : ٦٦)

"اور یقیناً تمہارے لئے مویشیوں میں عبرت ہے، گوبر اور خون کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درمیان میں سے جو چیز ان کے پیٹوں میں ہے، ہم آپ کو اس سے خالص دودھ پلاتے ہیں، جو پینے والوں کے لئے خوش گوار ہوتا ہے"

دعوت عبرت و غور فکر، خالص دودھ پلانا :

7 ﴿ وجعل لکم من جلود الانعام بیوتا تستخفونها یوم
ظعنکم ویوم اقامتکم ومن اصوافها واوبارها واشعارها
اثاثا ومتاعا الی حین ﴾ (النحل : ۸۰)

"اور اس نے تمہارے لئے مویشیوں کے چمڑوں سے گھر (خیمے) بنائے، جن کو تم اپنے سفر اور اقامت کے دن ہلکا پھلکا سمجھتے ہو۔ اور ان (بھیڑ و دنبے) کی اون سے اور ان (اونٹوں) کی اون اور ان (بکریوں) کے بالوں سے سامان اور ایک وقت تک برتنے کے قابل بنایا ہے۔"

چمڑے کا استعمال، اون اور بالوں کا استعمال :

8 ﴿ ومن الانعام حمولة و فرشا کلوا مما رزقکم اللّٰه ﴾
(الانعام : ۱٤۲)

"اور کچھ مویشی جانور بوجھ اٹھانے والے اور کچھ فرشی نما ہیں۔ کھاؤ اس چیز سے جو اللہ نے تم کو دی ہے۔"

بڑے قد والے، بوجھ اٹھانے والے، چھوٹے قد والے ہونے کی وجہ سے زمین پر فرش کی طرح بچھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں :

﴿یایها الناس کلوا مما فی الارض حلالاً طیبا﴾
(سورة البقرة : ۱۲۸:)

"اے لوگو! کھاؤ اس چیز سے جو زمین سے ہے اس حالت میں کہ وہ حلال اور پاک ہو"

حلال اور پاک ہونا۔ حلال جانوروں کا گوشت کھانے کی ترغیب :

9 ﴿ وانزل لکم من الانعام ثمنیة ازواج ﴾ (الزمر : ٦)

"اور اس نے تمہارے لیے مویشیوں میں سے آٹھ (۸) جوڑے نازل کیے۔"

"انزل" اور "لکم" کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے "انعام" کے ان آٹھ افراد کو بڑے اہتمام اور خصوصیت کے ساتھ انسانوں کے لئے بنایا ہے۔ اسی وجہ سے زکوۃ اور قربانی دونوں عبادتوں کو صرف انہی جانوروں سے متعلق بنایا ہے۔ (۸) افراد یا نر مادہ کا خاص کر انسان کے لئے ہونا۔ اور یہ صفت بھینس میں بھی کامل ہے۔

10 ﴿ قال انه یقول انها بقرة لا ذلول تثیر الارض ولا
تسقی الحرث ﴾ (البقرة : ۷۱)

"موسیٰ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ایسی گائے ہو جو نہ سدھائی ہوئی ہو کہ (ہل چلا کر) زمین کو پھاڑے اور نہ ایسی کہ کھیتی کو پانی پلاتی ہو......"

ہل چلانا، کھیتی کو پانی پلانا۔

"انعام" کے اوصاف کا خلاصہ :

مذکورہ بالا آیات مبارکہ میں غور و فکر کرنے سے "انـعـام" کے درج ذیل اوصاف سامنے آتے ہیں:

(۱) ...... انسانی چاہت کو محبوب ہونا۔
(۲) ...... دنیا کا سامان ہونا۔
(۳) ...... سواری کے کام آنا، چاہے پیٹھ پر یا بیل گاڑی وغیرہ کے ذریعے سے۔
(۴) ...... ذبح کر کے کھانا۔
(۵) ...... کھیتوں یا چراگاہوں سے چرانا۔
(۶) ...... مختلف رنگوں، شکلوں اور نسلوں والا ہونا۔
(۷) ...... نر مادہ کا یا ہم جنس کا جوڑا ہونا۔
(۸) ...... خالص دودھ والا ہونا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۹)...... اون اور بالوں سے سردی کا بچاؤ حاصل کرنا۔

(۱۰)...... گھر اور سفر میں زینت۔

(۱۱)...... بوجھ اٹھانا، پیٹھ پر یا بیل گاڑی وغیرہ سے۔

(۱۲)...... چمڑے کا کام آنا۔

(۱۳)...... اللہ کا مویشیوں سے تمہاری مدد کرنا۔

(۱۴)...... انسانی ملکیت میں ہونا۔

(۱۵)...... انسان کے لئے مویشیوں کی تخلیق۔

(۱۶)...... اللہ کا انسان کے لئے ان کو مطیع کرنا۔

(۱۷)...... مشارب (پینے کا ذریعہ)

(۱) دودھ سے (۲) گوشت کی یخنی اور شوربے سے

(۳) مشکیزہ بنا کر پانی حاصل کرنے سے (۴) جانوروں پر پانی لاد کر

(۵) کنوئیں سے پانی نکال کر پینے سے۔

(۱۸)...... "سورۃ الانعام" اور "سورۃ الزمر" میں ۸ کا احسان جتلانا (کیونکہ بھینس سمیت یہ آٹھ ہی انسان کے زیادہ قریبی جانور ہیں۔)

(۱۹)...... ہل چلانا (۲۰) کھیتی کو پانی پلانا۔

(۲۱)...... "انعامھم و انعامکم" کے ذریعے پوری دنیا کے لئے عام کرنا۔

(۲۲)...... انسانوں کو جانور چرانے کا حکم ہونا۔

(۲۳)...... حلال اور طیب ہونا۔

(۲۴)...... عبرت کا مقام ہونا۔

(۲۵)...... گھریلو پالتو ہونا۔

(۲۶)...... حلال جانوروں کا گوشت کھانے کی ترغیب۔

اب انصاف پسند آدمی معمولی غور وفکر کرکے پکار اٹھے گا کہ "انعام" والے اکثر

اوصاف بھینس کے اندر بھی موجود ہیں۔ نیز یہ بھی یقین کرلے گا کہ صحابہؓ، تابعینؒ سے لے کر پوری امت نے محض اندھا دھند بھینس کو گائے کی نوع نہیں مانا، بلکہ اس کی تمام صفات کو سامنے رکھ کر ہی فیصلہ دیا اور اتفاق کیا ہے۔

"الانعام" میں "ال" کی شہادت :

مذکورہ بالا آیات میں "انعام" پر آنے والے الف لام (ال) میں دو احتمالات موجود ہیں:

1 عوض کا ہو۔ 2 نکرہ کو معرفہ بنانے کے لئے ہو۔

اگر پہلے احتمال کو ترجیح دیں تو ان سب آیات کا اصل "انعامھم وانعامکم" ہوگا۔ جیسا کہ دوسری آیات گواہی دے رہی ہیں۔ اس صورت میں ملکیت کا اظہار ہوگا۔ یعنی "الانعام" کی یہ ساری نعمتیں خاص تمہارے پالتو جانوروں سے متعلق ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ بھینس بھی انہی صفات کا حامل پالتو جانور ہے۔

اور اگر الف لام کو تعریف والا مانیں تو اس میں چار احتمالات موجود ہیں۔

1، 2 اگر الف لام جنس واستغراق کا ہو تو معاملہ بالکل واضح ہے، کیونکہ "الانعام" کی جس جس جنس یا جس جس نوع میں بھی قرآنی صفات پائی جائیں گی وہی نوع یا جنس مطلوب ہوگی۔ نیز "ثمنیۃ ازواج" میں اجناس وانواع وافراد سارے معانی موجود ہیں۔ جو معنی بھی مراد لیں بھینس ہر حال میں "الانعام" کے اندر داخل ہے۔ جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے۔

3 اگر الف لام عہد خارجی کا ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ وہ "الانعام" جو (قرآنی صفات کے ذریعے) متکلم اور مخاطب کو متعین طور پر معلوم ہیں، وہی مطلوب ہیں۔ اور صحابہؓ، تابعینؒ سے لے کر پوری امت کو معلوم ہے کہ بھینس بھی "الانعام" ہی کا ایک فرد ہے۔

4 اگر الف لام عہد ذہنی کا ہو، تو مطلب یہ ہوگا کہ "انعام" کے افراد متکلم اور مخاطب کے ذہن میں غیر معین ہیں۔ اور قرآنی اوصاف کو سامنے رکھ کر جو بھی جانور حاصل ہو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے وہی مطلوب ہے۔اور بھینس قرآنی صفات پر پوری اترتی ہے۔لہذا عند الطلب یہ بھی مطلوب ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ قرآنی اوصاف "انعام" کو مدنظر رکھ کر بھینس کو "الانعام" کی صف سے خارج کرنا محال ہے۔

"انعام" کی وجہ تسمیہ کی شہادت :

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں :

" والانعام : الابل والبقر والغنم . سميت بذلک للين مشيها " . (قرطبی ، ج : ٦ ، ص : ٢٤-٢٥)

"اور "الانعام" اونٹ ، گائے بھیڑ ، بکری ہیں۔ان کو "الانعام" ان کی نرم چال کی وجہ سے کہتے ہیں۔"

اور ہر کوئی جانتا ہے کہ گائے کے مقابلے میں بھینس میں یہ صفت اکمل ہے۔

باب : 3

امت مسلمہ کا تاریخی تسلسل اور بھینس

چھٹی دلیل کا چھٹا جواب :

بھینس "بقر" ہی کی ایک نوع ہے :

عہد رسالت ﷺ پانے والے بزرگ، تابعین، تبع تابعین، آئمہ محدثین وفقہاء اور آئمہ لغت رحمہم اللہ کے اقوال اور فقہاء واہل لغت رحمہم اللہ کے اجماع سے ثابت کیا جاتا ہے کہ "بھینس" "بقر" ہی کی ایک نوع (قسم وشاخ) ہے۔جو آدمی ان دونوں میں جنسی فرق کا دعوی کرتا ہے وہ دلیل پیش کرے۔

کتاب ھذا کو جب دوسری مرتبہ طبع کرانے کی نوبت آئی اور کسی دوست کی معرفت "المكتبة الشاملة" کی اجمالی سیر کرنے کا اتفاق ہوا تو میری حیرت کی انتہاء نہ رہی ، کہ امت مرحومہ نے باقی تمام موضوعات کی طرح اس موضوع کو بھی نبھانے کا حق ادا کر دیا ہے۔یعنی رسول اللہ ﷺ کا زمانہ پانے والے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کا اس جانور کے متعلق حکم شرعی معلوم کرنے میں دل چسپی رکھنا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں کم از کم دو صحابہؓ کی معیت میں اسلامی فوج کا بلوچستان کو فتح کرنا ، اسی طرح بھینس کا وجود رکھنے والے دیگر علاقہ جات تک پہنچنا ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اس پر گائے والا حکم لگانا ، عبید اللہ بن ابی بکرہ و عبد الرحمٰن بن ابی بکرہ رحمہما اللہ کا سینکڑوں کی تعداد میں بھینسوں کی سخاوت کرنا ، بشیر الطبریؒ تابعی کا سینکڑوں بھینسیں چھن جانے کے سبب اپنے غلاموں کو آزاد کر دینا ، اموی خلیفہ ولیدؒ بن عبد الملک بن مروان اور عباسی خلیفہ معتصم باللہ کا بھینسوں کی شیروں سے کشتیاں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کروا کر دیکھنا اور بھینسوں کے جیت جانے کا نظارہ کرنا، اسی ولید کا بھینسوں کے ذریعے جنگلی درندوں کو جنگلوں سے بھگانے کا بندو بست کرنا، افریقا و دیگر جنگلات میں اس کی نسلوں کو خوب بڑھانے کا بندو بست کرانا، تابعین حکماء و اطباء کا اس کے خواص پر گفتگو کرنا، حسن بصری و عمر بن عبد العزیز رحمہما اللہ سے آج تک پورے تاریخی تسلسل کے ساتھ امت کا بھینس کو گائے کی ایک نوع قرار دینا اور نہ جانے اس جانور کے متعلق دیگر کن کن جہتوں پر گفتگو ہوتی رہی ہے۔

تاریخی تسلسل کا ترتیبی خاکہ :

اسی اہمیت کے پیش نظر اس موضوع کو درج ذیل پانچ حصوں میں تقسیم کرتا ہوں و باللہ التوفیق۔

۱) بھینس عہد عمر بن خطاب سے عہد عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہما تک۔
۲) تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ اور بھینس۔
۳) مذاہب اہل سنت اور بھینس۔
۴) ائمہ لغت اور بھینس۔
۵) اجماع امت اور بھینس۔

بھینس عہد عمر بن خطاب سے عہد عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہما تک

بھینس اور عہد صحابہؓ :

ذیل میں کچھ تاریخی شہادات حاضر خدمت ہیں، جن سے آپ کو بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھینس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آخری دور سے ہی متعارف ہو چکے تھے۔

پہلی شہادت:

بلوچستان کی فتح اور تاریخ اسلام میں بھینس کی آمد :

''بلوچ، تاریخ اور عرب تہذیب'' ترجمہ کتاب : ''البلوش،

تاریخ وحضارۃ عربیۃ'' از ڈاکٹر اسماعیل دشتي البوشهري، باب چہارم، ص: ۹۴ میں لکھا ہے:

''بلوچستان ایک قابل فخر تاریخ کی حامل اسلامی سرزمین ہے۔ برصغیر میں اسلام سب سے پہلے بلوچ قوم تک ہی پہنچا۔ ۲۴ ہجری میں خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت سہیل بن عدی اور حضرت عبداللہ بن عتبان رضی اللہ عنہما کو بلوچستان اور کرمان کی فتح کے لیے روانہ کیا۔ ان دونوں حضرات کی کوششوں سے اس علاقے کے بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کرلیا، جبکہ باقی لوگ جزیہ ادا کرنے لگے۔ اسکے بعد حضرت عثمان، حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنھم کے ادوار میں بھی بلوچستان کی طرف مہمات بھیجی گئیں۔

تاریخ بلوچستان پر تبصرہ :

مذکورہ بالا اقتباس سے درج ذیل نتائج اخذ ہوسکتے ہیں :

۱۔۔۔ ''مسند فردوس'' دیلمی، مطبوع (ج : ۲، ص : ۲۰۲، حدیث : ۲۷۲) میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول قول :

"الجاموس یجزئ عن سبعة في الأضحية".

''بھینس قربانی میں سات آدمیوں کی طرف سے کافی ہوتی ہے۔'' کی صحت کا واضح قرینہ موجود ہے، اور اس قول کو امت کی اجماعی تائید بھی حاصل ہے۔

۲۔۔۔ بلوچستان میں بھینسوں کا وجود ایک جانی پہچانی حقیقت ہے۔ جیسا کہ اس کا کچھ اجمالی تذکرہ خاتمہ میں آئے گا۔ ان شاء اللہ۔

۳۔۔۔ مذکورہ بالا اقتباس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہؓ و تابعینؒ عہد فاروقی کے اندر ہی بھینس کی جنس سے متعارف ہو چکے تھے، اور انہوں نے اس کے احکام و فوائد سے متعلق امت کو مطلع کرنا بھی شروع کر دیا تھا۔ اس کی تائید بعد کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخی تسلسل اور اجماع امت سے بھی ہو رہی ہے۔

دوسری شہادت :

عہد رسالت ﷺ پانے والے اکابر بزرگ اور
بھینس کا حکم شرعی معلوم کرنے میں ان کی دلچسپی :

"مصنف ابن ابی شیبہ " طبع کراچی، ج : ۳، ص : ۲۲۱، کتاب الزکوٰة، باب من قال فيما دون ثلاثين من البقر زکوٰۃ. میں ایک روایت یوں درج ہے۔

"عبد الاعلىٰ عن داود عن عكرمة بن خالد قال : استعملت على صدقات "عک" فلقيت اشياخا ممن صدق على عهد رسول الله ﷺ، وسئلتهم، فاختلفوا علي، فمنهم من قال : اجعلها مثل صدقة الابل، ومنهم من قال : في ثلاثين تبيع، ومنهم من قال : في اربعين بقرة مسنة، والجواميس تعد في الصدقة كالأباقير"

''عکرمہ بن خالدؒ کہتے ہیں: مجھے ''عک'' نامی علاقے کے صدقات و زکوٰۃ وصول کرنے کے سلسلے میں عامل بنایا گیا، وہاں میری ملاقات کچھ ایسے لوگوں سے ہوگئی جو عہد رسالت ﷺ میں صدقہ دیا کرتے تھے، میں نے ان سے (گائیوں اور بھینسوں کی زکوٰۃ کے متعلق) سوال کیا، تو انہوں نے میرے سوال کا جواب مختلف انداز سے دیا۔ بعض نے فرمایا: ان کی زکوٰۃ کا معاملہ اونٹوں جیسا ہے، بعض نے فرمایا: تیس گائیوں میں ایک سالہ بچا ادا کیا جائے گا، اور بعض نے فرمایا: چالیس گائیوں میں دو دانتا ادا کیا جائے گا۔ اور زکوٰۃ کے سلسلے میں بھینسوں کا معاملہ گائیوں جیسا ہے۔''

عکرمہ بن خالدؒ کے قصے پر تبصرہ :

یہ قصہ ہمارے سامنے حقائق کے بہت سے دروازے کھولتا ہے مثلاً۔

۱۔ بھینس سے صحابہ رضی اللہ عنہم یا عہد نبوی ﷺ سے تعلق رکھنے والے تابعین متعارف ہوگئے تھے۔

۲۔ وہاں پہنچنے والی بھینسوں کا قد قامت کافی بھاری بھرکم تھا، جس کی وجہ سے اس کا حکم معلوم کرنے میں صحابہ رضی اللہ عنہم یا تابعین رحمہم اللہ کو دشواری پیش آ رہی تھی۔ جنہوں نے اس کے قد و قامت کو مد نظر رکھا، انہوں نے اس کے قد و قامت کو اونٹوں کے قریب پایا، اور اونٹوں والا حکم لگا دیا، اور جنہوں نے اس کی شکل وصورت اور خصوصیات کا اعتبار کیا انہوں نے اسے گائے کے قریب جانا اور گائے والا حکم بیان فرما دیا، اور ساتھ وضاحت بھی فرما دی کہ اس کا حکم گائے والا ہی ہے۔

۳۔ "نوازل" (نئے پیش آمدہ مسائل) میں اجتہاد کرنا صحابہؓ کے دور ہی سے معمول چلا آ رہا ہے

۴۔ بھینس کے متعلق صحابہؓ و تابعین کا یہ اختلاف بہت ہی جلد ختم ہو گیا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ علیہ کے دور خلافت تک پوری امت مسلمہ بھینس کو گائے کی ایک نوع قرار دینے پر متفق ہوگئی۔ جیسا کہ "موطا" میں امام مالک کا انداز تعبیر بتا رہا ہے (کتاب الزکوة، باب زکوة البقر)

۵۔ ''والجواميس تعد في الصدقة كالاباقير'' کا یہ آخری جملہ "ابن ابی شیبه" کے محقق نسخے (رقم ۱۰۸۵۲) میں نہیں، جبکہ کراچی سے شائع ہونے والے غیر محقق نسخے کی جلد ۳، ص ۲۲۱، میں یہ الفاظ موجود ہیں، اب اگر یہ جملہ اصلی ہے، مدرج نہیں، تو معاملہ بالکل واضح ہے۔ البتہ داود بن ابی هند آخری عمر میں مختلط ہوگئے تھے، مگر اس کی تائید میں اجماع

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امت موجود ہے۔اور اگر یہ الفاظ الحاقی ہیں تو اس دعوی کے لیے دلائل کی ضرورت ہے۔ جب تک ان الفاظ کا الحاقی ہونا ثابت نہیں ہو جاتا تب تک ان سے استدلال میں کوئی رکاوٹ نہیں ،اہل علم کا ان الفاظ سے استدلال کرنا ثابت ہے۔جیسا کہ خود صاحب "مرعاۃ" نے جلد ۵، صفحہ ۸۱، میں ابن ابی شیبہ کا حوالہ دیا ہے۔ واللہ اعلم

تیسری شہادت :

عبدالرحمٰن ابی بکرہؓ اور سینکڑوں بھینسوں کی سخاوت :

علامہ ابن عساکرؒ لکھتے ہیں :

’’محمد بن سیرینؒ بیان فرماتے ہیں: ہمارے ہاں ایک آدمی بیمار ہوگیا، حکماء کی طرف سے اس کے لیے بھینس کا دودھ تجویز کیا گیا، اس آدمی نے (مشہور صحابی رسول (ﷺ) حضرت ابو بکرہ (نفیع بن حارث الثقفی) رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند) جناب عبدالرحمان بن ابی بکرہؓ کی طرف پیغام بھیجا کہ (جہاں آپ رہتے ہیں وہاں بھینسیں بکثرت موجود ہیں لہذا) ایک بھینس میری طرف بھیج دیں، چنانچہ انہوں نے (اپنی سخاوت طبع کے پیش نظر) اس آدمی کی جانب نوسو (۹۰۰) بھینسیں روانہ کر دیں، اس آدمی نے ان کی طرف پھر قاصد روانہ کیا کہ مجھے صرف ایک بھینس درکار ہے (اتنی بڑی تعداد کو میں کیا کروں گا ؟) عبدالرحمٰنؒ نے کہلا بھیجا کہ (یہ ساری آپ ہی کے لیے ہیں لہذا) ان سب کو اپنے پاس رکھ لو۔‘‘

امام ابن عساکر اس قصہ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(یہ قصہ اگر چہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرہؓ کی طرف منسوب ہے مگر) "اس قصہ کا عبدالرحمٰنؓ کے بجائے ان کے بڑے بھائی عبید اللہ بن ابی بکرہؓ کے زیادہ

شایان شان ہے، کیونکہ ان کی سخاوت لوگوں کے ہاں زیادہ معروف ہے۔"

("تاریخ دمشق الکبیر" لابن عساکر، ج: ۳٦، ص: ۱۲، "مختصر تاریخ دمشق" ج: ۵، ص: ۲۵، نوادر الاصول فی احادیث الرسول، حکیم ترمذی، ج: ۲، ص: ۱۲۲، "سیر اعلام النبلاء"، ج: ٤، ص: ۳۱۹۔)

عبید اللہ بن ابی بکرہؓ اور سینکڑوں بھینسوں کا تحفہ :

اب "تاریخ دمشق" ہی سے عبید اللہ بن ابی بکرہ کا قصہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

" امام اصمعیؒ ابو محروم سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ ایک آدمی کے اعضاء میں، ہاتھ کو سینے کی طرف موڑ دینے والے، تشنج کی بیماری لگ گئی، اور وہ آدمی انتہائی خوبصورت تھا (اس کے علاج کے سلسلے میں حکماء نے بھینسوں کا دودھ تجویز کیا) تو اس کی قوم کے کچھ (لوگوں کو پتہ چلا کہ سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبید اللہؒ کے پاس بھینسیں موجود ہیں۔ چنانچہ وہ) لوگ عبید اللہ بن ابی بکرہؓ کے پاس آ کر کہنے لگے کہ ہمارے فلاں ساتھی کو اس کے اعضاء میں تشنج کی بیماری لگ گئی ہے۔اور اس کے لیے (حکماء کی طرف سے) بھینسوں کا دودھ تجویز کیا گیا ہے کہ مسلسل کئی دنوں تک (دودھ میں بٹھا کر) تسکین دلائی جائے۔اور ہمیں پتہ چلا ہے کہ آپ کے پاس بھینسیں موجود ہیں۔ چنانچہ (ان لوگوں کی بات سن کر) عبید اللہ اپنے وکیل (لطف) کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ ہم میں سے کتنے آدمیوں کے پاس بھینسیں موجود ہیں؟ وکیل نے کہا تین سو آدمیوں کے پاس۔ عبید اللہ نے کہا: یہ ساری بھینسیں ان لوگوں کو منتقل کر دو۔ وہ لوگ بولے: اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے، ہمیں تو کچھ بھینسیں عارضی طور پر درکار ہیں۔ جب ہمارے ساتھی کی ضرورت پوری ہو جائے گی تو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ بھینسیں واپس کر دی جائیں گی ۔عبید اللہ نے کہا: ہم بھینسیں عارضی طور پر نہیں دیں گے، بلکہ یہ ساری بھینسیں میں آپ کے ساتھی کو بطور تحفہ پیش کرتا ہوں ۔ "

(تاریخ دمشق الکبیر، ج: ۳۸، ص: ۱۳۸)

امام ذہبیؒ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرہؓ کا مذکورہ بالا قصہ :

امام ذہبیؒ نے جب اس قصے کو عبید اللہؒ کے ترجمے (ج ۴ ص ۳۱۹) میں نقل کیا، تو وہاں الفاظ "ابعث الینا ببقرة" نقل کیے ہیں، اور عبد الرحمٰنؒ کے ترجمے میں "ابعث الینا بجاموسة " نقل فرمایا ہے، اور تاریخ دمشق کے اصل نسخے (ج ۳۶، ص ۱۴) میں عبدالرحمٰنؒ کے ترجمے کے اندر یہی الفاظ ہیں ۔

"نوادر الاصول" اور تاریخ دمشق کا تقابلی جائزہ :

تاریخ دمشق کے مقابلہ میں "نوادر الاصول" میں مذکور اس قصے کے متعلق درج ذیل فروق پائے جاتے ہیں :

1_ عبیداللہ بن ابی بکرہ کے بجائے عبداللہ بن ابی بکرہ ہے۔

2_ "نوادر" میں " تشنج" کا سبب ریاح مذکور ہے۔

3_ "نوادر" میں بھینسوں کی تعداد پانچ سو بتائی گئی ہے۔

عبدالرحمٰن بن ابی بکرہؓ کے قصے پر تبصرہ :

یہ قصہ اپنے اندر بہت سے حقائق پوشیدہ رکھتا ہے، کچھ کا تذکرہ حاضر خدمت ہے ۔

۱۔ امام محمد بن سیرینؒ کی ولادت ۲۰ھ، اور وفات ۱۱۰ھ میں، عبید اللہ بن ابی بکرہؒ کی ولادت ۱۴ھ، اور وفات ۹۷ھ میں اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرہؒ کی ولادت ۱۴ھ اور وفات ۹۹ھ میں ہوئی ہے ۔

یہ تینوں بزرگ خالص عربی النسل ہیں، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں پیدا ہوئے ہیں، انہوں نے بنو امیہ کا پورا زمانہ اپنی شعوری عمر میں گزارا ہے، ان کے دور میں بھینس کی خوبیاں حجاز مقدس میں اس قدر نمایاں ہو گئی تھیں کہ حکماء اسے بعض طبی معاملات میں گائے پر ترجیح دینے لگ گئے تھے ، اور عبد الرحمٰن یا عبید اللہ بن ابی بکرہ رحمہما اللہ کو ان کی افادیت کا اس قدر اندازہ تھا کہ ایک بھینس کے مطالبے پر تقریبا ایک ہزار کی تعداد بھیج دی، تا کہ دیگر مریضوں کے لیے مسئلہ نہ رہے اور ہندوستان، عراق اور دیگر عجمی علاقوں کی طرح عرب دنیا بھی اس کے فوائد سے مستفید ہوتی رہے ۔

۲۔امام ذہبیؒ نے جب یہ واقعہ عبید اللہ بن ابی بکرہؒ کے حالات میں نقل فرمایا تو وہاں " ابعث الینا ببقرة " کے الفاظ نقل فرمائے ہیں اور جب یہ قصہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرہؒ کے حالات میں نقل فرمایا تو وہاں "ابعث الینا بجاموسة " کے الفاظ نقل فرمائے ہیں، اور تاریخ دمشق ج ۳۶، ص ۱۳، میں عبدالرحمٰن بن ابی بکرہؒ کے حالات میں یہی الفاظ منقول ہیں ۔

اگر اس جہت سے قصے کا تقابلی مطالعہ کیا جائے تو درج ذیل امور اپنی طرف توجہ مبذول کراتے ہیں ۔

عبید اللہ اور عبدالرحمٰن رحمہما اللہ کے قصوں کا تقابل:

۱۔ یہ قصہ دونوں بھائیوں میں سے ایک کے ساتھ ضرور پیش آیا ہے، تاریخ دمشق اس قصے کو عبدالرحمٰنؒ کی جانب منسوب کرتی ہے جبکہ امام ابن عساکرؒ وذہبیؒ کا ذہن اس قصے کو عبید اللہؒ کی جانب نسبت کرنے کو ترجیح دیتا ہے ۔

۲۔ دو میں سے ایک جگہ کے الفاظ ضرور روایت بالمعنی ہیں، اور متعدد وجوہ سے یہاں "ابعث الینا بجاموسة" روایت باللفظ اور " ابعث الینا ببقرة" کے الفاظ روایت بالمعنی ہیں ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الف: عرب میں گائیاں پہلے سے ہی موجود تھیں باہر سے منگوانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

ب: جن عربوں کو اس نئے جانور کا اصلی نام معلوم نہیں تھا، انہوں نے اسے لفظ "بقر" سے تعبیر فرمایا، جو اس بات کی شہادت ہے کہ ان کی نظروں نے اسے "بقرۃ" ہی معلوم کیا ہے۔

ج: یہ بھی ممکن ہے کہ اہل عرب نے اہل عجم سے اس لفظ کا معنی "ضأن البقرۃ" دریافت کرلیا ہو، اور اسی بنیاد پر اسے "بقرۃ" سے تعبیر کر دیا ہو۔

معاملہ جو بھی ہو ہر صورت میں یہ تاریخی شہادت اپنے اندر مضبوط حقائق رکھتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب .

چوتھی شہادت :

چار سو بھینسوں سے محرومی اور بشیر الطبری کا عظیم صبر :

امام ابونعیم الاصفہانی فرماتے ہیں: اولیاء اللہ اور پاکیزہ صفات لوگوں میں بشیر الطبری بھی شامل ہیں، جو شام کے رہنے والے تھے۔ انہیں (آسائش کے) جس معاملے میں بھی آزمایا گیا اس میں وہ صحیح سلامت بچ جانے میں کامیاب ہو گئے۔ اور ان پر جس قسم کی بھی مصیبت آئی اس میں وہ تسلیم و رضا پر ثابت قدم رہے۔ اس کی مثال (نمونہ کے طور پر ان کے متعلق ایک معروف۔) وہ قصہ ہے جو ہمیں محمد بن احمد بن عمر نے بتایا ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے باپ نے بتایا ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے ابوبکر بن سفیان نے بتایا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں زیاد بن ایوب نے بتایا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں احمد بن ابی الحواری نے بتایا، وہ کہتے ہیں کہ مجھے ابو عمرو الکندی نے بتایا ہے، وہ کہتے ہیں بشیر طبری کی چار سو کے قریب بھینسیں تھیں، ان پر رومی حملہ کر کے انہیں اپنے قبضے میں لے گئے۔ مجھے بشیر الطبری نے سوار ہو کر ساتھ چلنے (اور رومیوں کا پیچھا کرنے) کو کہا۔ چنانچہ ان کے ساتھ میں اور ان کا ایک بیٹا ہو لئے۔ راستے میں ہماری ملاقات ان غلاموں سے ہو گئی جو ان کی

بھینسوں پر مامور تھے۔ ان کی لاٹھیاں بھی ان کے پاس تھیں، وہ (ڈرتے ڈرتے) عرض کرنے لگے "آقا! بھینسیں چلی گئیں" تو بشیر بولے: "اور ان کے ساتھ تم بھی چلے جاؤ۔ میری طرف سے تم رضاء الٰہی کی خاطر آزاد ہو۔" بشیر سے ان کا بیٹا کہنے لگا: اباجان: آپ نے تو ہمیں کنگال کردیا ہے۔ بشیر نے کہا بیٹا! خاموش ہو جاؤ۔ میرے رب نے (رضا بتقدیر کے معاملے میں میرے صبر کی بابت) میرا امتحان لیا ہے تو میں چاہتا ہوں کہ میں اس میں اضافہ کروں" (حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ، ج : ۱۰ ، ص : ۱۳۰ ، الرضا عن اللہ بقضائه ، للامام عبداللہ بن محمد بن عبیداللہ ابن ابی الدنیا البغدادی ، قصه : ۹ اور دیگر کتب تاریخ وسیر)

نوٹ : زیاد بن ایوبؒ سے آگے دونوں اماموں کا سلسلہ اسناد ایک ہے امام ابن ابی الدنیاؒ کی باقی سند درج ذیل ہے۔

حدثنا الحسن ، قال حدثنا عبداللّٰه قال حدثني زياد بن ايوب....

پانچویں شہادت :

حجاج بن یوسف اور بھینسوں کی افزائش نسل :

مولانا ڈاکٹر نور محمد غفاری اپنی کتاب "اسلام کا قانون محاصل" ص ۸۶، مطبوعہ دیال سنگھ لائبریری، لاہور میں لکھتے ہیں :

"عرب میں بھینسوں کا رواج تو ۹۲ھ، ۷۱۱ء میں شروع ہوا۔ جب محمد بن قاسم نے سندھ فتح کیا تو ہزاروں بھینسیں عراق و شام کے لئے روانہ کیں۔ بعد میں فقہاء کرام نے ان کی زکوٰۃ کو گائے پر قیاس کیا۔"

ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ، آف اسلام آباد، اپنی کتاب "محمد بن قاسم اور اس کے جانشین" کے ص ۵۴ میں علی بن حامد کوفی کی کتاب "فتح نامہ سندھ" ص ۵۸۳ کے حوالے سے لکھتے ہیں :

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''محمد بن قاسم نے سندھ سے کئی ہزار بھینسیں حجاج بن یوسف کی خدمت میں روانہ کیں۔خلیفہ ولید بن عبدالملک (م ۷۱۵ء) نے چار ہزار سندھی نسل کی بھینسیں انطاکیہ اور وصیصہ کے درمیان واقع جنگل میں چھوڑ دیں۔جہاں ان کی نسل خوب پھلی پھولی۔پھر ایک دور وہ بھی آیا کہ صرف وصیصہ میں آٹھ ہزار بھینسیں شمار کی گئیں۔۱۰۶ھ،۷۲۴ء میں سندھ میں شدید قحط رونما ہوا تو ہزاروں کی تعداد میں جاٹ اپنے اہل وعیال اور مال مویشی کے ساتھ بلاد فارس اور عرب ملکوں کی طرف نکل گئے۔ان کے ساتھ جو بھینسیں گئی تھیں ان کی نسل بھی خوب چلی۔''

چھٹی شہادت :

علامہ جاحظ اور تاریخ بھینس :

علامہ "الوطواط" اپنی کتاب "مباھج الفکر ومناھج العبر" (ص :) میں علامہ جاحظ کا کلام کچھ یوں نقل کرتے ہیں۔

" کہتے ہیں ہر وہ حیوان جو (بظاہر دوسری جنس سے) اپنا ہم مثل جنم دیتا ہو اس کا تعلق لازما بھیڑ بکری کی جنس سے ہوگا۔مثلا گائیوں میں بھینسیں بھیڑ صفت،اونٹوں میں بختی اونٹ بھیڑ صفت اور براذین (ترکی گھوڑے) گھوڑوں میں بھیڑ صفت ہوتے ہیں "۔

" بھینس انتہائی بہادر اور طاقتور جانور ہے۔مگر اس کے ساتھ مچھر کا کاٹا برداشت نہ کرنے اور اس سے ڈر کر پانی کی طرف بھاگنے کے معاملے میں یہ جانور پوری مخلوق سے زیادہ بزدل واقع ہوا ہے۔جب یہ شیر کی طرف جاتا ہے تو نرم چال،متحمل مزاج اور مضبوط بازوں کے ساتھ جاتا ہے۔کہتے ہیں:(افزائش نسل کی خاطر) اس جانور کو ''وصیصہ'' اور ''انطاکیہ'' کے جنگلوں میں آباد کیا تھا،مگر اسے اس کے اصلی مقام (ہندوستان وغیرہ) سے منتقل کرنے کا سبب یہ بنا کہ ''وصیصہ'' اور ''انطاکیہ'' کا درمیانی راستہ درندوں کی آماج گاہ بن گیا تھا،جس کی شکایت خلیفہ ولید بن عبدالملک بن مروان کی خدمت میں پہنچائی گئی،چنانچہ جب محمد

بن قاسم کے ہاتھوں ''زط'' کے جنگلات اور آبادزمینیں فتح ہوئی تھیں اور وہاں سے حجاج بن یوسف نے چار ہزار بھینسیں اور بھینسے اپنے ساتھ لیے تھے ولید نے شہر ''سکا'' آباد کرتے وقت ان میں سے دو ہزار بھینسیں اور بھینسے ''کسکر'' کی جھاڑیوں میں چھوڑ دیے،جس کے نتیجے میں وہاں سے تمام درندے بھاگ گئے اور ایک درندہ بھی باقی نہ بچا۔(اس طرح وہ راستہ مامون ومحفوظ ہو گیا)

"علامہ جاحظ مزید فرماتے ہیں:(عباسی خلیفہ) المعتصم باللہ نے ایک شیر کے مد مقابل دو بھینسیں چھوڑیں تو وہ شیر پر غالب آگئیں،پھر اس نے ایک بھینس کو چھوڑا،اور اس کے ساتھ اس کا بچہ بھی تھا،تو وہ بھی شیر پر غالب آگئی،اور اس نے اپنے بچے کی حفاظت کی،پھر المعتصم باللہ نے بچے کے بغیر ایک اکیلی بھینس کو چھوڑا،اور شیر نے اس پر حملہ کیا تو اپنی تمام طاقت وشدت کے باوجود وہ بھاگ نکلی"۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تابعین، تبع تابعین اور بھینس

حسن بصریؒ :

" حدثنا معاذ بن معاذ عن اشعث عن الحسن انه كان يقول : الجواميس بمنزلة البقر"

(ابن ابی شیبة ، ج : ۷، ح : ۱۰۸۴۸ ، کتاب الزکوة، باب (۱۳۷) فی الجوامیس تعد فی الصدقة، تحقیق الاستاذ سعید اللحام الاشراف، مرعاة، ج : ۵ ، ص : ۸۱ ح : ۱۰۸۴۸ ، وفتاوی علماء حدیث ، ج : ۱۳ ، ص : ۷۱-۷۴)

"حسن بصریؒ سے مروی ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ بھینسیں گائیوں کے درجے میں ہیں۔"

" ابن مهدى عن عبد الوارث بن سعد عن رجل عن الحسن مثله . (ای مثل قول مالک والثوری ." (المدونة الکبری، ج : ۱ ، ص : ۳۱۱)

"ابن مہدی نے عبدالوارث بن سعد سے ایک آدمی کے واسطے سے حسنؒ (بصری) سے بھی اسی (مالکؒ اور ثوریؒ کے قول کی) طرح بیان کیا ہے۔"

امام ابوعبیدؒ "کتاب الاموال" ص ۸۵ رقم ۱۰۲۸ میں عمر بن عبدالعزیزؒ کا اثر نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

" وكذالك يروى عن اشعث عن الحسن"

"عمر بن عبدالعزیزؒ کے فرمان کی طرح اشعث کے واسطہ سے حسن بصریؒ سے بھی یہی بات منقول ہے۔"

امام شعبی رحمہ اللہ :

"حدثنا وکیع، عن مسعر، حدثنی مغیرة مولا عمرو بن

حریث، قال : سئل الشعبی عن جلود جوامیس میتة، فکره بیعها قبل ان تدبغ." (مصنف ابن ابی شیبة، ج : ۱۹ ، ص : ۴۹، تحقیق الاستاذ سعید اللحام الاشراف)

"امام شعبیؒ سے مردار بھینسوں کی کھالوں (کو فروخت کرنے) کے متعلق پوچھا گیا، تو آپ نے دباغت (رنگنے) سے پہلے انھیں بیچنے کو ناپسند جانا۔"

عمر بن عبدالعزیزؒ :

امام ابوعبیدؒ اپنی معروف کتاب "کتاب الاموال"، ص : ۸۵، رقم : ۱۰۲۷ میں خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیزؒ کا فرمان شاہی یوں نقل فرماتے ہیں:

" قال حدثنا عبد الله بن صالح عن الليث عن عقيل عن ابن شهاب ان عمر بن عبد العزيز كتب ان توخذ صدقة الجواميس كما توخذ صدقة البقر."

"......امام ابن شہاب زہریؒ فرماتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمان شاہی جاری فرمایا کہ بھینسوں کی زکوٰۃ ویسے ہی وصول کی جائے جیسے گائیوں کی زکوٰۃ وصول کی جاتی ہے۔"

پوری امت کے اتفاق سے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ خلیفہ راشد تھے۔ ان کی خلافت نبی اکرم ﷺ کے طریقے پر تھی۔ ان کے دور میں بعض صحابہ کرامؓ بھی زندہ تھے۔ اور محمد بن قاسمؒ کی قیادت میں جہادی فوج کے اندر بھی کچھ صحابہ کرامؓ شامل تھے۔ جیسا کہ سندھ کی تاریخ سے ظاہر ہے۔ عمر بن عبدالعزیزؒ کے اس فرمان شاہی کے خلاف کسی صحابی یا تابعی سے کچھ بھی منقول نہیں۔ لہٰذا

1 اس دور کے صحابہؓ و تابعینؒ کے اجماع سکوتی سے بھینس گائے کی ایک نوع قرار پا گئی۔

اب اس اجماع کو کسی قطعی دلیل کے بغیر چھوڑنا گمراہی کے خطرہ سے خالی نہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2 حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ خلیفہ راشد ہیں۔اورانہوں نے بھینس کو "بـقـر" کی ایک نوع قرار دیا ہے۔اوراسے زکوۃ کی سنت میں ہمیشہ کے لئے جاری فرمایا ہے۔اوراس معاملے میں امت کے اجماع کی وجہ سے عمر بن عبدالعزیزؒ ہدایت یافتہ ہیں۔اوررسول اللہ ﷺ کی حدیث :

((عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين))

(سنن ابن ماجه، باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين، ح : ٤٢)

"میری اورمیرے بعد آنے والے ہدایت یافتہ اچھے خلیفوں کی سنت پرضرور عمل کرو۔"

کے مطابق عمل کرتے ہوئے پوری امت نے زکوۃ وقربانی کے معاملہ میں بھینس کو گائے کی ایک نوع قراردیا ہے۔

امام لیثؒ :

"قال ابن وهب : قال الليث سنة الجواميس في السعاية وسنة البقر سواء ." (المدونة الكبرى، ج : ١، ص : ٣١١)

"ابن وہبؒ فرماتے ہیں: لیثؒ نے فرمایا: کہ زکوۃ میں بھینسوں اورگائیوں کا ضابطہ ایک جیسا ہے یعنی برابر ہے۔"

امام یونسؒ :

امام یونس بن یزیدؒ نے چالیس سے ایک سوبیس تک کی تعداد میں گائیوں کی زکوۃ کے احکام بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے :

"وتحسب صغارها وكبارها وتحسب الجواميس مع البقر، فما كان من البقر لتجارة فانه يقوم قيمة، لا يؤخذ على هذا الحساب، انما تقوم قيمة، فاذا بلغ مائتي درهم ففيها الزكاة ."

(مصنف عبد الرزاق، ج : ٤، ص : ٢٤، ح : ٦٨٥١)

"اور چھوٹی بڑی تمام گائیوں کو شمار کیا جائے، اوران کے ساتھ بھینسوں کو بھی شمار کیا جائے، پھر جو گائیاں اور بھینسیں تجارت کے لیے ہوں توان کی قیمت لگائی جائے، ان کی زکوۃ (چرنے والے جانوروں کے متعلق اوپر مذکور) اس حساب سے نہ لی جائے۔بلکہ ان کی قیمت سے زکوۃ لی جائے، یعنی جب ان کی قیمت دوسو درھم تک پہنچ جائے توان میں (پانچ درھم) زکوۃ ہوگی۔"

امام ابوعبید قاسم بن سلامؒ :

لغات الحدیث واقتصادیات میں آئمہ حدیث وآئمہ سیاست کے مرجع امام ابوعبید قاسم بن سلامؒ نے اپنی مشہور ومعروف کتاب "کتـاب الاموال" ص : ۵ میں گائے، بھینس کی زکوۃ کے احکام کی تفصیل یوں بیان فرمائی ہے:

"اذا خالطت البقر جواميس فسنتها واحدة وفي ذالك اثار ...... عن مالك ابن انس قال : الجواميس والبقر سواء والبخاتي من الابل وعرابها سواء والضان والمعز في الغنم سواء

قال ابو عبيد : يعني انها اذا كانت من صنفين من هذه الاصناف ضم احدهما الى الآخر في العدد ثم اخذت الصدقة منهما ."

"جب گائیوں کے ساتھ بھینسیں بھی ملی ہوں تو دونوں جنسوں کی زکوۃ لینے کا ایک ہی طریقہ ہے۔اس سلسلہ میں کچھ (تابعین وتبع تابعین رحمہم اللہ کے) آثار بھی منقول ہیں۔....امام مالکؒ سے منقول ہے، فرماتے ہیں "(زکوۃ میں) بھینسیں اورگائیاں، انٹوں میں عربی بختی، اور غنم میں بھیڑ بکریاں برابر ہیں....."

پھر امام ابوعبیدؒ (نے تابعین میں سے عمر بن عبدالعزیزؒ حسن بصری کے اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تبع تابعین میں سے امام مالکؒ کا اثر نقل فرمایا ہے۔اور پھر اثر مالکؒ کی وضاحت کرتے ہوئے امام ابوعبیدؒ فرماتے ہیں۔

"(لفظ "بقر" کے اندر زکوۃ کے معاملہ میں) گائے اور بھینس کے متعلق امام مالکؒ کا مقصد یہ ہے کہ ("الانعام" کی) ان قسموں میں سے جب (ہر جنس کی) دو دو انواع ہوں تو گنتے وقت ہر ایک کو اس کی (جنس کی) نوع کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔"

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ امام ابوعبیدؒ نے زکوۃ کے معاملہ میں بھینس کی گائے کے ساتھ برابری کو اسلامی سنت ثابتہ وسنت متواترہ قرار دیا ہے۔اور اہل علم سے یہ بات مخفی نہیں کہ سنت متواترہ کی ضد بدعت ضلالہ ہے۔

سفیان ثوریؒ :

"عبد الرزاق عن الثوری عن یونس (ذکر یونس خطأ کما فی الحاشیة) قال: وتحسب صغارها وكبارها وتحسب الجواميس مع البقر ."(عبد الرزاق، ج: ٤، ص: ٢٤، ح: ٦٨٦٩)

"عبدالرزاق سفیان ثوری سے اور وہ یونس سے (یونس کا ذکر یہاں درست نہیں جیسا کہ حاشیہ میں مذکورہ ہے) بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا ...... اور چھوٹی بڑی گائیوں اور بھینسوں کو گائیوں کے ساتھ شمار کیا جائے گا۔"

مذاہب اہلسنت اور بھینس

قرآن وسنت کی حجیت، ان سے اخذ واستدلال اور عقائد میں جو فرد یا گروہ منہج سلف (صحابہؓ وتابعینؒ وتبع تابعینؒ) اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے ائمہ سنت کو حجت و دلیل مانتا ہے وہ "اہلسنت والجماعت" میں شامل ہے۔پھر اگر قیاس شرعی کو فہم دین میں حجت نہیں مانتا تو وہ "اصحاب ظواہر" میں شامل ہے، اور اگر "قیاس شرعی" کو فہم دین میں حجت مانتا ہے اور مسائل کا زیادہ تر حل کلام ائمہ سے تخریج کے طریقہ سے نکالتا ہے تو وہ شخص "اصحاب الرائے" یا "اصحاب التخریج" میں شامل ہے۔اور اگر مسائل کی تنقیح واستدلال میں زیادہ تر نصوص کتاب وسنت پر انحصار کرتا ہے اور قیاس صرف ناگزیر حالات میں کرتا ہے تو ایسا شخص زمرہ "اصحاب الحدیث" میں شامل ہے۔"اصحاب التخریج" کی بالترتیب درجہ بندی اس طرح ہے، (۱) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اصحاب یعنی احناف، (۲) امام مالک رحمہ اللہ کے اصحاب یعنی موالک، (۳) امام شافعی رحمہ اللہ کے اصحاب یعنی شوافع، (۴) اور بعض وجوہ سے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے اصحاب یعنی حنابلہ۔اور یہی ان کی تاریخی ترتیب بھی ہے اور اسی ترتیب سے یہاں ان کا تذکرہ کیا جائے گا۔

امام ابوحنیفہؒ کے علاوہ باقی تینوں ائمہ محدثین میں بھی شامل ہیں۔صحابہؓ سے لے کر تقریبا پانچویں صدی ہجری تک محدثین کا مستقل گروہ وافر مقدار میں موجود رہا ہے۔اور چاروں مذاہب میں سے ہر ایک مذہب میں بھی محدثین چلے آرہے ہیں۔اگر چہ ہر مذہب کے اندر ان کی تعداد میں تفاوت بھی چلا آرہا ہے، اور پانچویں صدی کے بعد سے اب تک بھی محدثین کے مسلک پر چلنے والے اصحاب الحدیث کا تسلسل جاری ہے۔

خلاصہ یہ کہ مذکورہ بالا چھ گروہ اہلسنت میں شامل ہیں۔

نوٹ: اصولی طور پر یہ تمام (۶) گروہ "اهل السنة والجماعة" ہی کا تاریخی تسلسل ہیں۔البتہ ان میں سے جس گروہ کے جس فرد یا جماعت میں جس قسم کا انحراف موجود ہوگا اس انحراف کے لحاظ سے وہ فرد یا گروہ اہلسنت سے خارج قرار پائے گا۔اللہ تعالی تمام اہلسنت کے عقائد واعمال کی حفاظت فرمائے۔آمین

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہ امام ابوحنیفہؒ اور بھینس

امام ابوحنیفہؒ :

"قال ابو حنيفة ـ رضى الله عنه ـ في الرجل يكون له الغنم ـ المعز والضان ـ والابل ـ البخت والعراب ـ والبقر والجواميس : ان ذلک يجمع بعضه الي بعض . فيجمع الغنم كلها على حدة ، ويجمع البخت والعراب كلها على حدة ، ويجمع الجواميس والبقر كلها على حدة" .

(كتاب الحجة على اهل المدينة ، للامام محمد بن الحسن الشيبانى ، ج : ١ ، ص : ٤٨١ ـ ٤٨٦)

"ایک آدمی جس کے پاس بھیڑ بکریاں ، فاری عربی اونٹ ، گائیاں اور بھینسیں ہوں تو اس کے بارہ میں امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ ہر ایک جنس کو دوسری جنس کے ساتھ ملا کر الگ جمع کیا جائے۔ لہٰذا بھیڑ بکری والی ساری جنس کو الگ ، عربی فاری اونٹوں والی ساری جنس کو الگ اور گائیوں بھینسوں والی ساری جنس کو الگ جمع کیا جائے۔"

قاضی ابو یوسفؒ :

اپنے دور کی حکومت اسلامیہ کے چیف جسٹس (قاضی القضاۃ) امام ابو یوسفؒ اپنی معروف کتاب "کتاب الخراج"، ص : ۷۸ میں فرماتے ہیں :

"قال : والجواميس والبخت بمنزلة الابل والبقر ، وهي كمعز الشاة وضانها" .

"ابو یوسفؒ فرماتے ہیں : بھینس گائیوں کے درجے میں اور فاری اونٹ عربی

بکری) شامل ہیں۔"

قاضی ابو یوسفؒ نے بھی بھینس کو زکوٰۃ کے سلسلہ میں گائے کے ساتھ شمار کیا ہے۔

(مرعاة ، ج : ٥ ، ص : ٨١)

امام محمدؒ :

امام محمدؒ کی کتاب "الاصل" المعروف بہ "كتاب المبسوط" کے راوی ابوسلیمان موسیٰ بن سلیمان جوزجانیؒ (جو امام محمدؒ کی کتب کے مرکزی راوی ہیں) مذکورہ بالا کتاب کے (ج : ۲ ، ص : ۷۸ میں) امام محمدؒ سے یوں سوال جواب کرتے ہیں۔

"قلت : ارأيت الجواميس صدقتها وصدقة البقر سواء ؟

قال : نعم" .

"میں نے کہا (امام صاحب!) بھینسوں کے متعلق بتائیے کہ ان کی اور گائیوں کی زکوٰۃ برابر ہے؟ آپ نے فرمایا جی ہاں۔"

نیز امام محمدؒ جہاں اپنے استاد امام ابوحنیفہؒ، ساتھی اور استاد ابو یوسفؒ سے اختلاف رکھتے ہوں تو اختلاف بیان کردیتے ہیں۔ مگر "كتاب الحجة" کے مذکورہ بالا حوالے میں خاموش جارہے ہیں۔ گویا مذکورہ بالا مسئلہ میں امام محمدؒ بھی اپنے دونوں بزرگوں سے متفق ہیں۔ آگے اسی جگہ پر امام محمدؒ نے اہل مدینہ کا بھی یہی مسلک بیان فرما کر اس پر خاموشی اختیار فرمائی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل مدینہ اور اہل کوفہ دونوں کا اس پر اتفاق ہے۔

امام طحاویؒ :

امام طحاویؒ فرماتے ہیں :

" قال اصحابنا والحسن بن حي : الضأن والماعز جنس واحد وكذلك البختي مع العرابي والبقر مع الجواميس لا تباع متفاضلا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ہمارے ہم مسلک لوگ (احناف) اور حسن بن حیؒ کہتے ہیں کہ بھیڑ بکریاں ملا کر، اسی طرح عربی اونٹوں کے ساتھ بختی اونٹ ملا کر اور گائیوں کے ساتھ بھینسیں ملا کر ایک جنس شمار ہوتی ہے، لہذا اگر جنس ایک ہو تو ان میں سے کوئی جانور بھی کمی بیشی کے ساتھ نہ بیچا جائے، اور (جنس مختلف ہونے کی وجہ سے) گائیوں بھینسوں کا گوشت بھیڑ بکریوں کے گوشت کے بدلے کمی بیشی کے ساتھ بیچا جاسکتا ہے۔"

(مختصر اختلاف العلماء، للامام الطحاوي، ج : ۲، ص : ۱۶۷)

امام سرخسیؒ :

" فان اختلط المعز بالضأن فلا خلاف ان نصاب البعض يكمل ببعض، ثم لا يؤخذ الا الوسط عندنا . وكذلك البقر مع الجاموس " (كتاب المبسوط للسرخسي، ج : ۲، ص : ۱۸۳)

"اگر کسی کے پاس بھیڑ بکریاں ملی جلی ہوں تو اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ایک جنس کا نصاب دوسری جنس سے مکمل کیا جائے گا۔ پھر ہمارے ہاں صرف درمیانہ جانور ہی زکوۃ میں لیا جائے گا۔ اسی طرح گائے کے ساتھ بھینس کا معاملہ ہے۔"

دوسری جگہ لکھتے ہیں :

" الجاموس بمنزلة البقر" (ج : ٦، ص : ۱۸۸)

"بھینس گائے کے درجے میں۔"

صاحب ہدایہؒ :

" الجواميس والبقر سواء، لان اسم البقر يتناولها، اذ هو نوع منه، الا ان اوهام الناس لا تسبق اليه في ديارنا لقلته، فلذلک لا يحنث به في يمينه : لا ياكل لحم البقر . والله اعلم" (الهداية، ج : ۱، ص : ۱۸۳، زكوة البقر)

"بھینس اور گائیاں برابر ہیں۔ کیونکہ "بقر" کا لفظ دونوں کو شامل ہے، اس لئے کہ بھینس گائے کی ایک نوع ہے۔ البتہ ہمارے علاقے میں اس کے وجود کی قلت کی وجہ سے لوگوں کے ذہن (عام طور پر) اس کی طرف جلدی نہیں جاتے۔ اسی وجہ سے جو شخص یہ قسم اٹھالے کہ وہ "بقر" کا گوشت نہیں کھائے گا، اور وہ بھینس کا گوشت کھالے تو اس کی قسم نہ ٹوٹے گی۔" واللہ اعلم

دوسری جگہ لکھتے ہیں :

" ويدخل في البقر الجاموس لانه من جنسه " .

(الهداية، ج : ٤، ص : ٤٠٣، كتاب الاضحية)

"اور گائے میں بھینس بھی شامل ہے کیونکہ وہ اس کی جنس سے ہے۔"

میں کہتا ہوں کہ ہمارے علاقے میں اللہ کے فضل وکرم سے بھینس کی جنس بکثرت موجود ہے۔ مگر صاحب ہدایہؒ کے علاقے (مرغینان) کی طرح یہ علاقہ بھی عرب ممالک سے کافی دور ہے۔ اور اس علاقہ کے علماء اور پھر علماء کی وساطت سے عام لوگوں کا ذہن بھی لفظ "بقر" سے بھینس کی طرف نہیں جاتا۔ اور اہل عرب میں بھی لفظ "بقر" نے بھینس کے معنی میں عرفی شہرت حاصل نہیں کی۔ اسی وجہ سے اہل عرب گائے اور بھینس میں فرق کرنے کے سلسلہ میں گائے کے لئے "البقر" کے ساتھ "المعتادة" کا لفظ بڑھاتے ہیں۔ اور اسی عرفی شہرت نہ ہونے کی وجہ سے بعض علماء برصغیر نے بھی اس کی قربانی کا انکار کر دیا ہے۔

مولانا عبدالحی لکھنویؒ :

مولانا عبدالحی لکھنویؒ "هداية" کے زکوۃ والے مذکورہ بالا مقام پر حاشیہ چڑھاتے ہوئے لکھتے ہیں:

" قوله الجواميس : جمع جاموس . وهو معرب گو میش وهو نوع من انواع البقر . اسم البقر يطلق عليها، الا ان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجاموس اخص منه" . (حاشية هداية)

"صاحب ہدایہ کا قول "جوامیس" "جاموس" کی جمع ہے، جو (فارسی لفظ) "گومیش" کا معرب (عربی بنا ہوا) ہے۔ اور یہ گائے کی انواع میں سے ایک نوع ہے۔ "بقر" کا لفظ دونوں جنسوں پر بولا جاتا ہے۔ البتہ "جاموس" کا لفظ "بقر" کے مقابلہ میں خاص ہے"۔

یعنی جب لفظ "بقر" بولا جائے گا تو "جاموس" اس میں خود بخود شامل ہو جائے گی۔ لیکن لفظ "جاموس" میں صرف بھینس مراد ہوگی، گائے اس میں شامل نہیں ہو گی۔ یعنی لفظ "بقر" اور لفظ "جاموس" میں عموم خصوص مطلق کا تعلق ہے۔

"المحيط البرهاني في الفقه النعماني"

علامہ عبدالعزیز البخاری الحنفیؒ کے پوتے علامہ برہان الدین، ابوالمعالی محمود بن احمد المرغینانیؒ المتوفی ۶۱۶ھ اپنی معروف، نادر، قیمتی اور قریب قریب "الھـــــدایة" کے رتبہ کی کتاب "المحیط البرھانی" میں لکھتے ہیں:

"ولو حلف لا ياكل لحم ثور، فاكل لحم جاموس لا يحنث في يمينه، هكذا ذكر محمد رحمه الله في "الجامع" وفي "الحاوي" انه يحنث. بخلاف ما لو حلف: لا ياكل لحم جاموس، فاكل لحم البقر لا يحنث، لان البقر اسم جنس والجاموس اسم نوع. والصحيح ما ذكر في "الجامع"؛ لان الجاموس، وان كان نوع ثور، الا انه لا يكون يؤكل عادة".

("المحيط البرهاني في الفقه النعماني"، كتاب الايمان والنذور، فصل: ۱۲، ج: ۸، ص: ۲۳)

"اگر کوئی قسم اٹھالے کہ وہ "ثور" (بیل) کا گوشت نہیں کھائے گا، پھر اس نے بھینسے کا گوشت کھا لیا، تو اس کی قسم نہ ٹوٹے گی۔ امام محمد رحمہ اللہ نے (اپنی کتاب) "الجامع الکبیر" میں ایسے ہی ذکر فرمایا ہے۔ اور "الحاوی" میں لکھا ہے کہ ایسی صورت میں اس

کی قسم ٹوٹ جائے گی۔ بخلاف اس صورت کے کہ اگر کوئی شخص قسم اٹھالے کہ وہ بھینسے کا گوشت نہیں کھائے گا اور اس نے گائے بیل کا گوشت کھا لیا تو اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ کیوں کہ "بقر" "اسم جنس عام اور "جاموس" "اسم نوع خاص ہے۔ لیکن صحیح بات وہی ہے جو امام محمدؒ نے (اپنی کتاب) "الجامع الکبیر" میں ذکر فرمائی ہے۔ کیوں کہ بھینسا اگر چہ بیل کی ایک نوع ہے، لیکن اس کا گوشت کھانے کی عام عادت نہیں"۔

"المحیط البرھانی" کی عبارت کا مطلب:

ب: "المحیط البرھانی" کی مذکورہ بالا عبارت کا مطلب کیا ہے؟

ج: اس عبارت کا مطلب سمجھنے سے پہلے مختصراً "جنس" اور "نوع" کی وضاحت حاضر خدمت ہے۔

"جنس "اسم عام اور "نوع" اسم خاص ہوتا ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ جب عام بولا جائے تو اپنے عمومی معنی کے لحاظ سے خاص اس میں خود بخود شامل ہو جائے گا، اسے شامل کرنے کے لیے الگ سے کسی دلیل کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

اس وضاحت کی روشنی میں مذکورہ بالا عبارت کا مطلب یہ ہے کہ لفظ "ثـور" جب "بـقرة" کے مقابلے میں بولا جائے تو اس سے "بقر" (گائے) کا مذکر بیل مراد ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں یہ لفظ "اسم نوع" ہے۔ اور اس میں "جـاموس" (بھینسے) کے شامل ہونے کا امکان کافی بعید ہے۔ اور بعض اوقات لفظ "ثور، بقر" کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، ایسی صورت میں یہ لفظ "اسم جنس"، اور "جـاموس" اس کی نوع ہے۔ اور علماء اصول جانتے ہیں کہ جب تک عام کو خاص کرنے والی کوئی دلیل نہ ہو تب تک اس کا حکم اس کے تمام افراد کو شامل ہوتا ہے۔

جب ثور "اسم جنس" اور جـاموس "اسم نوع" ہے تو جنسی معنی مراد لینے کی صورت میں جاموس "(بھینسا) اس میں شامل ہو گیا۔ اب اگر "ثور" کے نوعی معنی کو ترجیح دیں تو بھینس کا گوشت کھانے سے قسم نہ ٹوٹے گی، اور اگر "ثـــور" کے جنسی معنی کو ترجیح دیں تو بھینسے کا گوشت کھانے سے قسم ٹوٹنے کا قوی امکان موجود ہے، مگر یقینی نہیں۔ کیوں کہ "ثور" بمعنی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ـاموس "لغۃ تو حتماً ثابت ہے، مگر عرفاً متبادر نہیں۔ اور قسم کا اعتبار عرف پر ہوتا ہے۔ لہذا
محمد کا موقف قوی اور صاحب الحاوی کا موقف کمزور ہے۔ اور جہاں تک " جاموس "
م اٹھا کر " بـقـر " کا گوشت کھانے سے یقینی طور پر قسم نہ ٹوٹنے کا مسئلہ ہے تو اس میں
ں خاص مشکل نہیں، کیوں کہ "جـاموس" خاص ہے "بـقر" عام مراد لینا خلاف اصول
۔ الا یہ کہ قلیل اہل لغت کے اقوال کا سہارا لے کر " جـاموس " کو جنس "بـقر" کے معنی
یا جائے۔ مگر یہ بہت ہی شاذ صورت ہے۔ واللہ اعلم۔

المحتار :

"رد المحتار علی "الدر المختار شرح نور الابصار" میں لکھا ہے :

"قوله (والجاموس) وهو نوع من البقر . كما في المغرب . وهو مثل البقر في الزكوٰة والاضحية والربا ، يكمل به نـصـاب البـقـر وتـؤخذ الزكوٰة من اغلبها ، وعند الاستواء تؤخذ اعلى الادنى وادنى الاعلى (نهر) وعلى هذا الحكم البخت والعراب والضان والمعز). (ابن الملك) "

"الـدر الـمختار "والے کا قول(جـاموس) گائے کی ایک نوع ہے۔ جیسا کہ کتاب " المغرب " میں ہے۔ لہٰذا زکوٰۃ، قربانی اور سود کے معاملہ میں یہ گائے کی طرح ہے، اور اس کے ذریعے گائے کے نصاب کو مکمل کیا جائے گا۔ پھر جو جنس زیادہ ہو اس سے زکوٰۃ لی جائے گی، اور برابر ہونے کی صورت میں اعلیٰ سے ادنیٰ اور ادنیٰ سے اعلیٰ لی جائے گی۔ یہ بات کتاب "الـنهر" میں موجود ہے۔ اور یہی حکم فارسی عربی اونٹوں، بھیڑوں اور بکریوں کا ہے۔" (رد المحتار، ج : ٦، ص : ١٩)

" تـؤخـذ اعلى الادنى وادنـى الاعلى " کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کے

پاس سب گائیاں ردی ہیں، یا سب بھینسیں ردی ہیں، یا گائیاں اور بھینسیں دونوں موجود ہیں، مگر دونوں ہی ردی نسل سے تعلق رکھتی ہیں، یا دونوں جنسیں الگ الگ تعداد میں برابر بھی ہیں اور برابری کے ساتھ ساتھ ردی بھی ہیں تو زکوٰۃ کے نصاب کو سامنے رکھ کر ان میں سے بہتر گائے یا بہتر بھینس تلاش کر کے زکوٰۃ وصول کر لی جائے گی۔

اور اگر کسی کے پاس اعلیٰ قسم کی گائیاں یا اعلیٰ قسم کی بھینسیں یا اعلیٰ قسم کی دونوں جنسیں موجود ہیں، تو زکوٰۃ وصول کرنے والا حساب لگا کر ان میں سے کوئی ہلکا جانور تلاش کر کے لے جائے گا۔

فتاوی عالمگیری اور فتاوی قاضی خانؒ :

یہی بات اختصار کے ساتھ " فتاوی عالمگیری" عربی (ج: ١، ص ١٨٨) اور "فتاوی قاضی خان" برحاشیہ عالمگیری (ج: ١، ص: ٢٤٧) میں بھی تا تارخانیہ کے حوالے سے موجود ہے۔

ب: رد المحتار والے کے قول:

" فهو مثل البقر في الزكوٰة والاضحية والربا " . کا کیا مطلب ہے؟

ج: مطلب یہ ہے کہ جس طرح تیس گائیوں میں ایک سالہ بچھڑی یا بچھڑا یعنی تبیع او تبیعۃ ادا کرنا پڑتا ہے، اسی طرح تیس بھینسیں ہوں تو زکوٰۃ میں ایک سالہ کٹی یا کٹا دینا ہوگا۔ باقی تفصیل رد الـمحتار میں اوپر گزر چکی ہے۔ قربانی والا مسئلہ تو بالکل واضح ہے۔ یعنی جس طرح گائے کی قربانی جائز ہے اسی طرح بھینس کی قربانی بھی جائز ہے۔ بھینس کے حصے بھی گائے کی طرح سات ہوں گے۔

سود کے معاملہ کا یہ مطلب ہوگا کہ ایک گائے کا دو گائیوں سے، یا ایک بھینس کا دو بھینسوں سے، یا ایک زیادہ نفع دینے والے جانور کا کم نفع دینے والے دو جانوروں یا ایک جانور سے تبادلہ جائز نہ ہوگا۔ جیسا کہ (بـدایۃ الـمـجتهـد، ج : ٢، ص : ١٠٠ و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختصر اختلاف العلماء، امام طحاوی ج ۲، ص ۱۶۷) کی بحث بتا رہی ہے۔

دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دونوں طرف ادھار جانور ہوں تو اس سودے سے نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔(بلوغ المرام ، ح : ۸۳۴) اگر سودہ کرے گا تو یہ سود ہوگا۔

نوٹ: فقہ حنفی کی مزید درج ذیل کتب کی طرف مراجعت فائدے سے خالی نہ ہوگی (ان شاءاللہ)

البحر الرائق: ۵/ ٦٤ ، الدر المختار : ٤/ ٨٠ ، العناية : ١٤/ ١٩٢ ، اللباب فی شرح الهداية : ١/ ٧٠ ، بدائع الصنائع : ١٢/ ٤٧٦ ، شرح الوقاية : ٤/ ١٦٢ ، فتح القدير : ١١/ ٥٩ ، مجمع الانهر : ٢/ ١٧٨ وغيره .

فقہ امام مالکؒ اور بھینس

امام مالکؒ :

" قال مالكؒ : في الرجل يكون له ضان ومعز : انها تجمع عليه في الصدقة . فان كان فيهما ما تجب فيه الصدقة صدقت . وقال : انما هي غنم كلها . قال مالكؒ : وكذلك الابل _ العراب والبخت _ يجمعان على ربهما في الصدقة . وقال انما هي ابل كلها ...... قال مالكؒ : وكذلك البقر والجواميس يجب ان تجمع على ربهما في الصدقة . وقال : انما هي بقر كلها " .

(موطا امام مالك ، طبع مير محمدى ، كراچى ، ص : ٢٩٣، ٢٩٤)

"ایک آدمی جس کی بھیڑیں ہوں اور بکریاں بھی، تو اس کے متعلق امام مالکؒ نے فرمایا: زکوۃ میں دونوں جنسوں کو جمع کیا جائے۔ اگر ان دونوں کی اتنی مقدار ہو جس پر زکوۃ واجب ہے تو دونوں سے زکوۃ لی جائے۔ اور آپ نے فرمایا: یہ ساری " غنم " (بکریاں) ہی ہیں۔ امام مالکؒ نے فرمایا: اور اسی طرح عربی، فارسی اونٹوں دونوں کو ان کے مالک کی زکوۃ کے حساب میں جمع کیا جائے۔ اور فرمایا: یہ سارے اونٹ ہی ہیں ...... امام مالکؒ نے فرمایا: اور اسی طرح گائیوں اور بھینسوں دونوں کو بھی ان کے مالک کی زکوۃ کے حساب میں جمع کرنا ضروری ہے۔ اور فرمایا: یہ سب (بقر) گائیاں ہی ہیں۔"

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تبصرہ

اصل موطا نکال کر مذکورہ بالا عبارت کے ساتھ ساتھ درمیان سے حذف شدہ عبارت کو ملا کر بار بار پڑھیں تو ان سب اجناس وانواع کے احکام بیان کرنے میں امام مالکؒ کا ایک ہی انداز نظر آئے گا۔ جس طرح "ضان ومعز" (بھیڑوں بکریوں) عراب و بخت (عربی اور فاری اونٹوں) کے بارہ میں "انما" کا کلمہ حصر استعمال کیا ہے، اسی طرح "البقر والجوامیس" (گائیوں اور بھینسوں) کے بارے میں بھی یہی کلمہ حصر استعمال فرمایا ہے۔ اور امام مالک کو اجماع امت کی تائید بھی حاصل ہے۔ (کماسیاتی ان شاء اللہ) تو ایک نوع کو بلا دلیل محض اپنے وہم کی بنا پر خارج کرنا ناانصافی کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے؟

امام مالکؒ اور تعامل اہل مدینہ :

باقی آئمہ سے ہٹ کر امام مالکؒ کی یہ منفرد خصوصیت ہے کہ وہ اہل مدینہ کے عمل کو حجت مانتے ہیں۔ اور وجہ یہ ہے کہ اس وقت نبوت کا زمانہ قریب تھا، مدینہ اسلام کا مرکز تھا، پوری اسلامی دنیا سے وہاں لوگ آیا جایا کرتے تھے، وہاں کے لوگوں نے دین براہ راست صحابہ رضی اللہ عنھم وتابعین رحمھم اللہ سے سیکھا تھا۔ لہٰذا امام مالکؒ کے دور تک اگر وہاں کوئی چیز غلط رائج ہو چکی ہوتی تو کوئی نہ کوئی عالم اس پر ضرور تنقید کرتا۔ کسی رائج دینی عمل پر کسی بھی عالم کا تنقید نہ کرنا امام مالکؒ کے نزدیک اس بات کی دلیل تھا کہ شریعت میں اس مسئلہ کی کوئی نہ کوئی بنیاد ضرور موجود ہے۔

مذکورہ بالا وضاحت کی روشنی میں عرض یہ ہے کہ زیر بحث مسئلہ امام مالک نے یقینی اور قطعی انداز میں بیان فرمایا ہے۔ جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ امام مالکؒ کے دور میں بھینس نے اہل مدینہ میں اس قدر شہرت حاصل کرلی تھی اور امام مالک کو اس قدر یقین ہوگیا تھا کہ انھوں نے باقی جانوروں کی طرح بھینس کے لئے بھی "انما" والا کلمہ حصر استعمال فرمایا، اور پورے اہل مدینہ میں سے کسی نے بھی امام مالک کی تردید نہیں کی۔ گویا اہل مدینہ کا

یہ اجماع سکوتی والا فیصلہ ہے۔

امام ابوعبید قاسم بن سلامؒ "کتاب الاموال" ص : ۸۰، رقم : ۱۰۲۹ میں امام مالکؒ سے بیان فرماتے ہیں :

"قال وحدثني ابن بكير عن مالك بن انس قال : الجواميس والبقر سواء والبخاتي من الابل وعرابها سواء ، والضان والمعز في الغنم سواء" .

"امام مالک سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ (لفظ "بقر" میں) گائیاں اور بھینسیں (لفظ "ابل" میں عربی وفاری اونٹ اور لفظ "غنم" میں بھیڑیں اور بکریاں سب برابر ہیں۔"

المدونة الكبرى :

"ابن مهدى عن عبد الوارث بن سعد عن رجل عن الحسن مثله (اى مثل قول مالک والثورى)

(المدونة الكبرى، ج : ۱، ص : ۳۱۱)

"ابن مہدی نے عبدالوارث بن سعد سے ایک آدمی کے واسطے سے حسنؒ (بصری) سے بھی اسی (مالکؒ اور ثوریؒ کے قول کی) طرح بیان کیا ہے۔"

امام زرقانیؒ :

امام زرقانیؒ شرح مؤطا میں فرماتے ہیں :

"والجواميس جمع جاموس : نوع من البقر" .

"جوامیس" کا لفظ "جاموس" کی جمع ہے یہ گائیوں کی ایک قسم ہے۔"

(شرح زرقاني على موطا، ج : ۲، ص : ۵۸)

امام ابوالولید الباجیؒ :

امام ابوالولید الباجیؒ "المنتقی شرح موطا" ج : ۲، ص : ۱۳۳ : میں لکھتے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں :

"ش: وهذا كما قال : ان البقر والجواميس يجمعان في الزكوة لتقاربهما في الجنس" .

"اور یہ بات ویسے ہی ہے جس طرح امام مالک نے فرمائی ہے۔یقیناً زکوۃ میں گائے اور بھینس دونوں کو جمع کیا جائے گا، کیونکہ ان دونوں کی جنس قریب ہے۔"

مولانا محمد زکریا سہارن پوریؒ :

"قال الخرقي ، الجواميس كغيرها من البقر ، قال الموفق : لا خلاف في هذا نعلمه". (اوجز المسالك، ج : ٣، ص : ٢٠٢)

"امام خرقی کہتے ہیں کہ بھینسیں گائیوں کی دوسری انواع کی طرح ایک نوع ہے۔اور امام موفق کہتے ہیں کہ اس مسئلہ میں ہم کسی بھی صاحب علم کا اختلاف نہیں جانتے۔"

حاشیہ موطا از مولانا اشفاق الرحمٰن :

مولانا اشفاق الرحمٰن "موطا" کے حاشیہ "كشف المغطا من وجه الموطا" (ص : ٣٩) میں لفظ "جاموس" کی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"قوله : قال مالك : وكذلك ، اى مثل الغنم ، والابل ، والجواميس جمع جاموس ، نوع من البقر ، كانه مشتق من جمس الودك : اذا جمد ، لانه ليس فيه قوة البقر في استعماله في الحرث والزرع والدياسة . قال (وانما هي بقر كلها) في اللغة . فمفهوم النص يتناولها كلها" .

" امام مالکؒ کے قول "وکذلك" کا مطلب ہے کہ اونٹ اور بکری کی طرح گائے اور بھینس کا بھی یہی حکم ہے۔اور "جوامیس" لفظ "جاموس" کی جمع ہے، جو گائے کی ایک قسم ہے۔گویا یہ لفظ عربوں کے محاورے "جمس الودك"

(چربی جم گئی) سے ماخوذ ہے۔کیونکہ ہل چلانے ،بیج بونے اور گاہ گاہنے کے استعمال میں اس کے اندر بیل والی طاقت نہیں ۔اور امام مالکؒ نے فرمایا یہ سب "بقر" ہیں۔یعنی لغت میں نص (بقر) کا مفہوم سب کو شامل ہوگا"

مولانا اشفاق الرحمٰن کا حاشیہ اوجز المسالك شرح موطا امام مالكؒ (ج : ٣، ص : ٢٠٢) ، نیز ، شرح زرقاني علي الموطا ، ج : ٤ ، ص : ٥٥٤) سے ماخوذ ہے۔مولانا اشفاق الرحمٰن حوالہ شاذونادر ہی دیتے ہیں۔

مولانا اشفاق الرحمٰن کی غلطی :

میں کہتا ہوں کہ امام زرقانیؒ، صاحب "اوجز المسالك" وصاحب حاشیہ کا "جاموس" کو عربی محاورہ "جمس الودك" سے بنانا صحیح نہیں۔کیونکہ یہ توجیہ یا تو انہوں نے ازخود "جاموس" کو عربی لفظ سمجھ کر کی ہے یا اپنے کسی استاد وغیرہ سے یا کسی لغوی کے مرجوح بلکہ غلط قول سے نقل کی ہے۔اور غلطی کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ "جاموس" عربی زبان کا لفظ نہیں، بلکہ فارسی زبان کے لفظ "گاؤمیش" کا معرب ہے۔لہٰذا اسے عربی محاورات ومصادر سے بنانا اصل مصادر کی طرف رجوع نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔

ویسے بھی "جمس الودك" اس پر فٹ نہیں آتا۔کیونکہ جو وجہ امام زرقانی، صاحب "اوجز المسالك" وصاحب حاشیہ نے گزاری ہے کہ اس میں بیل والی طاقت نہیں، یہ بھی غلط ہے۔کیونکہ بھینسے کو ہل چلانے، کنویں پر جوتنے، گاہ گاہنے اور بیل گاڑیوں وغیرہ کے لئے استعمال کرنا خصوصاً سرائیکی علاقوں میں عام معمول کی بات ہے۔یعنی ان علاقوں میں بھینسے سے بیل والا مکمل کام لیا جاتا ہے۔

اگر سچ پوچھیں تو بھینسے میں بیل کے مقابلہ میں طاقت زیادہ ہوتی ہے۔جس طرح بکری کے مقابلہ میں بھیڑ زیادہ طاقت ور ہے۔مشاہدہ کرکے دیکھ لیں۔بیل بھینسے کی اور بکرا مینڈھے کی ٹکر برداشت نہیں کرسکتا۔

ڈاکٹر عبد المعطى امين قلعجي :

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ولا خلاف في ان البقر والجواميس سواء لاتحاد الجنس" .

(التعليق على الا ستذكار لا بن عبدالبر، ج : ۹، ص : ۱۵٦)

"اس میں کوئی شک نہیں کہ جنس ایک ہونے کی وجہ سے گائے اور بھینس برابر ہیں۔"

"منح الجليل شرح على مختصر سيد الخليل " :

"ضم بخت " (بضم الموحدة، وسكون الخاء المعجمة) ابل ذات سنامين، لعراب، (بكسر العين المهملة) ابل ذات سنام واحد. فان اجتمع منهما نصاب وجبت زكوته، وضم "جاموس"، (بقر سود، ضخام، بطئ الحركة، يديم المكث في الماء) ان تيسر له، لبقر حمر. فان اجتمع منهما نصاب زكي. وضم ضان لمعز . فان اجتمع منهما نصاب زكي."

(منح الجليل شرح على مختصر سيد الخليل، مصنفه عليش، ج : ۱۳، ص : ۱٤۹٤)

" "بخت" کالفظ "ب" کے ضمہ اور "خاء" کے سکون سے ہوتا ہے۔ یہ دو کوہانوں والے (فارسی) اونٹ ہوتے ہیں۔ "العراب" کالفظ "عین" کے کسرہ سے ہوتا ہے۔ یہ ایک کوہان والے (عربی) اونٹ ہوتے ہیں۔ (زکوۃ دیتے وقت) ان دونوں قسموں کو ملایا جائے گا۔ اگر دونوں قسموں سے مل کر نصاب مکمل ہوجائے تو ان سب کی زکوۃ دینا واجب ہے۔ اسی طرح "جوامیس": کالے رنگ والی، بھاری جسامت والی، سست رفتار اور ہمیشہ پانی میں ٹھہرنے والی (گائیاں یعنی بھینسیں) اگر مالک کے پاس میسر ہوں تو انہیں سرخ رنگ والی گائیوں کے ساتھ ملایا جائے گا، اگر دونوں انواع سے مل کر نصاب مکمل ہوجائے

تو زکوۃ ادا کی جائے گی۔ اسی طرح بھیڑوں اور بکریوں کو ملایا جائے گا۔ اگر دونوں قسموں سے مل کر نصاب مکمل ہوجائے تو ان سب کی زکوۃ ادا کی جائے گی۔"

نوٹ: فقہ مالکی کی مزید درج ذیل کتب کی طرف مراجعت فائدے سے خالی نہ ہوگی (ان شاءاللہ) :

الخلاصة الفقهية : ۱ / ۱۵۹، الذخيرة في الفقه المالكي : ۱۰ / ٤۸۳، الفواكه الدواني : ٤ / ۳٦۲، حاشية الدسوقي : ۱۵ / ٤۹۱ . وغیرہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہ امام شافعیؒ اور بھینس

امام شافعیؒ :

"ولو نزا كبش ماعزة، او تيس ضائنة، فنتجت، كان في نتاجها الصدقة، لانها غنم كلها، هكذا ولو نزا جاموس بقرة، او ثور جاموسة، او بختي عربية، اوعربي بختية، كانت الصدقات في نتاجها كلها، لانها بقر كلها ۔ الا ترى انا نصدق البخت مع العراب، واصناف الابل كلها وهي مختلفة الخلق، ونصدق الجواميس مع البقر، والدربانية مع العراب، واصناف البقر كلها، وهي مختلفة، والضان ينتج المعز، واصناف المعز، والضان كلها، لان كلها غنم، و بقر و ابل "۔

(كتاب الام، امام شافعي، ج : ٢، ص : ٢٠)

"اگر مینڈھا بکری سے یا بکرا بھیڑ سے جفتی ہو جائے اور بچہ پیدا ہو جائے تو (باقی جانوروں کے ساتھ) اس بچے پر بھی زکوۃ لاگو ہوگی، کیونکہ یہ سب "غنم" (بھیڑ، بکریاں) ہیں ۔اسی طرح اگر بھینسا گائے سے، بیل بھینس سے، فارسی اونٹ عربی اونٹنی سے یا عربی اونٹ فارسی اونٹنی سے جفتی ہوجائے (اور بچے پیدا ہوجائیں) تو ان سب انواع کے ایسے بچوں میں بھی زکوۃ لاگو ہوگی، کیونکہ یہ سب انواع گائیاں (اور اونٹ) ہی ہیں ۔کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہم عربی اونٹوں کے ساتھ فارسی اونٹوں اور اونٹوں کی دیگر تمام انواع سے زکوۃ ادا کرتے ہیں، حالانکہ ان کی خلقت میں نمایاں اختلاف موجود ہے ۔اسی طرح ہم دربانی گائیوں، عربی گائیوں اور عام گائیوں کے ساتھ بھینسوں اور گائیوں کی دیگر انواع سے بھی زکوۃ ادا کرتے ہیں حالانکہ ان کی خلقت (خصوصیات اور وضع قطع) جداجدا ہے ۔اور بھیڑ سے اگر بکری پیدا ہو جائے اسی طرح کا معاملہ بکریوں کی تمام انواع یا بھیڑوں کی تمام انواع سے پیش آجائے (تو ان سب کا حکم یہی ہوگا

) کیونکہ یہ سب بھیڑ بکریاں، گائیاں اور اونٹ ہیں ۔"

امام ابن منذرؒ :

"قال ابن المنذر : واجمع كل من يحفظ عنه من اهل العلم على هذا ، ولان الجاموس من انواع البقر ، كما ان البخاتي من انواع الابل " ۔(المغني، ج : ٤، ص : ٣٤۔٣٥)

" ابن المنذر فرماتے ہیں کہ ہر اہل علم، جس کا علم محفوظ کیا جاتا ہے، اس پر اجماع کر چکا ہے ۔نیز بھینس گائے کی ایک نوع ہے، جس طرح کہ بختی اونٹ اونٹوں کی ایک نوع ہے ۔"

امام ابن المنذر کی اپنی کتاب "الاجماع" میں یوں مرقوم ہے ۔

" واجمعوا على ان حكم الجواميس حكم البقر " .

(الاجماع، ٩٠، ص : ٣٧، تحقيق ابو حماد صغير احمد بن محمد حنيف")

"سب علماء متفق ہیں کہ بھینس کا حکم گائے والا ہے ۔"

" الزاهر في غريب الفاظ الشافعي " :

" واجناس البقر : منها الجواميس ،واحدها جاموس ، وهي من انبلها ، واكرمها ، واكثرها البانا ، واعظمها اجساما . ومنها الدربانية ، وهي التي تنقل عليها الاحمال . ومنها العراب ، وهي جرد ، ملس ، حسان الالوان ، الكريمة ".

(" الزاهر في غريب الفاظ الشافعي ، مصنفه علامه محمد بن احمد الازهر الازهري الهيراوي ، نمبر : ٢٧٥)

" اور گائیوں کی جنسوں میں بھینسیں بھی شامل ہیں ۔اس (جواميس) کا واحد ذکر "جاموس " آتا ہے ۔(لوگوں کے ہاں) یہ سب گائیوں سے زیادہ اونچا مقام رکھنے والی، صفات میں سب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے عمدہ، دودھ میں سب سے زیادہ اور جسامت میں سب سے بھاری ہوتی ہے۔اور ان گائیوں کی جنسوں میں "دربانی" گائیاں بھی شامل ہیں۔ان پر بوجھ لادے جاتے ہیں۔اور ان گائیوں کی جنسوں میں "عراب" (عربی گائیاں) بھی شامل ہیں۔ان کا جسم بالوں کے بغیر، لچک دار، خوبصورت رنگ اور ان کی صفات بہت عمدہ ہوتی ہیں"۔

امام نوویؒ :

" الجواميس : معروفة ، واحدها جاموس ، فارسي ، معرب . وينكر علي المصنف كونه قال : "والجواميس والبقر" فجعلهما نوعين للبقر . وكيف يكون البقر احد نوعي البقر ؟ وصوابه : والجواميس والعراب . قال الأزهري : انواع البقر ، منها الجواميس . وهي انبل الابقر ، واكثرها البانا ، واعظمها اجساما . قال : ومنها العراب . وهي جرد ، ملس ، حسن الالوان ، كريمة . ومنها الدربان _ بدال مهملة مفتوحة ، ثم راء ساكنة ، ثم بالموحدة ، ثم الالف ، ثم نون _ وهي التي تنقل عليها الاحمال . "

(" تحرير الفاظ التنبيه " لغة الفقه، امام نووی، ج : ١ ، ص : ١٠٦)

"جواميس" (بھینسیں) ایک معروف جانور ہے،اس کا واحد مذکر "جاموس" ہے۔یہ لفظ فارسی سے معرب ہے۔مصنف (صاحب "التنبيه") نے "والجواميس والبقر" کا لفظ بولا ہے،اس طرح انہوں نے بھینسوں اور گائیوں کو لفظ "بقر" کی دو الگ الگ (متضاد) انواع بنا دیا ہے۔جبکہ مصنف کی یہ بات درست نہیں۔کیونکہ گائیاں اور بھینسیں (لفظ "بقر" کی) دو الگ الگ (متضاد) انواع کیسے ہو سکتی ہیں؟ درست تعبیر یوں ہوگی والجواميس والعراب (من انواع البقر . نعیم الحق) (بھینسیں اور عربی گائیاں (لفظ "بقر" کی انواع میں شامل ہیں۔نعیم الحق) علامہ ازھریؒ فرماتے ہیں: بقر" کی متعدد انواع ہیں۔ان میں بھینسیں بھی شامل ہیں۔یہ "بقر" (گائیوں) کی سب

سے عمدہ نوع ہے،اس کا دودھ سب سے زیادہ،اور جسامت میں سب سے بڑی ہوتی ہے۔علامہ ازھری مزید فرماتے ہیں:"بقر" کی ایک عربی نوع بھی ہوتی ہے،جس کا جسم بالوں کے بغیر، چمکیلا، رنگ خوبصورت اور وہ عمدہ صفات کی حامل ہوتی ہے۔"بقر" کی ایک نوع "دربانی" بھی کہلاتی ہے۔اس کا تلفظ دال پر فتح،"ر" پر سکون، پھر با، پھر الف، اور پھر نون ہے۔اس پر بوجھ لادے جاتے ہیں"۔

امام رافعیؒ :

امام رافعیؒ فرماتے ہیں :

"وقياس تكميل البقر بالجاموس في الزكوٰة دخولها هنا "

(حيوة الحيوان، ج : ١ ، ص : ٢١٣)

"زکوٰۃ میں گائے (کے نصاب) کی بھینس سے تکمیل کا قیاس اس وجہ سے ہے کہ وہ (بھینس) وہاں "بقر" (گائے) میں داخل ہے"۔

المصباح المنير:

" جمس الودك (جموسا) من باب قعد وجمد، (الجاموس نوع من البقر ، كانه مشتق من ذلك ، لانه ليس فيه لين البقر في استعماله في الحرث والزرع والدياسة . وفي التهذيب (الجاموس) دخيل ، والجمع جواميس ، تسميه الفرس كاوميش . " (المصباح المنير لاحمد بن محمد الفيومي، ج : ١٩ ، ص : ١٠٨)

" جمس الودک چربی جم گئی) کا تعلق ہے چربی کے تہ نشین ہونے اور اس کے جم جانے سے،"جاموس" (بھینس) گائیوں کی ایک نوع ہے۔گویا کہ یہ لفظ اسی عربی محاورے (جمس الودک) سے بنا ہے۔کیونکہ ہل جوتنے، بیج بونے اور گاہ گاہنے کی بابت اس کے استعمال میں بیلوں والی لچک موجود نہیں۔اور کتاب "التھذیب" میں لکھا ہے کہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جاموس" کا لفظ عربی میں دوسری (فارسی) زبان سے داخل ہوا ہے۔ اس کی جمع "جوامیس" آتی ہے، اہل فارس اس کا نام "گاؤمیش" رکھتے ہیں"

نوٹ : لگتا ہے کہ بعد والے تمام شارحین نے یہ بات صاحب "المصباح المنیر" سے نقل کی ہے۔ صاحب "المصباح المنیر" نے "کأنه" کا لفظ استعمال فرما کر یہ اشارہ دیا ہے کہ یہ لفظ اصل میں فارسی سے عربی میں منتقل ہوا ہے، یہ توجیہ صرف لفظی مناسبت سے کی گئی ہے، اس کی مزید وضاحت پیچھے "مولانا اشفاق الرحمٰن کی غلطی" کے ضمن میں گزر چکی ہے۔

ڈاکٹر عبد المعطی امین قلعجی :

" ولا خلاف في ان البقر والجواميس سواء لاتحاد الجنس " .

(التعليق على معرفة السنن والآثار للبيهقي ، ج: ٦، ص : ٤٠)

"اس میں کوئی شک نہیں کہ جنس ایک ہونے کی وجہ سے گائے اور بھینس برابر ہیں۔"

نوٹ : فقہ شافعی کی مزید درج ذیل کتب کی طرف مراجعت فائدے سے خالی نہ ہوگی (ان شاءاللہ) :

تحفة المحتاج : ٢ / ٢٦٤ ، حاشية البجيرمي : ٨/٣٨٤ ، روضة الطالبين : ٤ / ٩٢ ، كفاية الاخيار : ٢٤٩/٢ ، نهاية المحتاج : ٤٥٩/٨ ، حاشية الجمل : ٤٨٧/٨ وغيره

فقہ امام احمد بن حنبلؒ اور بھینس

امام خرقیؒ :

" قال الخرقيؒ : الجواميس كغيرها من انواع البقر " .

(اوجز المسالك ، ج : ٣ ، ص : ٢٠٢)

"بھینس گائے کی باقی انواع کی طرح ایک نوع ہے۔"

مولانا محمد زکریا سہارن پوریؒ لکھتے ہیں :

(قال الخرقي : الجواميس كغيرها من البقر قال الموفق : لا خلاف في هذا نعلمه) (اوجز المسالك ، ج : ٣ ، ص : ٢٠٢)

"امام خرقی کہتے ہیں کہ بھینسیں گائیوں کی دوسری انواع کی طرح ایک نوع ہے۔ اور امام موفق کہتے ہیں کہ اس مسئلہ میں ہم کسی بھی صاحب علم کا اختلاف نہیں جانتے۔"

امام ابن قدامہؒ :

" قال ابن قدامةؒ في ذيل قول الخرقيؒ : الجواميس كغيرها من البقر : لا خلاف في هذا نعلمه " (المغني ، ج : ٤ ، ص : ٣٤-٣٥)

"علامہ خرقیؒ کے قول (بھینسیں دوسری انواع کی طرح گائیوں کی ایک نوع ہے) کے ذیل میں امام ابن قدامہؒ فرماتے ہیں : کہ ہم اس مسئلہ میں کسی کا بھی اختلاف نہیں جانتے۔"

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كشاف القناع :

امام حنابلہ، موسی بن احمد الحجاوی الصالحی کے معروف متن "الاقناع" کی شرح "كشاف القناع" ج : ٣، ص : میں الشیخ منصور بن یونس الحنبلی لکھتے ہیں :

"وان اخرج عن النصاب من غير نوعه ما ليس في ماله منه (كما لو كان ماله ثلاثين بقرة، لا جاموس فيها، فاشترى تبيعا من الجاموس واخرجه عنها) جاز ان لم ينقص من قيمة المخرج عن النوع الواجب (عليه في ملكه، لان القيمة مع اتحاد الجنس هي المقصودة، ولم تفت، ولا شيء منها) بخلاف ما لو نقصت قيمة المخرج عن الواجب".

"اگر کوئی شخص ایک نوع کے نصاب کی زکوۃ کسی ایسی نوع سے ادا کرتا ہے جس کا تعلق اس کے نصاب والی نوع سے نہیں (مثلا اگر اس کے پاس تیس گائیاں ہوں اور ان میں کوئی بھینس موجود نہ ہو اور وہ شخص ایک سالہ بھینسا (کٹا) خرید کر ان گائیوں کی زکوۃ ادا کر دے) تو یہ جائز ہے۔ شرط یہ ہے کہ (اس کی ملکیت میں اس پر) جس نوع کی زکوۃ ادا کرنا واجب ہے اس کی قیمت میں کمی نہ آئے۔ (کیونکہ جنسوں کے اتحاد کی صورت میں اصل قیمت ہی مقصود ہوتی ہے۔ اور وہ یہاں تلف نہیں ہوئی، حالانکہ (جس نوع کا جانور اس نے ادا کیا ہے، نعیم الحق) اس کا اس نصاب والی نوع سے کوئی تعلق نہیں۔ بخلاف اس صورت کے کہ جس نوع کی زکوۃ ادا کرنا واجب ہو اور اس کی قیمت میں کمی آجائے)

"الروض المربع شرح زاد المستقنع" :

فقہ حنبلی کی معروف کتاب "الروض المربع شرح زاد المستقنع" مع حاشیہ "الروض المربع" ج : ٣، ص : میں "بهيمة الانعام" کی زکوۃ کے متعلق منقول ہے :

" باب زكوة بهيمة الانعام، وهي الابل والبقر والغنم.) وسميت بهيمة الانعام لانها لا تتكلم) تجب (الزكوة في ابل (بخاتي او عراب) وبقر (اهلية او وحشية، ومنها الجواميس) وغنم (ضأن او معز، اهلية او وحشية) اذا كانت (لدر ونسل، لا لعمل وكانت) سائمة (اى راعية للمباح"

"بهيمة الانعام" کی زکوۃ کا بیان، اور یہ (بهيمة الانعام) اونٹوں، گائیوں اور بھیڑ بکریوں پر مشتمل ہیں۔ (انھیں "بهيمة الانعام" اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ بات نہیں کر سکتے) اونٹوں (بختی و عربی) گائیوں (بھینسوں سمیت گھریلو اور جنگلی) اور "غنم" (جنگلی اور پالتو بھیڑ بکریوں سب) میں زکوۃ واجب ہے۔ جب (دودھ اور افزائش نسل کے لیے ہوں، کام کاج کے لیے نہ ہوں اور جائز چراگاہ میں) چرنے والی ہوں۔"

حاشیہ "الروض المربع شرح زاد المستقنع" :

"الروض المربع" کے مذکورہ بالا مقام میں لفظ "الجواميس" پر حاشیہ چڑھاتے ہوئے شیخ عبدالرحمان بن محمد بن قاسم العاصمي الحنبلي لکھتے ہیں :

" (الجواميس) واحدها جاموس، فارسي، معرب. قال الازهري : انواع البقر، منها الجواميس. وهي انبل البقر، واكثرها البانا، واعظمها اجساما. قال : ومنها العراب. وهي جرد، ملس، حسن الالوان، كريمة. ومنها الدربان _ وهي التي تنقل عليها الاحمال. قال ابن فارس : برق اظلافها، وجلودها، ولها اسنمة. ولا نزاع في الجواميس، بخلاف البقر الوحشية، فالجمهور على انه لا زكوة فيها. كما سياتي. (حاشيه "الروض المربع شرح زاد المستقنع"، ج : ٣، ص : ٨٧)

"جوامیس" کا واحد مذکر "جاموس" ہے یہ لفظ فارسی (گاؤمیش) کا معرب ہے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۔علامہ ازہری فرماتے ہیں:" بـقـر " کی متعدد انواع ہیں ۔ان میں بھینسیں بھی شامل ہیں ۔یہ "بـقـر" (گائیوں) کی سب سے عمدہ نوع ہے،اس کا دودھ سب سے زیادہ،اور جسامت میں سب سے بڑی ہوتی ہے ۔علامہ ازہریؒ مزید فرماتے ہیں: "بقر " کی ایک عربی نوع بھی ہوتی ہے، جس کا جسم بالوں کے بغیر، چمکیلا، رنگ خوبصورت اور وہ عمدہ صفات کی حامل ہوتی ہے۔" بـقـر " کی ایک نوع "دربانی" بھی کہلاتی ہے ۔اس پر بوجھ لادے جاتے ہیں ۔ابن فارس کہتے ہیں:ان کے کھر اور چمڑے چمکدار ہوتے ہیں اور ان کی (گردنوں کے قریب) کوہانیں بھی ہوتی ہیں ۔بھینسوں (کی زکوۃ) کے متعلق کوئی جھگڑا نہیں ۔البتہ جنگلی گائیوں میں اختلاف ہے، اکثر کہتے ہیں:ان میں کوئی زکوۃ نہیں ۔جیسا کہ اس کی تفصیل عنقریب آ رہی ہے"۔

امام ابن تیمیہؒ :

" لا خلاف بين الفقهاء ان الضان والمعز يجمعان في الزكوة وكذالك الابل على اختلاف اصنافها وكذالك البقر والجواميس "

(مجموع الفتاوى لابن تيميةؒ، ج: ٢٥، ص: ٣٥)

"فقہاء کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ زکوۃ میں بھیڑ بکریاں ،اونٹوں کی مختلف انواع اور اسی طرح گائیاں اور بھینسیں جمع کی جائیں گی"۔

امام صاحب مزید فرماتے ہیں :

" والجواميس بمنزلة البقر حكى ابن المنذر فيه الاجماع "

(فتاوى ابن تيمية، ج: ٢٥، ص: ٣٨)

" اور بھینسیں گائیوں کے درجے میں ہیں ۔اس پر ابن المنذرؒ نے اجماع نقل کیا ہے"۔

شیخ محمد بن صالح العثیمینؒ :

دورِ حاضر کے مشہور عرب عالم شیخ محمد بن صالح العثیمینؒ لکھتے ہیں :

" واما البقر فتشمل البقر المعتادة والجواميس "

(الشرح الممتع على زاد المستقنع، ج: ٦، ص: ١٥) بحواله فتوى ابو عمر عبدالعزيز نورستانی)

" رہا لفظ "بقر" تو یہ معروف گائے اور بھینس دونوں کو شامل ہے۔"

شيخ عبدالعزيز المحمد السلمان :

دورِ جدید کے ایک اور مشہور عرب عالم، فضيلة الشيخ عبدالعزيز المحمد السلمان ، جو "معهد امام الدعوة" الرياض سعودی عرب میں مدرس رہ چکے ہیں، جن کے متعلق فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالستار الحماد، فاضل مدینہ یونیورسٹی، آف میاں چنوں، ضلع خانیوال نے فرمایا کہ میں نے ان کو دیکھا ہے کہ وہ بہت نیک اور سلفی آدمی تھے۔وہ "الاسئلة والاجوبة الفقهية المقرونة بالادلة الشرعية"، ج: ٣، ص: ٩ میں لکھتے ہیں :

" والجواميس في الهدى والاضحية كالبقر في الاجزاء والسن ، واجزاء الواحدة عن سبعة ، لانها نوع منها ، والله اعلم وصلى الله على محمد واله وسلم"

(بحواله فضيلة الشيخ ابو حمزه سعيد مجتبىٰ السعيدى فاضل مدينه يونيورسٹی منكيره ضلع بهكر و كشاف الصناع على متن الاقناع، بحواله فتوى قاضى محمد عبدالله خانپوری

"بیت اللہ والی قربانی اور عیدالاضحیٰ والی قربانی کے جواز (دو دانتا والی) عمر اور سات آدمیوں کی طرف سے قربانی میں کافی ہونے کے لحاظ سے بھینس گائے کی طرح ہے۔کیونکہ یہ "بقر" کی ایک نوع ہے"۔ واللہ اعلم

نوٹ : فقہ حنبلی کی مزید درج ذیل کتب کی طرف مراجعت فائدے سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خالی نہ ہوگی (ان شاءاللہ) :

الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف ، ابو الحسن علی بن سلیمان المرداوی : ٥/١١٣ ، الشرح الکبیر علی متن المقنع ، ابو محمد شمس الدین عبدالرحمن بن محمد بن قدامہ : ٥ /٤٣٩ ، الشرح الممتع علی زاد المستقنع ، محمد بن صالح العثیمین : ٦ /٣٠ ، الفروع لابن المفلح : ٦ /٢٦ ، المبدع شرح المقنع ، لابن مفلح المقدسی : ٣ /٢٦ وغیرہ بہت سی کتب حنابلہ۔

اصحاب ظواہر اور بھینس

امام ابن حزمؒ :

امام ابن حزمؒ "محلی" (ج : ٦ ، ص : ٢) باب زکوۃ البقر میں لکھتے ہیں :

(٦٧٣) مسئلۃ : الجوامیس صنف من البقر یضم بعضها الی بعض" ۔

"بھینس گائیوں کی ایک قسم ہے۔ایک نوع کو دوسری سے ملایا جائے گا۔"

اصحاب الحدیث اور بھینس

"اصحاب الحدیث یا اہل حدیث" کا لفظ تاریخ اسلام کے اندر دو معنوں میں استعمال ہوا ہے، (١) محدثین کا وہ گروہ جو روایت ودرایت کے لحاظ سے علم حدیث کی خدمت کرتا چلا آرہا ہے۔

(٢) بمعنی عامل بالحدیث: یہ برصغیر کی اصطلاح ہے، جو یہاں کے جامد ومتعصب مقلدین

کے مقابلے میں قرآن وسنت ومنہج اسلاف کی روشنی میں دلیل کی بنیاد پر مسائل کو اختیار کرنے کی دعوت پر مشتمل ہے۔یعنی یہ لوگ خود کو محدثین کے فقہی مسلک کی جانب منسوب کرنا پسند کرتے ہیں، چاہے علم حدیث کے ساتھ مشغول ہوں یا نہ۔

مذکورہ بالا دونوں اصطلاحات میں سے جو بھی اختیار کی جائے یا مراد لی جائے بھینس کو "بقر" کی ایک نوع شمار کرنے میں برصغیر کے کچھ اصحاب الحدیث کے سوا باقی تمام امت کے اصحاب الحدیث اجماع امت کے ساتھ شامل ہیں، کتاب ھذا کی مدد سے ان کی فہرست بہ آسانی تیار کی جا سکتی ہے، مگر طوالت کے خوف سے ہم اس فہرست کو نظر انداز کرتے ہیں۔

فقہ مقارن اور بھینس

شیخ سید سابق :

دورجدید کے مشہور عالم فضیلۃ الشیخ سید سابق اپنی مشہور کتاب "فقہ السنۃ" ج : ١ ، ص : ٢٩٤ زکوۃ البقر" کے ذیل میں بصورت حاشیہ لکھتے ہیں :

"ویشمل الجاموس"

"اور لفظ بقر جاموس کو بھی شامل ہے"

"الفقہ علی المذاہب الاربعۃ" :

"الفقہ علی المذاہب الاربعۃ" (جو تقریباً حال ہی میں لکھی گئی ہے) اس کے ج : ١ ، ص : میں شافعی لوگوں کے مسلک کے مطابق قربانی کے عیوب اور صحت کی شرطیں ذکر کرتے ہوئے یوں لکھا ہے:

"وتصح البقر والجاموس اذا بلغ سنتین کاملتین"

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جب گائے اور بھینس مکمل دو سال کی ہو جائیں تو قربانی میں درست ہیں۔"

" الفقه الاسلامی وادلته " :

" اتفق الفقهاء عملا بحديث معاذ على ان نصاب البقر ومثله الجاموس ثلاثون "(الفقه الاسلامی وادلته، ج : ۲، ص : ۸۴۲)

"حضرت معاذ رضی اللہ عنہ والی حدیث پر عمل کرتے ہوئے سب فقہاء اس پر متفق ہیں کہ گائے کا نصاب اور اسی طرح بھینس کا تیس ہے۔"

"الموسوعة الفقهية " :

دور جدید کے کچھ علماء نے اسلامی فقہ کے ذخیرہ کو ایک کتاب کی شکل میں جمع کیا ہے، اور اس کا نام (الموسوعة الفقهية) (فقہ کا انسائیکلوپیڈیا) رکھا ہے، اس میں لکھا ہے:

" اجمع الفقهاء على ان الابل والبقر والغنم هي من الاصناف التي تجب فيها الزكوة " ۔ (الموسوعة الفقهية ج : ۲۳، ص: ۲(۵)۲

"تمام فقہاء اس پر متفق ہیں کہ اونٹ گائے بھیڑ بکری ہی وہ اجناس ہیں جن میں زکوۃ فرض ہے۔"

دوسری جگہ لکھتے ہیں :

" كل جنس من الابل والبقر والغنم ينقسم الى نوعين ، الابل نوعان : العراب : وهي الابل العربية ، وهي ذات سنام واحد ، والبخاتي ، جمع البختية ، وهي ابل العجم والترك ، وهي ذات سنامين ، والبقر نوعان : البقر المعتادة والجواميس ، والغنم اما ضان وهي ذات الصوف ، واحدتها ضائنة ، واما معز ، وهي ذات الشعر ، واحدتها

عنز ، والذكر تيس ، ويقال للذكر والانثى من الضان والمعز شاة ،" (الموسوعة الفقهية، ج : ۲۳، ص: ۲۵۹)

"ابل، بقر، غنم میں سے ہر ایک کی دو دو انواع ہیں۔ اونٹ کی دو انواع ہیں۔ عراب، اور یہ عربی اونٹ ہیں، ان کی ایک کوہان ہوتی ہے، بخاتی، بختية کی جمع، اور یہ عجمیوں اور ترکیوں کا اونٹ ہے۔ اس کی دو کوہانیں ہوتیں ہیں، اور گائے کی دو انواع ہیں۔ (۱)...... معروف گائے۔ (۲)...... اور بھینس۔ اور "غنم" سے مراد یا بھیڑ ہے، جو اون والی ہوتی ہے۔ اس کا واحد مونث "ضائنة" ہے۔ یا مراد بکری ہے، جو بالوں والی ہوتی ہے، اس کا واحد مونث عنزة (بکری) ہے۔ اور مذکر "تیس" (بکرا۔) بھیڑ و بکری میں سے ہر ایک کے مذکر و مونث (سب) کو "شاة " کہا جاتا ہے۔"

ایک اور مقام (ج : ۵، ص : ۸۱) میں قربانی کے صحیح ہونے کے شرائط ذکر کرتے ہوئے یوں مرقوم ہے :

" النوع الاول شروط الاضحية فى ذاتها ، الشرط الاول ، وهو متفق بين المذاهب ، ان تكون من الانعام وهي الابل عرابا كانت او بخاتي ، والبقر الاهلية ومنها الجواميس ...... الخ"

"(شرائط قربانی کی) پہلی قسم ان شرطوں سے متعلق ہے جو خود قربانی (کے جانوروں) کی ذات میں ہیں۔ پہلی شرط جو تمام مذاہب میں اتفاقی ہے۔ یہ ہے کہ قربانی انعام (مویشیوں) سے ہو۔ اور "انعام" میں، اونٹ بھی شامل ہے چاہے عربی ہو یا فارسی، اور گھریلو گائے بھی شامل ہے، اور اسی (گھریلو گائے) میں سے بھینس بھی ہے۔"

لیجئے یہاں تو بھینس کی قربانی کے جائز ہونے پر بھی ساری امت کا اتفاق

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھا ہوا ہے۔

نوٹ: اس سلسلہ میں اہل بدعت میں سے اصحاب اعتزال اور ان سے متاثرین بھی اھل السنۃ کے شانہ بشانہ شامل ہیں، جیسا کہ علامہ جاحظ، علامہ زمخشری اور مولانا امین احسن اصلاحی کی عبارتوں سے اس کی تائید ہورہی ہے۔ تفصیلات اسی کتاب میں کچھ پہلے گزر چکی ہیں۔ اور کچھ "ائمہ لغت اور بھینس" کے ضمن میں آرہی ہیں، ان شاء اللہ۔

ائمہ لغت اور بھینس

تا حال جو وسائل دستیاب ہوسکے، ان کی مدد سے آئمہ تابعینؒ، تبع تابعینؒ، محدثین وفقہاء کے اقوال نقل کردیے ہیں۔ اور صاحب "مرعاۃ" نے (ج : ۵، ص : ۱۵۱) وغیرھم کا لفظ استعمال کرکے یہ اشارہ کیا ہے کہ کچھ دیگر آئمہ کرام بھی ہیں جو زکوٰۃ کے معاملہ میں بھینس کو گائے میں شامل کرتے ہیں۔

اب اپنے محدود وسائل کے تحت آئمہ لغت کی جو تصریحات مل سکی ہیں وہ حاضر خدمت ہیں۔

علامہ زمخشریؒ :

بلاغت ولغت میں پوری دنیائے خلف کے امام علامہ جار اللہ زمخشریؒ فرماتے ہیں۔

"اشراف السباع ثلاثة . الاسد، والنمر، والببر، واشراف البهائم ثلاثة ، الفيل والكركدن والجاموس".

(حیوۃ الحیوان نئی طبع، ج : ۱، ص : ۲۰۹)

"سردار درندے تین ہیں۔ شیر، چیتا، ببر شیر، اور سردار چوپائے بھی تین ہیں۔ ہاتھی، گینڈا اور بھینس۔"

ب: پھر تو آپ ہاتھی اور گینڈے کی بھی قربانی کریں گے؟

ج: وہ کیسے؟

ب: کیونکہ آپ کے بقول یہ دونوں افضل چوپایوں میں سے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ آپ یہی ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ افضل جانوروں کی قربانی ہونی چاہیے۔

ج: قربانی کے لئے جانور کا صرف افضل ہونا کافی نہیں، بلکہ حلال ہونا بھی شرط ہے اور پھر پالتو "بهيمة الانعام" میں ہونا بھی ضروری ہے۔ یعنی گھریلو مویشی جانور ہونا۔ یہ دونوں جانور پالتو جانوروں میں شمار نہیں ہوتے، کیونکہ اگر ہاتھی سدھانے کے بغیر پالتو ہوتا تو اسے ہر کوئی پال لیتا۔ لیکن بادشاہوں، امراء اور چڑیا گھروں کے سوا عام گھروں میں اس کا پالا جانا معروف نہیں۔

اور گینڈے کے متعلق سب کو معلوم ہے کہ وہ (وحشی) جنگلی جانور ہے۔ جبکہ قربانی میں کچھ گھریلو جانور اختیار کیے گئے ہیں۔ اور آئمہ کرامؒ نے واضح لکھا ہے کہ گھریلو حلال مویشیوں میں بھینس بھی شامل ہے۔

ب: کیا علامہ زمخشری بھینس کو "بقر" میں شامل نہیں کرتے؟

ج: ضرور شامل کرتے ہیں۔ مگر بھینس کو افضل اور معروف گائے کو دوسرے درجے میں سمجھتے ہیں۔ چنانچہ اسی کتاب "حيوة الحيوان" کے مذکورہ بالا صفحہ میں چند سطریں بعد لکھا ہے:

" ومنها العراب ، وهي جرد ، ملس الالوان".

(حیوۃ الحیوان، ج : ۱، ص : ۲۰۹)

"اور "جاموس" کی ایک عربی نسل بھی ہے۔ اور وہ بالوں کے بغیر، چمکیلے رنگ والی ہوتی ہے۔"

"ومنها" میں غائب کی ضمیر "جاموس" کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ کچھ "جواميس" (بھینسیں) عربی نسل والی بھی ہوتی ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں:

1 عربی بھینس سے مراد گائے ہو۔

2 بھینس کی عربی نسل مراد ہو۔

اگر گائے مراد لیں تو ماننا پڑے گا کہ علامہ زمخشری ؒ کے نزدیک گائے بھی بھینس کی ایک قسم ہے۔اور بھینس کی عربی نسل مراد ہو تو ماننا پڑے گا کہ بھینس کا بھی عربی دنیا میں ضرور وجود ہے۔اور عربی لوگ اسے سمجھتے بھی "بقر" ہی کی ایک قسم ہیں۔

" وهي جرد ملس الالوان "میں "هي" کا قریبی مرجع "العراب" ہے،اور دور کا مرجع مطلق "جاموس" بھی ہو سکتا ہے۔

پہلے مرجع کے مطابق ترجمہ یوں ہوگا کہ عربی نسل والی "جاموس" کا رنگ ملائم یعنی چمکیلا ہوتا ہے۔اور اس کے جسم پر بال نہیں ہوتے۔اور دوسرے مرجع کے مطابق ترجمہ یوں ہوگا کہ "جاموس" ملائم (چمکیلے) رنگ والی ہوتی ہے۔اس کے جسم پر بال نہیں ہوتے۔ چاہے وہ "جاموس" عربی ہو یا عجمی۔دونوں صورتوں میں مطلب صاف ظاہر ہے۔کیونکہ ہر کوئی جانتا ہے کہ جوانی میں بھینس کے بال گر جاتے ہیں اور اس کا جسم چمکیلا اور ملائم ہو جاتا ہے۔

ب: علامہ زمخشری تو معتزلی ہیں۔معتزلی کا قول حجت کیسے ہو سکتا ہے؟

ج: معتزلہ عقیدے کے لحاظ سے ایک مبتدع فرقہ ہے۔ہم تو عربی لغت کے متعلق بحث کر رہے ہیں نہ کہ عقیدے کے متعلق۔اور لغت میں ساری دنیا علامہ زمخشری کو حجت مانتی ہے۔

علامہ جاحظ ؒ :

صاحب "حيوة الحيوان" نے علامہ جاحظ ؒ کا قول یوں نقل کیا ہے۔

" قال الجاحظ : الجواميس ضان البقر . وهذا يقتضي انها اطيب وافضل من العراب حتى انها تكون مقدمة عليها

في الاضحية كما يقدم الضأن فيها على المعز " .

(حيوة الحيوان ، ج : ١ ، ص ۴۹)

" علامہ جاحظ فرماتے ہیں: بھینس بھیڑ صفت گائے ہے۔اس بات کا تقاضا یہ ہے کہ بھینس عربی گائے سے زیادہ عمدہ اور افضل ہے۔یہاں تک کہ جس طرح قربانی میں بھیڑ کو بکری پر فوقیت دی جاتی ہے اسی طرح بھینس کو عربی گائے پر فوقیت ہوگی۔"

لیجئے علامہ زمخشری کی طرح علامہ جاحظ بھی بھینس کو گائے سے افضل سمجھ رہے ہیں۔علامہ جاحظ نے تو بھینس کی قربانی گائے سے بھی افضل مانی ہے۔

ب: علامہ جاحظ ؒ کے مذکورہ بالا قول کا کیا مطلب ہے؟

ج: مطلب یہ ہے کہ جس طرح لفظ "غنم" بھیڑ، دنبے اور بکری سب پر بولا جاتا ہے، اسی طرح لفظ "بقر" گائے کی تمام اقسام اور بھینس کی تمام اقسام پر بولا جاتا ہے۔پھر جو موٹی موٹی عمومی صفات بھیڑ میں پائی جاتی ہیں وہی صفات عموماً بھینس میں بھی موجود ہیں۔اور جو صفات بکری میں ہیں وہی عمومی صفات گائے میں بھی پائی جاتی ہیں تو جس طرح "غنم" کی دو انواع ہیں اسی طرح "بقر" کی بھی دو انواع ہیں: گائے اور بھینس۔یا دوسرے لفظوں میں یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ایک بکری صفت گائے اور دوسری بھیڑ صفت گائے ہے۔

ب: بکری کو گائے سے اور بھیڑ کو بھینس سے، ملانا (یا اس کے برعکس کرنا) کیسا ہے؟ حالانکہ یہ دونوں الگ الگ جنسیں ہیں۔

ج: اس کا اندازہ دونوں جنسوں کے تقابلی تجزیے سے ہو سکتا ہے۔مثلاً

بھیڑ اور بھینس، بکری اور گائے کا تقابلی جائزہ :

(ا)...... بھیڑ کا دودھ بکری کے دودھ سے اور بھینس کا دودھ گائے کے دودھ سے زیادہ گاڑھا، چکنا، گھی اور چربی والا ہوتا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲)...... بھیڑ کی کھال بکری کی کھال سے اور بھینس کی کھال گائے کی کھال سے زیادہ موٹی ہوتی ہے۔

(۳)...... بھیڑ بکری سے اور بھینس گائے سے زیادہ سست ہوتی ہے۔

(۴)...... بکری بھیڑ سے زیادہ چالاک وعقلمند اور گائے بھینس سے زیادہ چالاک اور عقل مند ہوتی ہے۔

(۵)...... مینڈھا بکرے سے اور بھینسا بیل سے زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ پانچ ایسی بڑی بڑی صفات ہیں جن میں بھیڑ اور بھینس، بکری اور گائے آپس میں مشترک ہیں، اسی وجہ سے علامہ جاحظؒ نے گائے کو بکری سے اور بھینس کو بھیڑ سے ملایا ہے۔

ب: یہ تو علامہ جاحظؒ کا قیاس ہے، اور قیاس نص شرعی کے مقابلہ میں حجت نہیں ہوتا۔

ج: **پھلی بات** تو یہ ہے کہ یہ علامہ جاحظؒ کا قیاس نہیں، بلکہ حقائق کا اظہار ہے۔

دوسری بات یہ کہ اگر یہ قیاس بھی ہے، تو یہ کسی بھی شرعی نص کے خلاف نہیں۔ جس نص (بقر) کے خلاف آپ نے اسے ثابت کرنا ہے یہ تو اسی کا حصہ اور جزء ہے نہ کہ کوئی دوسری جنس۔

تیسری بات یہ ہے کہ قیاس شرعی جب تک کسی شرعی نص کے خلاف نہ ہو وہ حجت ہوتا ہے۔ چونکہ علامہ جاحظؒ کا یہ قیاس نص شرعی (بقر) کی وضاحت اور تائید میں ہے لہٰذا قابل قبول ہے۔ الا یہ کہ اس کے خلاف کوئی قوی دلیل آجائے۔

چوتھی بات یہ کہ علامہ جاحظؒ پر اعتراض تب ہو سکتا تھا کہ اگر وہ کبھی بھینس کو "بقر" کی نوع قرار دیتے۔

ب: جب بھینس عربوں میں زیادہ معروف ہی نہیں تھی۔ تابعین سے پہلے اس کا تذکرہ ہی نہیں ملتا تو علامہ جاحظؒ نے بھینس کو گائے سے کیسے افضل بنا دیا؟

ج: بھینس گائے سے افضل کیسے؟

علامہ جاحظؒ نے بھینس کو بھیڑ کے ساتھ اور گائے کو بکری کے ساتھ ملایا ہے۔ اور بھیڑ کا بکری سے افضل ہونا احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ مثلاً

1 ((عن انسؓ قال ضحی رسول الله ﷺ بكبشين املحين اقرنين)) (بخاری، کتاب الاضاحی، باب: ١٤، التکبیر عند الذبح، ح: ٥٥٦٥)

"حضرت انسؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے دو چت کبرے، سینگوں والے مینڈھے ذبح فرمائے۔"

2 ((عن مجاشع من بني سليم ان رسول الله ﷺ كان يقول: ان الجذع يوفي مما يوفي منه الثني))

(ابن ماجه، ح: ٣١٤٠، ابو داود، ح: ٢٧٩٩)

"مجاشع بن شداد، بنو سلیم والے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے (عام جانوروں کے) دو دانتے کی طرح بھیڑ کا کھیرا مینڈھا کافی ہو جاتا ہے (جس پر سال کا اکثر حصہ گزر چکا ہو)"

3 ((عن ابي هريرةؓ قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: نعمت الاضحية الجذع من الضان))

(ترمذی، ابواب الاضاحی، باب فی الجذع من الضان فی الاضاحی، ح: ١٤٩٩)

"ابو ہریرہؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا: بہترین قربانی کا جانور بھیڑ کا کھیرا مینڈھا ہے"۔

استدلال:

پہلی فعلی حدیث اور اسی طرح کی باقی فعلی حدیثوں نے ثابت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے زیادہ تر قربانی میں بھیڑ ذبح فرمائی ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کا انتخاب سب سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے بھیڑ کے جذع (کھیرے مینڈھے) کی ایک انداز میں تعریف فرمائی ہے کہ دیکھو: باقی جانور جب تک دو دانتے نہ ہوں قربانی میں جائز نہیں ہوتے۔ مگر کھیرے مینڈھے میں اللہ تعالیٰ نے یہ خوبی رکھی ہے کہ یہ دو دانتا ہوئے بغیر بھی قربانی میں جائز ہے۔

اور تیسری حدیث میں تو واضح الفاظ میں آپ ﷺ نے مینڈھے کو بہترین قربانی کا جانور قرار دیا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ بھیڑ میں ایسی اونچی صفات پائی گئی ہیں، جن کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اسے باقی تمام جانوروں سے بہتر قربانی کا جانور قرار دیا ہے۔

اور بھینس میں بھی وہی بنیادی خصوصیات موجود ہیں جن کی وجہ سے بھیڑ افضل قرار پائی ہے۔ لہٰذا جس طرح بھیڑ بکری وغیرہ سے افضل ہے، اسی طرح اپنی فطرت و خصوصیات کے لحاظ سے بھینس گائے وغیرہ سے افضل ہے۔ الا یہ کہ اس سے زیادہ قوی دلیل آجائے جو اس کی نفی کرے۔

ب: تمام اطباء بھینس کے دودھ اور گھی کو پسند نہیں کرتے۔ بلکہ ہر جگہ گائے کا دودھ اور گھی ہی استعمال کرنے کا مشورہ دیتے ہیں تو پھر بھینس گائے سے افضل کیسے؟

ج: اطباء کی یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔ کیونکہ بھینس کا دودھ اور گھی بھاری، چربی والا، ریح و سستی پیدا کرنے والا، زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔ جبکہ گائے کا دودھ و گھی ہلکا، جلدی ہضم ہونے والا، چستی پیدا کرنے والا ہوتا ہے۔ یعنی علاج معالجہ میں اس کے اندر شفاء غالب ہے۔

مگر اس کے مقابلہ میں یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر بھینس کے دودھ اور گھی سے منع کیا جاتا ہے، تو بھینس کا گوشت کھانے کی ہدایت کی جاتی ہے، اور گائے کا گوشت کھانے سے منع کیا جاتا ہے۔

کیونکہ گائے کے گوشت میں بھینس کے دودھ و گھی والی صفات پائی جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے بھینس کے دودھ و گھی کو گائے کے گوشت سے ملا کر اور بھینس کے گوشت کو گائے

کے دودھ و گھی سے ملا کر معاملہ برابر کر دیا ہے۔ البتہ بھینس کو گائے پر اس لئے فوقیت ہے کہ بھینس کا دودھ، گھی اور گوشت گائے کے مقابلہ میں انسان کی غذائی ضروریات زیادہ پوری کرتا ہے۔ اس میں طاقت کا حصول زیادہ ہے۔ لہٰذا بھینس بہتر ہے۔

رہا علاج معالجے کا معاملہ، تو ظاہر ہے کہ اصل اور افضل صحت ہے۔ غذا دوا سے افضل ہے۔ دوا اور مرض عارضی اور طبعاً غیر پسندیدہ ہیں۔ صرف مجبوری کے وقت ان کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

بکری پر بھیڑ کی فضیلت کے مزید دلائل :

نوٹ : آج ۲۵، اکتوبر ۲۰۰۰ء سے تقریباً سوا دو سال پہلے ستمبر ۱۹۹۸ء میں جب یہ کتاب لکھی گئی تھی تو اس وقت علامہ جاحظؒ کی کتاب "کتاب الحیوان" میسر نہ تھی۔ اب الحمد للہ کتاب سامنے ہے۔ لہٰذا بھیڑ و بھینس کی فضیلت اور لفظ "جاموس" کی تحقیق کے سلسلہ میں علامہ جاحظؒ کی تحریروں کی روشنی میں مزید معلومات کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ جب کہ سابقہ معلومات اس ناچیز پر محض اس کے رحیم و کریم رب العالمین کے فضل و کرم کا نتیجہ ہیں۔

بھیڑ کی فضیلت کے شرعی دلائل :

1 " قال صاحب الضان : قال اللّٰہ تعالیٰ ﴿ثمنية ازواج من الضان اثنين ومن المعز اثنين﴾ (الانعام : ۱۴۳) فقدم ذكر الضان ." (كتاب الحيوان، ج : ٥، ص : ٤٥٥)

"بھیڑ کی فضیلت بیان کرنے والا کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿۸ نر مادہ، دو بھیڑوں میں سے اور دو بکریوں میں سے﴾ تو اللہ تعالیٰ نے بھیڑ کا تذکرہ پہلے فرمایا ہے (جو اس بات کی دلیل ہے کہ بکری سے بھیڑ افضل ہے۔)"

2 " وقال عزوجل : ﴿وفديناه بذبح عظيم﴾ (الصافات : ۱۰۸) قد اجمعوا على انه كبش . ولا شيء اعظم مما عظم الله ومن شيء فدى به النبي ". (ايضاً)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (اور ہم نے بہت بڑی قربانی کے ساتھ اس (اسماعیل علیہ السلام) کا فدیہ دیا۔) سب مفسرین متفق ہیں کہ اس (فدیہ) سے مراد مینڈھا ہے۔تو جس چیز کو اللہ تعالیٰ عظمت بخشے اور جو چیز ایک نبی کا فدیہ بنے اس سے کوئی اور چیز افضل نہیں ہوسکتی"۔

3 "وقال تعالى ﴿ان هذا اخي له تسع وتسعون نعجة ولي نعجة واحدة﴾ (سورة، ص : ۲۳) ولم يقل : ان هذا اخي له تسع وتسعون عنزا، ولي عنز واحدة، لان الناس يقولون : كيف النعجة ؟ يريدون الزوجة" . (ایضاً)

"اللہ تعالیٰ کا مزید فرمان ہے (یقیناً یہ میرا بھائی ہے، اس کی ننانوے دنبیاں ہیں۔اور میری ایک دنبی ہے) اور اللہ تعالیٰ نے یوں نہیں فرمایا کہ یقیناً یہ میرا بھائی ہے، اس کی ننانوے بکریاں ہیں۔اور میری ایک بکری ہے۔کیونکہ لوگ (ایک دوسرے سے اس کی بیوی کا حال پوچھتے ہیں تو) کہتے ہیں کہ "دنبی کیسی ہے؟" اور مقصود بیوی ہوتی ہے۔(اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بھیڑ و دنبی افضل ہے)

4 "وتسمى "المها" من بقر الوحش نعاجا، ولم تسم بعنز، وجعله الله عزوجل سنة في الاضاحي، والكبش للعقيقة، وهدية العرس . وجعل الجذع من الضان كالثني من المعز في الاضحية . وهذا ما فضل الله به الضان في الكتاب والسنة" . (كتاب الحيوان، ج : ٥، ص : ٤٥٦-٤٥٧)

"اور جنگلی گائیوں میں سے نیل گائے کو دنبی کہا جاتا ہے نہ کہ بکری۔اللہ تعالیٰ نے اسے (دنبے کو) عیدالاضحیٰ کی قربانی میں اور مینڈھے کو عقیقہ میں اور شادی کے تحفے (ولیمہ) میں مسنون بنایا ہے۔عیدالاضحیٰ والی قربانی میں بھیڑ کے کھیرے مینڈھے یا چھترے کو (جس پر سال کا اکثر حصہ گزر چکا ہو) بکری کے دو دانتے

جانور کے برابر قرار دیا ہے۔یہ وہ فضیلت ہے جو اللہ تعالیٰ نے کتاب وسنت میں مینڈھے (اور دنبے) کو عطا فرمائی ہے۔"

نوٹ : علامہ جاحظؒ نے جو یہ فرمایا ہے کہ دنبے کو عیدالاضحیٰ والی قربانی میں مسنون بنایا گیا ہے، تو یہ بات اس صورت میں درست ہوسکتی ہے کہ اگر "کبش" کا معنی دنبہ کیا جائے مگر "کبش" کا معروف معنی مینڈھا ہے، دنبہ اس کے ضمن میں آتا ہے۔لہٰذا علامہ جاحظؒ کی یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی۔واللہ اعلم

5 "وقال الله عزوجل : ﴿ومن اصوافها واوبارها واشعارها﴾ (النحل : ٨٠) **فقدم الصوف**" (كتاب الحيوان، ج : ٥، ص : ٤٥٩)

"اور ان مویشیوں (بھیڑ و دنبے) کی اون سے اور ان مویشیوں (اونٹوں) کی اون سے اور ان مویشیوں (بکریوں) کے بالوں سے (سامان اور ایک وقت مقررہ تک فائدہ بخش بنایا۔) تو اللہ تعالیٰ نے بھیڑوں کی اون کا سب سے پہلے ذکر فرمایا ہے (جو بھیڑوں کے افضل ہونے کی دلیل ہے۔")

بھیڑ کی فضیلت کے مشاہداتی دلائل :

1 "والبركة والنماء والعدد في الضان" . (كتاب الحيوان، ج : ٥، ص : ٤٥٢)

"برکت، بڑھوتی اور تعداد (کی کثرت) بھیڑوں (اور دنبیوں) میں ہے۔"

2 "وقال وفضل الضان على المعز : ان الصوف اغلى واثمن واكثر قلما ...... ولبن الضان اطيب واخثر وادسم، وزبده اكثر ورئوس الضان الشعرية هي الطيبة المفضلة، ورئوس المعز ليس عندها طائل" . (كتاب الحيوان، ج : ٥، ص : ٤٥٢، ٤٥٧)

"بھیڑ کو فضیلت دینے والا کہتا ہے کہ بکری پر بھیڑ کی فضیلت اس وجہ سے (بھی) ہے کہ اس کی اون زیادہ مہنگی اور قیمتی ہے۔اور زیادہ قدر والی ہوتی ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

......اور (اس وجہ سے بھی فضیلت ہے کہ) بھیڑ کا دودھ زیادہ عمدہ، گاڑھا، زیادہ چکنائی والا، اور اس کا مکھن زیادہ ہوتا ہے۔ اور بھیڑ کی اونٹوں والی سریاں ہی بڑی عمدہ اور فضیلت والی ہوتی ہیں، اور بکریوں کی سریوں میں کوئی خاص فائدہ نہیں ہوتا"۔

3 "والشواء المنعوت شواء الضان، يصير كله اهالة، اوله واخره. والمعز يبقىٰ شحمه على حاله، وكذالك لحمه، ولذالك صار الخبازون الحذاق قد تركوا الضان، لان المعز يبقي شحمه ولحمه، فيصلح ان يسخن مرات، فيكون اربح للعرس، والكباش للهدايا والنطاح، فتلك فضيلة للنجدة". (ايضاً، ج: ٥، ص: ٤٥٧)

"اچھی بھنائی (روسٹنگ) بھیڑ کی بھنائی ہے۔ اس کا اول آخر سب پگھل جاتا ہے۔ بکری کا گوشت اور اسی طرح اس کی چربی اپنی حالت پر باقی رہتی ہے۔ اسی وجہ سے (ہوٹلوں والے) ماہر (ہوشیار) خان ساموں نے بھیڑ کو چھوڑ دیا ہے۔ کیونکہ بکری کی چربی اور اس کا گوشت ویسے ہی باقی رہتے ہیں، جو بار بار گرم کئے جانے کے قابل رہتے ہیں۔ تو شادی، (اور ہوٹلوں) کے لئے یہ چیز زیادہ نفع آور ہوتی ہے۔ مینڈھے لڑنے اور تحفوں کے لئے ہوتے ہیں۔ تو یہ مینڈھے کے عمدہ ہونے کی حیثیت سے اس کی فضیلت ہے"۔

بھینس گائے ہی کی ایک قسم ہے :

1 "والبقر على قسمين: احداهما الجواميس. الا ما كان بقر الوحش". (كتاب الحيوان، ج: ٣، ص: ١٦٣)

"گائے کی دو قسمیں ہیں۔ ان میں سے ایک بھینس بھی ہے۔ لیکن جنگلی گائے اس میں شامل نہیں"۔

2 "وقول من زعم: ان الجواميس بقر، وان الخيل حمر

. اقرب الى الحق من قولكم وقول من زعم: ان الجواميس ضان البقر. والبقر ضان ايضاً ولذالك سموا بقر الوحش نعاجا كانهم ابتغوا اتفاق الاسماء". (ايضاً، ج: ٦، ص: ١٨٦)

"اور اس آدمی کا قول، جو کہتا ہے کہ بھینس گائے اور گھوڑا گدھا ہے، تمہارے قول اور اس آدمی کے قول کے مقابلہ میں حق سے زیادہ قریب ہے جو کہتا ہے کہ بھینس گائے نما بھیڑ ہے۔ اور خود گائے بھی بھیڑ ہے۔ اور اسی وجہ سے اہل عرب گائے کو جنگلی دنبہ کہتے ہیں۔ گویا کہ انہوں نے ناموں کا اتفاق تلاش کیا ہے"۔

وضاحت :

یعنی کچھ لوگ کہتے ہیں کہ بھینس گائے کی ایک نسل اور گھوڑا گدھے کے قریب کی ایک نسل ہے۔ اور ان لوگوں کی بات حق سے زیادہ قریب ہے۔ اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ گائے بھیڑ کی ایک نسل ہے۔ اور بھینس گائے نما بھیڑ ہے۔ اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ اہل عرب گائے کو جنگلی دنبہ کہتے ہیں تو ظاہر ہے کہ گائے بھیڑ کی ہی ایک نوع ہے تو اسے دنبہ کہتے ہیں۔ ورنہ یہ بات فضول محض ہے۔

مگر علامہ جاحظؒ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کی بات درست نہیں۔ کیونکہ یہ دونوں الگ الگ انواع ہیں۔ اور اہل عرب کا گائے کو جنگلی دنبہ کہنا محض ناموں کا اتفاق تلاش کرنا مقصود ہے۔ اور بس۔

ب: جب گھوڑا گدھا ہے تو پھر اسے بھی حرام ہونا چاہیے۔ کیونکہ گدھا حرام ہے۔

ج: اگر یہ دیکھیں کہ گھوڑا گدھے کی طرح لید کرتا ہے، اوپر نیچے والے دانت رکھتا ہے، دونوں کی ایک دوسرے سے نسل چلتی ہے، جس کے نتیجے میں خچر پیدا ہوتا ہے، دونوں جگالی نہیں کرتے، دونوں کا چارہ تبدیل کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے، جو کسان لوگ جانتے ہیں۔ تو ان لوگوں کی بات درست معلوم ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ گدھے کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح گھوڑا بھی حرام یا کم از کم مکروہ ہے۔

مگر ایک تو گھوڑے کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ گھوڑے کی پیشانی کے بالوں میں قیامت تک کے لئے خیر رکھ دی گئی ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب الخیل معقود فی نواصیها الخیر الی یوم القیامة، ح : ٢٨٤٩)

اور گدھے کے متعلق فرمایا ہے یہ پلید ہے :

(صحیح البخاری، کتاب الذبائح والصید، باب تحریم لحوم الحمر الاهلية، ح : ٥٥٢٨)

اور دوسرا یہ کہ آپ ﷺ نے گھوڑا کھانے کی اجازت مرحمت فرمائی اور گھریلو گدھا کھانے سے منع فرمایا۔ (بخاری، ح : ٥٥١٩ ، مسلم، ح : ٥٠٢٢ ، نسائی ، ح : ٤٣٣٢)

تیسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے گدھے کی آواز کو تمام جانوروں کی آواز سے بدترین آواز قرار دیا ہے(سورۃ لقمن : ١٩) اور قرآن مجید سے نفرت کرکے بھاگنے والے کافروں کو شیروں سے ڈر کر بھاگنے والے گدھوں سے تشبیہ دے کر کافروں (اور ضمناً گدھوں) کی مذمت فرمائی ہے(سورۃ المدثر : ٥١)

جب کہ "سورۃ العادیات " میں گھوڑوں کی بہادری، وفاداری اور مالک کی خاطر اپنی جان تک کو قربان کرنے سے دریغ نہ کرنا جیسی عالی صفات بیان فرما کر گھوڑے میں ودیعت رکھی جانے والی خیر کثیر کا اظہار فرمایا ہے، اور ظاہر ہے کہ گھوڑے اور گدھے کی مذکورہ بالا صفات میں زمین وآسمان کا فرق ہے تو گھوڑے کو گدھے جیسا کیسے قرار دیا جاسکتا ہے؟

ب: بعض احادیث میں آیا ہے کہ گھوڑا حرام ہے۔

ج: واقعتاً گھوڑے کی حرمت کے متعلق بعض احادیث وارد ہیں، جن میں سے بعض ضعیف،

بعض حسن، اور بعض صحیح ہیں۔ مگر ان کے مقابلہ میں بخاری ومسلم کی احادیث زیادہ صحیح ہیں جن میں گھوڑے کا حلال ہونا بیان فرمایا گیا ہے

(تفصیل کے لئے دیکھو : فتح الباری ، ج : ٩ ، ص : ٦٥٠ ، باب لحوم الخیل ، کتاب الذبائح والصید)

توضیح اور راجح قول کے مطابق دونوں حدیثوں میں موافقت کی صورت یہ ہے کہ وہ احادیث جو گھوڑے کا حلال ہونا بیان کرتی ہیں ان میں (اذن ورخص)(یعنی نبی اکرم ﷺ نے گھوڑا کھانے کی اجازت اور رخصت عنایت فرمائی) کا لفظ آیا ہے، جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ پہلے گھوڑا کھانا حرام تھا، مگر اب اس کا حرام ہونا منسوخ ہو چکا ہے۔ ورنہ اجازت و رخصت کا لفظ فضول بنتا ہے یعنی گھوڑے کو بوقت ضرورت جائز اور مباح قرار دیا گیا ہے۔ اور اس طرح دونوں طرف کے دلائل میں موافقت پیدا ہوجاتی ہے، واللہ اعلم .

امام دمیریؒ :

امام دمیریؒ " حیوۃ الحیوان " میں لکھتے ہیں :

" البقر الاهلي : اسم جنس ، يقع على الذكر والا نثى . والجمع بقرات ...... وهي اجناس ، فمنها الجواميس . وهي اكثرها البانا واعظمها اجساما " . (حیوۃ الحیوان ، ج : ١ ، ص : ٢٠٨ تا ٢١٤)

"البقر الاهلی " کا لفظ اسم جنس ہے۔ مذکر ومونث دونوں پر بولا جاتا ہے۔ جمع بقرات ہے...... اس کی کئی جنسیں ہیں۔ ان میں سے ایک بھینس بھی ہے۔ جو سب سے زیادہ دودھ اور سب سے زیادہ بڑے جسم والی ہے۔"

امام دمیریؒ کا " فمنها ، اكثرها واعظمها " کی ضمیروں کو "بقر" کی طرف لوٹانا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ "جاموس" (بھینس) بھی "بقر" ہی کی ایک جنس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اور سب جنسوں سے بڑی ہے۔

ب: کچھ بیل اور کچھ گائیاں بھینسوں سے کافی بڑی دیکھی گئی ہیں۔تو پھر امام دمیریؒ کا یہ قول کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟

ج: امام دمیریؒ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ مجموعی طور پر بھینس گائے سے بڑی ہوتی ہے۔ ورنہ گائے اور بھینس دونوں میں بڑی چھوٹی نسلیں موجود ہیں۔

ب: مؤطا کے حاشیے اور دیگر آئمہ کرام کے آپ نے جتنے بھی حوالے دیئے ہیں۔ان میں "نوع من البقر" ہے،اور امام دمیریؒ نے "وھی اجناس" فرمایا ہے۔کونسی بات صحیح ہے؟

ج: اس ظاہری تضاد کو حل کرنے سے پہلے لفظ "نوع" اور "جنس" کی تعریف جاننا ضروری ہے۔چنانچہ اہل منطق کے ہاں لفظ "جنس" ان افراد پر بولا جاتا ہے جن کی حقیقتیں (اصلیتیں) مختلف ہوں۔اور لفظ "نوع" ان افراد پر بولا جاتا ہے جن کی حقیقت ایک ہو۔مثلاً لفظ حیوان گدھے گھوڑے، اونٹ وغیرہ سب کے لئے جنس ہے۔کیونکہ مذکورہ جانوروں میں سے ہر ایک کی حقیقتیں الگ الگ ہیں۔مگر لفظ حیوان سب کو شامل ہے۔

اور لفظ زید عمر، بکر، انسان کے افراد ہیں۔لہٰذا لفظ "انسان"، زید، عمر، بکر، وغیرہ کے لئے "نوع" ہے۔کیونکہ انسان کے تمام افراد کی حقیقت ایک ہے۔

اور اہل اصول فقہ کے نزدیک لفظ "جنس" ان افراد پر بولا جاتا ہے جن کی حقیقت تو ایک ہو، البتہ کیفیت مختلف ہو۔ اور لفظ "نوع" ان افراد پر بولا جاتا ہے جن کی حقیقت بھی ایک ہو اور کیفیت بھی ایک ہو۔ مثلاً لفظ "انسان" اہل اصول کے نزدیک "جنس" ہے۔ کیونکہ یہ مرد اور عورت دونوں پر بولا جاتا ہے۔ان دونوں کی حقیقت ایک ہے اور کیفیت مختلف ہے۔

اور یہ بھی واضح ہو کہ ان اصطلاحات کے مدون ہونے سے پہلے لفظ "جنس" و "نوع" ایک دوسرے کی جگہ پر استعمال ہوجایا کرتے تھے۔

اب جن لوگوں نے "جاموس" (بھینس) کو "نوع من البقر" کہا ہے، انہوں نے اہل منطق کی اصطلاح استعمال کی ہے، اور "اجناس" کہنے والوں نے اہل اصول کی اصطلاح استعمال کی ہے۔اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اجناس والے نے لغوی معنی استعمال کیا ہو۔لہٰذا انواع اور اجناس میں کوئی تعارض نہیں۔

لسان العرب :

علامہ جمال الدین ابوالفضل محمد بن مکرم ابن المنظور الافریقیؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب، "لسان العرب" مادہ "جمس" کے آخر میں لکھتے ہیں :

" الجاموس : نوع من البقر . دخيل وجمعه جواميس فارسي معرب وهو با لعجمية كواميش ".

"بھینس گائے کی ایک قسم ہے۔ عربی زبان میں یہ لفظ بعد میں شامل ہوا ہے۔اس کی جمع "جوامیس" ہے۔یہ فارسی سے عربی میں منتقل ہوا ہے، یہ لفظ عجمی (فارسی) زبان میں کوامیش ہے۔"

القاموس المحیط :

مجدالدین فیروزآبادیؒ اپنی مشہور کتاب "القاموس المحيط والقابوس الوسيط" مادہ "جمس" میں لکھتے ہیں :

" الجاموس (م) معرب كواميش (ج) الجواميس وهي جاموسة ".

" بھینس ایک معروف جانور ہے جو "کوامیش" کا معرب ہے۔جمع جوامیس اور واحد مونث "جاموسۃ" ہے"۔

تاج العروس :

قاموس کی مشہور شرح "تاج العروس لجواهر القاموس"

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مذکورہ بالا مقام کی شرح یوں مرقوم ہے :

"(الجاموس) نوع من البقر (م) معروف (معرب كواميش) وهي فارسية (ج الجواميس) قد تكلمت به العرب (وهي جاموسة) خالف هنا قاعدته وهي بـ "ها")

(تاج العروس ، ج : ٤ ، ص : ١٢٣) طبع مكتبه الحيوة بيروت)

"جاموس" (بھینس) گائے کی ایک قسم ہے (م) کا مطلب ہے معروف اور مشہور۔ یہ لفظ "کوامیش" کا معرب ہے، اور یہ فارسی لفظ ہے، جسے شعراء عرب نے بھی استعمال کیا ہے۔ واحد مونث کے لئے "جاموسة" ہے۔ مصنف قاموس نے یہاں پر اپنے عام قاعدے کے خلاف کیا ہے (یعنی وھی بہ "ھا" کے بجائے وضاحت کے ساتھ لفظ "جاموسة" بول دیا ہے۔)

کتاب جمهرة اللغة :

"وجاموس اعجمي . وقد تكلم به العرب قال الراجز رؤبة :

الاقهبين الفيل والجاموسا" .

(ج : ٣ ، ص : ٣٨٨) طبع حيدر آباد دكن (هندوستانی)

"جاموس عجمی لفظ ہے، جسے شعراء عرب نے اپنے کلام میں استعمال کیا ہے، رجز کے انداز میں اشعار پڑھنے والے رؤبة بن العجاج کا مصرع ہے :

دو موٹے تازے جانور ہاتھی اور بھینسا

لسان العرب ، قاموس ، تاج العروس وجمهرة اللغة کی عبارتوں سے درج ذیل باتیں واضح طور پر سامنے آتی ہیں۔

(۱)......بھینس ایک معروف جانور ہے جس کی تفصیلی خصوصیات واحکام بتانے کی ضرورت نہیں۔

(۲)......یہ فارسی لفظ کا معرب ہے۔ صحابہ کرامؓ کے آخری دور میں دوسری زبانوں کے الفاظ عربی زبان میں بہت زیادہ داخل ہونے شروع ہو گئے تھے۔ اسی وجہ سے بھینس کے لئے صحابہؓ سے کوئی دوسرا لفظ ثابت نہیں۔

(۳)......یہ "بقر" کی ہی ایک نوع ہے۔

(۴)......عربی ثقافت نے جس طرح فارسی اونٹ "بخت" فارسی لفظ (سجيل) وغیرہ کو قبول کیا ہے۔ اسی طرح لفظ "جاموس" کو بھی عربی ثقافت نے قبول کر کے اپنے شعری ادب میں جگہ دی ہے۔ اور اکثر امت نے اسے "بهيمة الانعام" و "بقر" میں شمار کیا ہے لہٰذا اسے بلا دلیل خارج کرنا نا انصافی ہے۔

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں اس کے عدم ذکر سے عدم وجود لازم نہیں آتا۔

القطر المحيط :

معلم بطرس بستانی البنانیؒ اپنی مشہور چھوٹی لغت "القطر المحيط" مادہ "جمس" میں لکھتے ہیں :

" الجاموس نوع من كبار البقر . يحب الماء والتمرغ في الاوحال (معرب) ج جواميس . الجاموسة انثي الجاموس)

"بھینس "بقر" (گائے) کی بڑی قسموں سے ایک قسم ہے، جو پانی اور کیچڑوں میں لیٹنا پسند کرتی ہے۔ یہ معرب لفظ ہے۔ اس کی جمع "جواميس"، مونث جاموسة اور مذکر جاموس ہے۔"

محيط المحيط :

یہی مصنف مذکور اپنی مطول لغت میں مزید وضاحت کے ساتھ لکھتے ہیں۔ زائد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفاظ یوں ہیں :

" معرب کاومیش ، باالفارسیة ، ومعناه بقر الماء " .

"یہ فارسی لفظ "کاومیش" کا معرب ہے، جس کا معنی ہے پانی کی گائے۔"

اقرب الموارد :

"اقرب الموارد فی فصح العربیة والشوارد" تالیف سعید الخواری الشرطونی ، ج : ۱ ، ص ۱۴۷ میں لکھا ہے:

"الجاموس ضرب من کبار البقر، یحب الماء والتمرغ فی الاوحال ، معرب "گاومیش" : بالفارسیة ، و معناه بقر الماء " .

"بھینس گائیوں کی بڑی اقسام میں سے ایک ہے، جو پانی اور کیچڑ میں لیٹنا پسند کرتی ہے ۔یہ فارسی لفظ (گاومیش) کا معرب ہے، جس کا معنی ہے پانی کی گائے"

وضاحت :

یہاں صاحب "محیط المحیط" و" اقرب الموارد" سے بھول ہوئی ہے کہ انہوں نے "کاومیش" یا" گاومیش" کا معنی" بقر الماء " کیا ہے ۔کیونکہ میری ناقص معلومات کے مطابق فارسی میں میش کا معنی پانی نہیں ۔اس کی مزید تفصیل لفظ "جاموس" کی تحقیق کے ذیل میں آرہی ہے ۔ان شاء اللہ

فاکهة البستان :

شیخ عبداللہ البستانی البنانی کی کتاب "البستان " کی تلخیص "فاکهة البستان

" وهو معجم لغوی لطلبة المدارس مختصر من البستان) طبع ، مطبع الامیر کانیة بیروت مادہ "جمس" میں یوں مرقوم ہے :

"الجاموس نوع من کبار البقر ، کلف الماء والتمرغ بالاوحال ، معرب کاومیش ، وقد تکلمت به العرب ، ج

جوامیس " .

"بھینس گائے کی بڑی قسموں میں سے ایک بڑی قسم ہے، جو پانی اور کیچڑوں میں کودنا اور لیٹنا پسند کرتی ہے ۔یہ "کاومیش" کا معرب لفظ ہے ۔اور شعراء عرب نے اسے اپنے کلام میں استعمال کیا ہے، اور جمع "جوامیس" ہے۔"

لاروس :

مشہور جدید لغت "لاروس" میں ہے:

"البقرة : واحد البقر : وھی حیوان اھلی من ذوات الظلف ، یستخدم للحرث والجر . ویغتذی بلبنه ولحمه ، وینتفع بجلده ...... وھی تشمل البقر والجاموس...... " .

"بقرۃ " ، "بقر " کا واحد ہے ۔یہ کھروالا گھریلو جانور ہے، جو کھیتی اور بوجھ کھینچنے کے لئے استعمال ہوتا ہے ۔جس کے دودھ اور گوشت سے غذا حاصل کی جاتی ہے، جس کے چمڑے سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے ....اور یہ لفظ گائے اور بھینس دونوں کو شامل ہے۔"

المنجد :

"(.........) الجاموس (ج) جوامیس (ح) من کبار البقر ، ومنه داجن " .

"جاموس " کی جمع "جوامیس " ہے، گائے کی بڑی قسموں میں سے ایک قسم کا جانور ہے ۔اور ایک قسم گھریلو پالتو بھی ہے ۔"

المعجم الوسیط:

دور حاضر کی سب سے آخر میں مرتب ہونے والی جدید ترین لغت "المعجم الوسیط "میں یوں لکھا ہے :

"البقر جنس من فصیلة البقریات ، تشمل الثور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والجاموس ، ويطلق على الذكر والانثىٰ ، ومنه المستأنس الذي يتخذ للبن والحرث ، ومنه الوحشي ، وبقر الماء حوت بحري يشبه البقر" .

"بقر" اپنے بقری خاندانوں میں سے ایک اسم جنس ہے۔ جو بیل اور بھینس دونوں کو شامل ہے ۔ یہ لفظ مذکر و مونث دونوں پر بولا جاتا ہے ۔اس کی ایک قسم گھریلو بھی ہے، جو دودھ اور کھیتی کے لئے رکھی جاتی ہے۔ اور ایک قسم جنگلی گائے بھی ہوتی ہے۔اور پانی والی گائے سے مراد ایسی مچھلی ہے جو گائے کے مشابہ ہوتی ہے۔"

اسی کتاب میں لفظ "جاموس" کے تحت یوں لکھا ہے :

"الجاموس : حيوان اهلي من جنس البقر ، والفصيلة البقرية ، ورتبة ، مزدوجات الا صابع ، المجترة ، يربي للحرث ودر اللبن . ج جواميس" .

"بھینس ایک گھریلو جانور ہے ۔ جو گائے کی جنس اور قبیلے سے تعلق رکھتا ہے ۔ جس کی انگلیاں معمولی فاصلے کے ساتھ ملی ہوتی ہیں جگالی کرنے والا ہے، جسے زیادہ دودھ اور کھیتی کے لئے پالا جاتا ہے ۔جمع "جوامیس" ہے۔"

لیجئے ۔اس لغت نے تو بھینس کے اوصاف مکمل گائے والے بیان کر دیئے ہیں، جن سے پتہ چلتا ہے کہ عرب ممالک میں بھی اس سے مکمل گائے والا کام لیا جارہا ہے۔لہٰذا اب درج ذیل حدیث بھی اس پر فٹ ہوتی ہے :

((اذا تبايعتم بالعينة ، واخذتم اذناب البقر ورضيتم بالزرع وتركتم الجهاد لسلط الله عليكم ذلا حتى ترجعوا الى دينكم)) (ابوداؤد ، كتاب البيوع ، باب النهي عن بيع العينة ، ح :

٣٤٦٢)

"جب تم سودی کاروبار کرو گے، بیلوں کی دمیں پکڑو گے، کھیتی باڑی میں مصروف ہو جاؤ گے اور جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تم پر ذلت مسلط کر دے گا یہاں تک کہ تم اپنے دین کی طرف واپس آ جاؤ۔"

معجم متن اللغة :

"معجم متن اللغة" عربی زبان کا ایک نیا انسائیکلوپیڈیا ہے، جسے شیخ احمد رضا نے ترتیب دیا ہے، اس کی ج : ١ ، ص : ٥٦٧ میں مرقوم ہے۔

"جاموس نوع من البقر، معرب گاومیش، واحدته جاموسة ، جمع جواميس ، وهي من ، الحيوانات الاهلية ، من فصيلة البقريات ، ورتبة مزدوجات الاصابع المجترة" .

"بھینس گائیوں کی ایک نوع سے تعلق رکھتی ہے، یہ لفظ "گاؤمیش" "کا معرب ہے، اس کا واحد مونث "جاموسة" اور جمع "جوامیس" ہے۔ یہ گائیوں کے خاندان سے تعلق رکھنے والا گھریلو اور پالتو جانور ہے، جگالی کرتا ہے، اور اسکے پاؤں کی انگلیاں جڑی ہوتی ہیں"۔

"معجم اللغة العربية المعاصرة "

ڈاکٹر احمد مختار عبد الحمید عمر اپنی قریب قریب سب سے آخر میں تحریر ہونے والی جدید ترین لغت "معجم اللغة العربية المعاصرة " مادہ (١٢٢٧) ج،م،س، میں لکھتے ہیں :

"(جاموس) جمع (جج جواميس ، مف جاموسة) حن (حيوان اهلي ، من جنس البقر ، من مزدوجات الاصابع ، المجترة ، ضخم الجثة ، قرونه منحنية الى الخلف والى الداخل ، يربي للحرث ودر اللبن" .

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جاموس" کی جمع اورجمع الجمع (منتھی الجموع) "جوامیس" ہے۔اس کا مفرد مونث "جاموسة" آتا ہے۔"جنس" کا معنی حیوان اھلی (گھریلو جانور) ہے۔اس کا تعلق گائیوں کی جنس سے ہے،اس کی انگلیاں جڑی ہوتی ہیں،یہ جگالی کرتی ہے،اس کا جثہ بھاری بھرکم ہوتا ہے۔اس کے سینگ پچھلی جانب اندر کی طرف مڑے ہوتے ہیں۔اسے کھیتی اور کثرت دودھ کے لیے پالا جاتا ہے"۔

منتھی الارب :

"منتھی الارب فی لغة العرب" میں مرقوم ہے :

"جاموس کقاموس ، گاؤمیش ، معرب است ، جوامیس جمع ،ومونث بالھا) (منتھی الارب ، مادہ :"جمس")

"جاموس" بروزن "قاموس" (فارسی میں) "گاؤمیش"......(بھینس) یہ معرب لفظ ہے۔"جوامیس" جمع،و مونث کول تاء سے ہے"۔

صراح :

مشہور عربی فارسی لغت "صراح مع فرھنگ مسمی بقراح" میں لکھا ہے:

"جاموس گاؤمیش . معرب جوامیس) (صراح، مادہ : "جمس")

"جاموس" : بھینس (فارسی) گاؤمیش، جس کا معرب "جوامیس" ہے۔"

فرھنگ عمید :

حسن عمید ایرانی دور جدید کی سب سے مشہور معروف و متداول فارسی لغت (فرھنگ عمید متوسط) میں لکھتا ہے:

"گاؤمیش حیوانے است از نوع گاو ۔اما ازاں بزرگ تر، ودارائے شاخھائے دراز،وماده آں شیر بسیار میدھد،وشیرش غلیظ و چرب است ۔ گامیش و گاؤموش ہم گفتہ شدہ است۔عربی "جاموس" "میگویند۔جمع

آں جوامیس است"۔

"بھینس گائے کی قسم کا ایک جانور ہے، لیکن اس سے بڑا اور لمبے سینگوں والا ہوتا ہے۔اس کی مادہ بہت دودھ دیتی ہے۔اس کا دودھ گاڑھا اور چربی دار ہوتا ہے۔اسے گامیش اور گاؤموش بھی کہتے ہیں۔عربی میں جاموس اور اس کی جمع جوامیس ہے۔"

لفظ " جاموس "اور "جوامیس " کی تحقیق :

آئمہ فقہاء ومحدثین اور آئمہ لغت کی تصریحات سے یقینی طور پر واضح ہوگیا ہے کہ لفظ "جاموس" اور "جوامیس" اصل میں فارسی لفظ کا معرب ہے۔

مسئلہ زیر بحث کی تحقیق کے دوران جب ماہرین فن کے بیانات میرے سامنے آئے تو میرے ذہن میں بتوفیق الہی سوال ابھرا کہ یہ لفظ عربی زبان میں کیسے پہنچا اور اہل فارس نے بھینس کے لئے یہ لفظ کیوں منتخب کیا؟

ہر لفظ کی وضع کا کوئی نہ کوئی پس منظر ضرور ہوتا ہے۔جو زمانہ کی درازی کی وجہ سے بعد والوں کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔مگر بعض الفاظ اپنے اندر کچھ ایسی لفظی و معنوی ساخت رکھتے ہیں کہ انسان کچھ نہ کچھ غور وفکر کرنے سے ان شاءاللہ صحیح نتیجے پر پہنچ ہی جاتا ہے۔میرے لئے لفظ "جاموس " اور "جوامیس " بھی اللہ تعالی کی کرشمہ سازی کا نمونہ ثابت ہوا ہے۔ ان اصبت فمن اللّٰہ وان اخطات فاستغفراللّٰہ

لفظ "جاموس "اور "جوامیس " کی ساخت :

لفظ "جاموس " کو "جوامیس " کا واحد فرض کرلیا گیا ہے،اور باقی الفاظ پر قیاس کرتے ہوئے اس کی مونث "جاموسة" بنائی گئی ہے۔ورنہ اصل میں لفظ "جوامیس" جمع نہیں۔بلکہ صاحب قاموس ولسان وغیرہ کے مطابق "گامیش" کا، بقول مولانا عبدالحی لکھنوی "گومیش" کا،بقول محیط المحیط و فاکھة

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البستان " کاؤمیش" کا۔اور بقول صراح و قراح و منتھی الارب و فرھنگ عمید یہ لفظ "گاؤمیش" کا معرب ہے۔اور آخری تینوں لغات کا قول ہی صحیح ہے۔کیونکہ یہ تینوں فارسی اللسان ہیں۔"وصاحب البیت ادری بما فیه " یعنی گھر والا اپنے گھر سے زیادہ واقف ہوتا ہے۔

جن لوگوں نے " کوامیش " بتایا ہے،انہوں جب سنا کہ یہ لفظ فارسی سے معرب ہے تو انہوں نے "جوامیس " کے وزن پر قیاس کر کے اس کا اصل فارسی میں " کوامیش "فرض کرلیا۔پھر گاف کو کاف میں بدل کر یہ لفظ بنالیا۔یا کسی سے سنا سنایا نقل کردیا۔ورنہ میری ناقص معلومات کے مطابق فارسی میں " کوامیش " کا لفظ نہیں ہے۔

جن لوگوں نے " کومیش " لکھا ہے،انہوں نے فارسی لب ولہجے کے مطابق لکھا ہے۔یعنی فارسی لوگ اور خصوصاً افغانی فارسی لوگ جب اس لفظ کو تیز زبان سے بولتے ہیں تو سننے والے کو " کومیش "ہی سمجھ میں آتا ہے۔

اور جن لوگوں نے ''کاؤمیش'' لکھا ہے تو انہوں نے صرف ''گ'' کے عربی میں نہ بولے جانے کی وجہ سے گاف کو ''ک'' سے بدلا ہے۔ظاہر ہے جب ایک لفظ دوسری زبان میں جائے گا تو اس کا حلیہ بگڑنا کوئی بعید چیز نہیں۔اہل بصیرت کے لئے اردو میں بھی مثالیں موجود ہیں۔

خلاصہ یہ کہ یہ لفظ اصل میں " گاؤمیش " تھا پھر کثرت استعمال سے (بغیر الف کے) " گومیش " بنا۔یا پھر " جوامیس " سے ''کوامیش'' بنا، پھر " کوامیش " سے " کوامیش"،پھر "جوامیس" بنا۔یا " گاؤمیش" سے "کاؤمیش" اور "کاؤمیش" سے "کاؤمیس" بنا پھر "کاؤمیس" سے "جوامیس" بنا۔

چونکہ یہ لفظ " افاعیل ،فواعیل ، فعالیل " وغیرہ "منتھی الجموع " کے اوزان پر پورا اترتا تھا،اور یہ جمع کے اوزان ہیں۔لہٰذا اس لفظ کو جمع فرض کرلیا گیا ہے۔اور پھر باقی الفاظ مثلاً " فوانیس و قوامیس " پر قیاس کرتے ہوئے اس کا واحد مذکر

"جاموس " اور مونث "جاموسة " بنالیا گیا ہے۔یا پھر لفظ ''گاؤموش'' سے واحد کا لفظ "جاموس " اور ''گاؤمیش'' سے جمع کا لفظ "جوامیس " بنالیا گیا ہے۔اور واحد مونث کو ''تا'' لگا کر خود ہی "جاموسة " بنالیا گیا ہے۔

لفظ ''گاؤمیش'' کی تحقیق :

"فرھنگ عمید" سے جب میں نے لفظ ''گاؤمیش'' تلاش کیا تو پہلے مجھے لفظ ''گاؤ'' کے باقی مرکبات سے گزرنا پڑا۔جس کے نتیجے میں میرے ذہن میں خود لفظ ''گاؤمیش'' کے بارے میں سوال ابھرا کہ شاید یہ لفظ دو الفاظ ''گاؤ'' اور ''میش'' کا مرکب ہے۔اس مقصد کیلئے میں نے ''گاؤ'' کے پورے کالم کو دوبارہ پڑھا۔اب مجھے اندازہ ہوگیا کہ یہ لفظ مذکورہ بالا دو الفاظ کا ہی مرکب ہے۔پھر میرے ذہن نے یہ سوچا کہ شاید اہل فارس نے " گاؤ" کے ساتھ "میش "اہل ہند کے لفظ ''بھینس'' کو بگاڑ کر لگایا ہو۔جب اس کی تصدیق کے لئے " میش " کا لفظ دیکھا تو " میش " کا معنی دنبہ اور بھیڑ لکھا ہوا تھا۔گویا دونوں لفظوں ''گاؤمیش'' کا معنی ہے (ضان البقر) یعنی بھیڑ صفت گائے۔اس موقع پر مجھے "حیوۃ الحیوان " کے حوالے سے گزرا ہوا علامہ جاحظؒ کا قول یاد آ گیا،جس نے کامل یقین دلا دیا کہ یہ لفظ واقعتاً دو الفاظ ''گاؤ'' اور ''میش'' کا ہی مرکب ہے۔مگر ''میش'' کا معنی بھینس نہیں بلکہ بھیڑ دنبہ ہے۔یعنی " گاؤمیش " کا معنی ہے بھیڑ صفات گائے۔

علامہ جاحظؒ نے یا تو اصل فارسی لفظ سے یہ حقیقت معلوم کی ہے یا اپنی خداداد صلاحیتوں سے یہ نتیجہ نکالا ہے جو فطرت "جاموس " کے عین مطابق ہے۔

چھٹی دلیل کا ساتواں جواب :

"جاموس " کا معنی ہی "ضان البقر" (بھیڑ صفت گائے) ہے :

اب آپ انصاف سے غور کریں کہ جب "جاموس " کا معنی حقائق کے ساتھ "ضان البقر" ثابت ہو چکا ہے۔اس کے اجزائے ترکیبی کی پیدائشی وضع ہی گاؤ (گائے)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مرکب ہے، تو دنیا کی کونسی طاقت اسے "بقر" (گائے) سے خارج کر سکتی ہے۔

اس تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صاحب "**محیط المحیط**" و "**اقرب الموارد**" نے "جاموس" کا معنی جو "بقر الماء" لکھا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ ہاں اگر کسی اور زبان میں میش کا معنی پانی ہو تو مجھے معلوم نہیں۔ البتہ چونکہ بھینس پانی میں لیٹنا پسند کرتی ہے اور میش عربی کے لفظ ماء سے کچھ قریب بھی ہے تو انہوں نے اس سے اندازہ کر کے لکھ دیا ہو تو کوئی بڑی بات نہیں۔ **واللہ اعلم بالصواب**

لفظ "گاؤموش" کی تحقیق :

ابھی اوپر "فرہنگ عمید" کے حوالے سے گزرا ہے کہ "گاؤمیش" کو "گاؤموش" بھی کہتے ہیں۔ اور یہ لفظ "جاموس" کے زیادہ قریب ہے۔ یعنی "گ" کو "ج" سے بدل دیا، "و" کو حذف کر دیا اور "ش" کو بھاری ہونے کی وجہ سے "س" کے ساتھ بدل دیا تو "جاموس" بن گیا۔

یہ لفظ بھی دو لفظوں ("گاؤ" اور "موش") سے مرکب ہے۔ "گاؤ" کا معنی ہے گائے اور "موش" کا معنی ہے چوہا۔ تو اس لفظ کے اجزائے ترکیبی کا معنی ہوگا (فارۃ البقر) "چوہا نما گائے"۔ یعنی اگر اس کے ملائم لمبی دم والے، موٹے سر والے، چمکیلے جسم، اور اپنے جسم کے مطابق اسی طرح کے تھنوں اور عام جسمانی چال ڈھال کی طرف دیکھو تو گویا یہ اپنی ظاہری ساخت میں بہت بڑا چوہا ہے۔ مگر جب یہ دیکھو کہ چوہے کی طرح اس کے نوکیلے اور اوپر والے دانت نہیں (بلکہ بغیر نوک کے صرف نیچے والے ہی دانت ہیں)، گائے کی طرح دودھ دیتی ہے، سینگ رکھتی ہے، ہل چلاتی ہے اور بیل والا ہر کام دیتی ہے تو یہ گائے ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ "گاؤمیش" میں بھینس کی بھیڑ جیسی شریفانہ عادات کا اور "گاؤموش" میں اس کی ظاہری جسمانی ساخت کا اظہار ہے۔

یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "گاؤموش" صرف لہجہ کی تبدیلی ہو۔ اصل اجزائے ترکیبی صرف گاؤمیش ہی ہوں۔ جیسا کہ افغانی فارسی لوگ "نان" (روٹی) کو "نون" پڑھتے ہیں۔ واللہ اعلم

بہر حال جو کچھ بھی ہے "جاموس" کے لئے لفظ "گاؤ" اس کا فطری اور پیدائشی جزء ہے جسے بلا دلیل ہرگز نہیں نکالا جا سکتا۔

لفظ "جاموس" اور علامہ جاحظؒ :

1 "ويقولون للجواميس "كاؤماش"، على ان الجواميس يشبه الكبش والثور، لا على الولادة، لأن "كاو" "بقرة" "ماش" اسم الضان". (كتاب الحيوان، ج : ٧، ص : ٢٨٣)

"بھینس کو "گاؤماش" (یا "گاؤمیش") (بھیڑ صفت گائے) اس بنا پر کہتے ہیں کہ یہ بھیڑ اور بیل دونوں کے مشابہ ہے، نہ کہ پیدائش کی بنا پر۔ کیونکہ "گاؤ" کا معنی گائے اور "ماش" بھیڑ کا نام ہے"۔

2 "فالجاموس في الفارسية "كاؤ ماش"، وتاويله ضانى بقرى، لانهم وجدوا فيه مشابهة الكبش وكثيرا من مشابهة الثور، وليس ان الكباش ضربت في البقر، فجائت بالجواميس". (ايضاً، ج : ١، ص : ١٥٢)

"تو بھینس کو فارسی میں "گاؤماش" کہتے ہیں، جس کا معنی ہے بھیڑ صفت گائے۔ اس لئے کہ اہل فارس نے اس میں مینڈھے کی اور بہت سی بیل والی مشابہت پائی ہے۔ اس وجہ سے نہیں کہ مینڈھوں کو گائیوں پر چھوڑا گیا جس کے نتیجے میں بھینسیں وجود میں آگئیں (گائیوں نے بھینسیں جنم دے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیں۔")

بھینس کے گائے سے افضل ہونے کی ایک اور وجہ :

علامہ جاحظ کی اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ علامہ جاحظؒ بھینس کو گائے سے اس وجہ سے بھی افضل سمجھتے ہیں کہ اس میں بھیڑ اور گائے دونوں جنسوں کے صفات موجود ہیں، جب کہ گائے میں صرف اس کی اپنی صفات ہیں۔

3 " والبخت ضان الابل، منها الجمازات، والجواميس ضان البقر. يقال للجاموس الفارسية "كائوماش" (ايضا، ج: ٥، ص: ٤٥٩)

"تو بختی اونٹ بھیڑ صفت اونٹ ہیں۔ ان میں کچھ تیز چلنے والے بھی ہوتے ہیں۔ اور بھینس بھی بھیڑ صفت گائے ہے، فارسی میں بھینس کو "گاؤماش" کہتے ہیں۔

علامہ جاحظؒ کی اس تحقیق کے سامنے آجانے کے بعد بھینس کی قربانی کا انکار کرنے والوں پر تعجب میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ کہ عربی اور بختی دونوں اونٹوں کا معاملہ مکمل گائے اور بھینس والا ہے۔ جس طرح عربی اونٹ، بکری صفت اونٹ ہے۔ اور فارسی اونٹ، بھیڑ صفت اونٹ۔ بالکل اسی طرح عربی یا معروف گائے بکری صفت گائے اور بھینس بھیڑ صفت گائے ہے۔

اب مانعین کے سامنے دو ہی راستے ہیں:

1 ایک یہ کہ بھینس کی طرح بختی اونٹ کے احکام کا بھی انکار کر دیں۔

2 یا بختی اونٹ کو ماننے کی طرح بھینس کی قربانی کے بھی قائل ہو جائیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے: ؎

دو رنگی چھوڑ کر یک رنگ ہو جا
یا سراسر موم یا پھر سنگ ہو جا

اتحاد جنس واختلاف عادات وانواع میں قدرت کی نیرنگی :

"فالبخت ضان الابل" والا جملہ بتا رہا ہے کہ اتفاق جنس واختلاف انواع وعادات کا معاملہ صرف گائے بھینس تک ہی محدود نہیں، بلکہ اونٹوں میں بھی اللہ تعالیٰ کا یہ قانون موجود ہے۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ یہ معاملہ پرندوں، بلکہ تقریباً ہر جاندار و بے جان چیزوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ مثلاً مرغی کے مقابلہ میں بطخ، حرام چیل کے مقابلہ میں حلال چکور، بڑی بطخ کے مقابلہ میں جنگلی مرغ وغیرہ۔

لفظ "جاموس" اور علامہ عبدالسلام ہارون :

اب علامہ جاحظؒ کی تحقیقات کے ساتھ ساتھ "کتاب الحیوان" کے محقق علامہ عبدالسلام ہارون کی تحقیق سے اس بات کی مزید تائید و وضاحت حاضر خدمت ہے۔

"کتاب الحیوان" کے اس مقام پر لفظ "گاؤماش" کے تحت حاشیہ میں علامہ عبدالسلام لکھتے ہیں :

" هي "كاؤميش"، بالجاف الفارسية، "كاؤ" بمعنى البقر، "ميش" بكسر الميم كسر امالة، ولذالك ساغ للجاحظ رسمها بالالف. ومعنى "ميش" "الضان"، "Asheep" كما في معجم استينجاس ١٣٦٢، وكما يفهم من عبارة الجاحظ، وانظر "المعرب" ١٠٤. ومقدمة "المعرب" ٧، ومن ذالك تفهم: ان العلامة الدكتور عزام قد شار كني عدم التوفيق في تخريج الكلمة، فلما ذا ارتضى "النعجة" مع ان الكبش من

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الضان كان اولى بان يخرج عليه ؟ ولا ريب ان الجاموس اشبه بالكباش منه بالنعاج لكبر قرونه وعظامة جثته" .

(ج : ٥ ، ص : ٤٥٩) حاشيه كتاب الحيوان من العلامة عبد السلام)

"فارسی گاف (گ) سے یہ لفظ " گاؤ میش " ہے " گاؤ " کا معنی گائے "میش " (اردو میں بڑی "ے" کی طرح) امالہ کے ساتھ "میم " پہ زیر ہے۔ اسی امالہ نے علامہ جاحظؒ کو یہ لفظ الف کے ساتھ لکھنے کا جواز فراہم کیا ہے۔ اور " میش " کا معنی ہے بھیڑ۔ انگریزی A Sheep۔ جیسا کہ استینجاس کی لغت (۱۳۶۲) میں مرقوم ہے، اور جیسا کہ علامہ جاحظؒ کی عبارت (ضان البقر) سے معلوم ہو رہا ہے، نیز دیکھو (علامہ الجوالیقی کی کتاب) "المعرب" ص ۱۰۴، اور "المعرب" کا مقدمہ ص ۷۔ اس تحقیق سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جناب علامہ ڈاکٹر عزام بھی " گاؤ میش " کا عربی میں ترجمہ (بقر النعجة) "دنبہ صفت گائے" نہ کرنے اور اس کلمہ کی (مذکورہ معنی میں) تخریج نہ کرنے میں میرے ہم خیال ہیں۔ اور "میش " کا ترجمہ "نعجة" (دنبہ) کرنا میں کیسے پسند کر سکتا ہوں، جب کہ "ضان" بھیڑ کی نوع "کبش" (مینڈھا) زیادہ بہتر ہے کہ لفظ "میش " میں اس کی تخریج کی جائے ؟ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ سینگوں اور جسم کے بڑا ہونے میں بھینس دنبے کی بہ نسبت بھیڑ سے زیادہ مشابہ ہے۔"

وضاحت :

مذکورہ بالا تحقیق سے جہاں میرے موقف کی مکمل تائید ہو رہی ہے کہ یہ لفظ فارسی

زبان کے دو الفاظ " گاؤ " اور " میش " کا مرکب ہے، اور دونوں لفظوں کا مل کر معنی ہے: بھیڑ صفات گائے، وہاں اس بات کی بھی نشاندہی ہو رہی ہے کہ بعض اہل علم نے "میش " کا ترجمہ دنبہ کیا ہے جو صحیح نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اگر محقق صاحب کا یہ مطلب ہے کہ "میش " کا معنی بھیڑ ہے اور دنبہ اس کے ضمن میں آتا ہے تو یہ مفہوم بالکل صحیح ہے۔ اور اگر یہ مطلب ہے کہ "میش " کا معنی صرف بھیڑ ہے دنبہ شامل نہیں تو یہ مطلب درست نہیں۔ کیونکہ "فرہنگ عمید " متوسط میں "میش " کا معنی گوسفند و دنبہ (بھیڑ و دنبہ) دونوں مرقوم ہیں۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ علامہ جاحظ نے "جاموس " کا معنی جو "ضان البقر" (بھیڑ صفت گائے) لکھا ہے، تو انہوں نے یہ نتیجہ فارسی محاورات اور فارسی الفاظ میں غور و فکر، بھینس میں بھیڑ کی خصوصیات دیکھ کر اور اہل فارس کے عرف کو سامنے رکھ کر نکالا ہے۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ لفظ "گاؤ موش " کی تحقیق میں جو لکھا گیا ہے کہ "گاؤ موش " کا معنی "فارة البقر" (چوہا نما گائے) ہے تو وہاں اس لفظ کے اجزائے ترکیبی مقصود نہیں۔ بلکہ محض لب و لہجہ کا فرق ہے۔ لہجہ کی تبدیلی کی یہی وجہ ہے کہ علامہ جاحظ نے "جاموس " کے لئے "گاؤ ماش " لکھا ہے۔ اگر واقعتاً یہ لہجہ اہل فارس کے ہاں معروف رہا ہے تو اس میں تبدیلی یوں ہوئی ہے کہ افغانی فارسی لوگ الف کو واو کے امالہ میں پڑھتے ہیں جس سے سننے والے کو " گاؤ موش " محسوس ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب وعلمه اتم واكمل

بھینس کی گائے پر فضیلت اور امام الازھریؒ :

" واجناس البقر : منها الجواميس ، واحدها جاموس ، وهي من انبلها ، واكرمها ، واكثرها البانا ، واعظمها اجساما . ومنها الدربانية ، وهي التي تنقل عليها الاحمال . ومنها العراب ، وهي جرد ، ملس ، حسان الالوان ،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الكريمة ."

" اور گائیوں کی جنسوں میں بھینسیں بھی شامل ہیں ۔اس (جوامیس) کا واحد مذکر " جاموس " آتا ہے ۔(لوگوں کے ہاں) یہ سب گائیوں سے زیادہ اونچا مقام رکھنے والی ،صفات میں سب سے عمدہ، دودھ میں سب سے زیادہ اور جسامت میں سب سے بھاری ہوتی ہے ۔اور ان گائیوں کی جنسوں میں " دربانی " گائیاں بھی شامل ہیں ۔ان پر بوجھ لادے جاتے ہیں ۔اور ان گائیوں کی جنسوں میں" عـراب " (عربی گائیاں) بھی شامل ہیں ۔ان کا جسم بالوں کے بغیر، لچک دار، خوبصورت رنگ اور ان کی صفات بہت عمدہ ہوتی ہیں"۔

(الزاهر في غريب الفاظ الشافعي، مصنفه علامه محمدبن احمد الازهر الازهري الهيراوي ، لفظ ۲۷۵)

بھینس کی گائے پر فضیلت اور امام نووی :

"الجواميس : معروفة ، واحدها جاموس ، فارسي ، معرب . وينكر على المصنف كونه قال: "والجواميس والبقر" فجعلهما نوعين للبقر. وكيف يكون البقر احد نوعي البقر ؟ وصوابه : والجواميس والعراب. قال الأزهري : انواع البقر، منها الجواميس. وهي انبل الابقر، واكثرها البانا، واعظمها اجساما. قال : ومنها العراب. وهي جرد، ملس، حسن الالوان، كريمة. ومنها الدربان _بدال مهملة مفتوحة، ثم راء ساكنة، ثم بالموحدة، ثم الالف، ثم نون _ وهي التي تنقل عليها الاحمال . "

(" تحرير الفاظ التنبيه " لغة الفقه ، امام نووی ، ج : ۱، ص : ۱۰۶)

" جوامیس "(بھینسیں) ایک معروف جانور ہے، اس کا واحد مذکر " جاموس " ہے ۔یہ لفظ فارسی سے معرب ہے ۔مصنف (صاحب التنبیہ) نے " والجواميس والبقر

" کا لفظ بولا ہے، اس طرح انہوں نے بھینسوں اور گائیوں کو لفظ " بـقـر " کی دو الگ الگ (متضاد) انواع بنا دیا ہے ۔جبکہ مصنف کی یہ بات درست نہیں ۔کیونکہ گائیاں اور بھینسیں (لفظ " بـقـر " کی) دو الگ الگ (متضاد) انواع کیسے ہو سکتی ہیں؟ درست تعبیر یوں ہوگی "والجواميس والعراب (من انواع البقر ". نعیم الحق) (بھینسیں اور عربی گائیاں لفظ "بقر" کی انواع میں شامل ہیں ۔نعیم الحق) علامہ ازہری فرماتے ہیں:"بقر" کی متعدد انواع ہیں ۔ان میں بھینسیں بھی شامل ہیں ۔یہ "بـقـر" (گائیوں) کی سب سے عمدہ نوع ہے، اس کا دودھ سب سے زیادہ، اور جسامت میں سب سے بڑی ہوتی ہے ۔علامہ ازہری مزید فرماتے ہیں: بـقـر کی ایک عربی نوع بھی ہوتی ہے، جس کا جسم بالوں کے بغیر ، چمکیلا، رنگ خوبصورت اور وہ عمدہ صفات کی حامل ہوتی ہے ۔بـقـر کی ایک نوع دربانی بھی کہلاتی ہے ۔اس کا تلفظ دال پر فتح، ر پر سکون، پھر باء، پھر الف، اور پھر نون ہے ۔اس پر بوجھ لادے جاتے ہیں۔"

بھینس کی گائے پر فضیلت اور عبدالرحمان محمد بن قاسم العاصمی الحنبلی :

"الروض المربع" میں لفظ "الجوا میس " پر حاشیہ چڑھاتے ہوئے شیخ عبدالرحمان محمد بن قاسم العاصمی الحنبلی لکھتے ہیں :

"(الجواميس) واحدها جاموس ، فارسي ، معرب . قال الازهري : انواع البقر ، منها الجواميس . وهي انبل البقر ، واكثرها البانا ، واعظمها اجساما . قال : ومنها العراب . وهي جرد ، ملس ، حسن الالوان ، كريمة . ومنها الدربان _ وهي التي تنقل عليها الاحمال . قال ابن فارس : برق اظلافها ، وجلودها ، ولها اسنمة . ولا نزاع في الجواميس ، بخلاف البقر الوحشية ، فالجمهور على انه لا زكوة فيها . كما سياتي . (حاشيه "الروض المربع شرح زاد المستقنع"، ج : ۳، ص : ۱۸۷)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جوامیس" کا واحد مذکر "جاموس" ہے۔یہ لفظ فارسی (گاؤمیش) کا معرب ہے ۔علامہ ازہری فرماتے ہیں "بقر" کی متعدد انواع ہیں۔ان میں بھینسیں بھی شامل ہیں۔یہ "بقر" (گائیوں) کی سب سے عمدہ نوع ہے،اس کا دودھ سب سے زیادہ،اور جسامت میں سب سے بڑی ہوتی ہے۔علامہ ازہری مزید فرماتے ہیں:"بقر" کی ایک عربی نوع بھی ہوتی ہے،جس کا جسم بالوں کے بغیر،چمکیلا،رنگ خوبصورت اور وہ عمدہ صفات کی حامل ہوتی ہے۔"بقر" کی ایک نوع "دربانی" بھی کہلاتی ہے۔اس پر بوجھ لادے جاتے ہیں۔ابن فارس کہتے ہیں:ان کے کھر اور چمڑے چمکدار ہوتے ہیں،اور ان کی (گردنوں کے قریب) کوہانیں بھی ہوتی ہیں،بھینسوں (کی زکوۃ) کے متعلق کوئی جھگڑا نہیں۔البتہ جنگلی گائیوں میں اختلاف ہے،اکثر کہتے ہیں:ان میں کوئی زکوۃ نہیں۔جیسا کہ اس کی تفصیل عنقریب آ رہی ہے۔"

اجماع امت اور بھینس

چھٹی دلیل کا آٹھواں جواب :

بھینس کے "بقر" (گائے) کی نوع ہونے پر امت کا اجماع ہے۔

اجماع کی پہلی دلیل :

مولانا محمد زکریا سہارن پوریؒ لکھتے ہیں :

"قال الخرقي ، الجواميس كغيرها من البقر ، قال الموفق : لا خلاف في هذا نعلمه"(اوجز المسالك، ج : ٣، ص : ٢٠٢)

"امام خرقیؒ کہتے ہیں کہ بھینسیں گائیوں کی دوسری انواع کی طرح ایک نوع ہے۔امام موفق کہتے ہیں کہ اس مسئلہ میں ہم کسی بھی صاحب علم کا

اختلاف نہیں جانتے۔"

اجماع کی دوسری دلیل :

"قال ابن قدامة في ذيل قول الخرقي : الجواميس كغيرها من البقر: لا خلاف في هذا نعلمه".

(المغني، ج : ٤، ص : ٣٤-٣٥)

"علامہ خرقیؒ کے قول (بھینسیں دوسری انواع کی طرح گائیوں کی ایک نوع ہے) کے ذیل میں امام ابن قدامہؒ فرماتے ہیں کہ ہم اس مسئلہ میں کسی کا بھی اختلاف نہیں جانتے۔"

اجماع کی تیسری دلیل :

"قال ابن المنذر : واجمع كل من يحفظ عنه من اهل العلم علي هذا ، ولان الجاموس من انواع البقر ، كما ان البخاتي من انواع الابل". (المغني، ج : ٤، ص : ٣٤-٣٥)

"ابن المنذرؒ فرماتے ہیں کہ ہر اہل علم، جس کا علم محفوظ کیا جاتا ہے، اس پر اجماع کر چکا ہے۔نیز بھینس گائے کی ایک نوع ہے، جس طرح کہ بختی اونٹ اونٹوں کی ایک نوع ہے۔"

اجماع کی چوتھی دلیل :

امام ابن المنذرؒ کی اپنی کتاب "الاجماع" میں یوں مرقوم ہے۔

"واجمعوا علي ان حكم الجواميس حكم البقر".

(الاجماع، ٩٠، ص : ٣٧، تحقيق ابو حماد صغير احمد بن محمد حنيف)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"سب علماء متفق ہیں کہ بھینس کا حکم گائے والا ہے۔"

اجماع کی پانچویں دلیل :

امام سرخسیؒ لکھتے ہیں :

"فان اختلط المعز بالضان ، فلا خلاف ان نصاب البعض يكمل ببعض ، ثم لا يوخذ الا الوسط عندنا ، وكذالك البقر والجاموس " . (كتاب المبسوط ، ج : ٢ ، ص : ١٨٣)

"پھر اگر بکریاں اور بھیڑیں ملی جلی ہوں تو اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ایک جنس کا نصاب دوسری جنس کو ملا کر مکمل کیا جائے گا، اور گائے ، بھینس کا معاملہ بھی اسی طرح کا ہے۔"

اجماع کی چھٹی دلیل :

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں :

"لا خلاف بين الفقهاء ان الضان والمعز يجمعان في الزكوة وكذالك الابل على اختلاف اصنافها وكذالك البقر والجواميس " . (مجموع الفتاوى لابن تيمية، ج : ٢٥ ، ص : ٣٥)

"فقہاء کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ زکوۃ میں بھیڑ بکریاں ، اونٹوں کی مختلف انواع اور اسی طرح گائیاں اور بھینسیں جمع کی جائیں گی۔"

اجماع کی ساتویں دلیل :

امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں :

" والجواميس بمنزلة البقر ، حكى ابن المنذر فيه الاجماع" (فتاوى ابن تيمية، ج : ٢٥ ، ص : ٣٨)

"اور بھینس گائے کے درجے میں ہے، اس پر ابن المنذرؒ نے اجماع نقل کیا ہے۔"

اجماع کی آٹھویں دلیل :

ڈاکٹر عبد المعطی امین قلعجی لکھتے ہیں :

" ولا خلاف في ان البقر والجواميس سواء لا تحاد الجنس " .

(التعليق على الا ستذكار لا بن عبد البر ، ج : ٩ ، ص : ١٥٦ و التعليق على معرفة السنن والآثار للبيهقي ، ج: ٦ ، ص : ٤٠)

"اس میں کوئی شک نہیں کہ جنس ایک ہونے کی وجہ سے گائے اور بھینس برابر ہیں۔"

اجماع کی نویں دلیل :

صاحب "الفقہ الاسلامی وادلتہ" لکھتے ہیں :

"اتفق الفقهاء عملا بحديث معاذ على ان نصاب البقر ، ومثله الجاموس ، ثلاثون " (الفقه الاسلامي وادلته، ج : ٢ ص : ٨٤٢)

"حضرت معاذ رضی اللہ عنہ والی حدیث پر عمل کرتے ہوئے سب فقہاء اس پر متفق ہیں کہ گائے کا نصاب ، اور اسی طرح بھینس کا تیس ہے۔"

اجماع کی دسویں دلیل :

دور جدید کے کچھ علماء نے اسلامی فقہ کے ذخیرہ کو ایک کتاب کی شکل میں جمع کیا ہے اور اس کا نام (الموسوعة الفقهية) (فقہ کا انسائیکلوپیڈیا) رکھا ہے، اس میں لکھا ہے:

" اجمع الفقهاء على ان الابل والبقر والغنم هي من

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاصناف التي تجب فيها الزكوة " . (الموسوعة الفقهية، ج : ٢٣، ص : ٢٥٠)

"تمام فقہاء اس پر متفق ہیں کہ اونٹ گائے، بھیڑ بکری ہی وہ اجناس ہیں جن میں زکوۃ فرض ہے۔"

دوسری جگہ لکھتے ہیں :

"كل جنس من الابل والبقر والغنم ينقسم الى نوعين : الابل نوعان : العراب ، وهي الابل العربية ، وهي ذات سنام واحد ، والبخاتي . جمع البختية . وهي ابل العجم والترك ، وهي ذات سنامين ، والبقر نوعان : البقر المعتادة والجواميس ، والغنم : اما ضان ، وهي ذات الصوف ، واحدتها ضائنة ، واما معز ، وهي ذات الشعر ، واحدتها عنز ، والذكر تيس ، ويقال للذكر والانثىٰ من الضان والمعز شاة ". (الموسوعة الفقهية، ج : ٢٣، ص : ٢٥٩)

"ابل، بقر، غنم میں سے ہر ایک کی دو دو انواع ہیں۔ اونٹ کی دو انواع ہیں: عراب، اور یہ عربی اونٹ ہیں، ان کی ایک کوہان ہوتی ہے، بخاتی: بختیۃ کی جمع، اور یہ عجمیوں اور ترکیوں کا اونٹ ہے، اس کی دو کوہانیں ہوتی ہیں، اور گائے کی دو انواع ہیں۔"(۱)...... معروف گائے ۔(۲)...... اور بھینس۔

اور غنم سے مراد یا بھیڑ ہے، جو اون والی ہوتی ہے۔ اس کا واحد مونث ضائنۃ ہے، یا مراد بکری ہے، جو بالوں والی ہوتی ہے۔ اس کا واحد مونث عنزۃ (بکری) ہے۔ اور مذکر "تیس" (بکرا۔) بھیڑ و بکری میں سے ہر ایک کے مذکر و مونث (سب) کو "شاۃ" کہا جاتا ہے۔"

اجماع کی گیارھویں دلیل :

الروض المربع میں لفظ "الجوامیس" پر حاشیہ چڑھاتے ہوئے شیخ عبدالرحمان محمد

بن قاسم العاصمی الحنبلی لکھتے ہیں :

"ولا نزاع في الجواميس ، بخلاف البقر الوحشية ، فالجمهور على انه لا زكوة فيها . كما سياتي" .

(حاشیہ "الروض المربع شرح زاد المستقنع "، ج : ٣، ص : ١٨٧)

"بھینسوں (کی زکوۃ) کے متعلق کوئی جھگڑا نہیں۔ البتہ جنگلی گائیوں میں اختلاف ہے، جمہور حنابلہ اہل علم کہتے ہیں: ان میں کوئی زکوۃ نہیں۔ جیسا کہ اس کی تفصیل عنقریب آ رہی ہے"۔

اجماع کی بارھویں دلیل :

"والبقر : كل ما يسمى بانه بقر ، ومن ذلك الجواميس باتفاق العلماء ."

"گائے سے مراد ہر وہ جانور ہے جسے (عربی زبان میں) "البقر" کہتے ہیں، جس میں باتفاقِ علماء بھینس بھی شامل ہے"۔

(شرح الزاد للحمد، ص : ٣٢، ج : ٢١)

اجماع کی تیرھویں دلیل :

الموسوعة الفقهية (ج : ٥، ص : ٨١) میں قربانی کے صحیح ہونے کے شرائط ذکر کرتے ہوئے یوں مرقوم ہے :

"النوع الاول شروط الاضحية في ذاتها . الشرط الاول ، وهو متفق بين المذاهب ، ان تكون من الانعام ، وهي الابل . عرابا كانت او بخاتي . والبقر الاهلية ، ومنها الجواميس ...... الخ" .

"(شرائط قربانی کی) پہلی قسم ان شرطوں سے متعلق ہے جو خود قربانی (کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانوروں) کی ذات میں ہیں۔ پہلی شرط۔ جو تمام مذاہب میں اتفاقی ہے۔

یہ ہے کہ قربانی انعام (مویشی جانوروں) سے ہو۔ اور "انعام" میں اونٹ بھی شامل ہے، چاہے عربی ہو یا فارسی، اور گھریلو گائے بھی شامل ہے، اور اسی (گھریلو گائے) میں سے بھینس بھی ہے۔"

لیجئے یہاں تو بھینس کی قربانی کے جائز ہونے پر بھی ساری امت کا اتفاق لکھا ہوا ہے۔

اپنے محدود وسائل میں الحمد للہ میں نے آئمہ لغت و آئمہ فقہاء کے اجماع سے بھینس کا گائے کی ایک نوع ہونا ثابت کر دیا ہے، اور حدیث میں آتا ہے کہ:

((عن ابن عمرؓ ان رسول اللہ ﷺ قال: ان اللہ لا یجمع امتی او قال امۃ محمد علی ضلالۃ، وید اللہ علی الجماعۃ)) (ترمذی، ابواب الفتن، باب فی لزوم الجماعۃ، ح: ۱۶۷

"ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ میری امت کو۔ یا راوی نے کہا محمد ﷺ کی امت کو، گمراہی پر اکٹھا نہیں کرے گا، اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔"

لہٰذا اب اگر کوئی شخص علم آ جانے کے بعد، عناد کی صورت میں مخالفت کرے گا تو وہ حق بات کو جھٹلائے گا جو ایک خطرناک جرم ہے۔

نیز آپ الموسوعۃ الفقھیۃ (ج: ۲۳، ص: ۲۵۰ و ص: کی دونوں عبارتوں کو ملا کر پڑھیں تو آپ یقیناً یہی نتیجہ نکالیں گے کہ زکوٰۃ صرف (گھریلو جانوروں) "بھیمۃ الانعام" میں ہے، اور بھینس بھی "بقر" کی ایک نوع ہونے کی وجہ سے "انعام" میں برابر کی شریک ہے۔"

چھٹی دلیل کا نواں جواب:

دو اجماعوں کا اقرار اور تیسرے کا انکار کیوں:

سابقہ اوراق میں بھینس کا گائے کی ایک نوع ہونا اجماع امت سے ثابت ہو چکا ہے۔ آپ کے بقول جس امت کے ہاں بھینس حلال ہے، جس امت نے "بھیمۃ الانعام" سے اہل بقر غنم مراد لینے پر اتفاق کیا ہے، اسی امت نے اپنے اجماع سے بھینس کو گائے کی ایک نوع قرار دیا ہے، دو اجماعوں کا اقرار اور تیسرے کا انکار کیوں؟

چھٹی دلیل کا دسواں جواب:

بھینس کی قربانی کا انکار بدعت ضلالہ میں پڑنے کا اندیشہ

آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے کہ خلیفہ ثانی، عدالت میں ضرب المثل سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک سے بھینس نے تاریخ اسلام کے اندر قدم رکھتے ہوئے اپنی مقبولیت کا جو سفر شروع کیا تھا وہ پوری آب و تاب کے ساتھ آج تک جاری و ساری ہے۔ اب مانعین کی مرضی، چاہے امت کے تاریخی تسلسل سے جڑ جائیں یا اپنی روش پر قائم رہتے ہوئے "سبیل المومنین" کی مخالفت پر اڑے رہیں، اور حق واضح ہو جانے کے بعد "سبیل المومنین" کی مخالفت سنگین نتائج کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ امت کے تمام موحدین کو اس کے شر سے محفوظ فرمائے۔ آمین

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 4

علماء مجوزین کے فتاوی

اب خاص برصغیر کے تناظر میں علماء کرام کے فتاوی کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔

رئیس المناظرین مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ

رئیس المناظرین مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ کا فتوی چھٹی دلیل کے چوتھے جواب کے ذیل میں گزر چکا ہے۔

محدث العصر حافظ محمد گوندلویؒ

سوال ...... فتویٰ دیں کہ آیا بھینس، بھینسا بھی گائے، بیل کی طرح قربانی ہوسکتے ہیں یا کہ نہیں؟ لوگ شک میں ہیں کہ بھینس کی قربانی جائز نہیں ہے۔ اور ہم لوگ کہتے ہیں کہ بھینس کی قربانی جائز ہے۔

الجواب ...... بھینس بھی "بقر" میں شامل ہے۔ اس کی قربانی جائز ہے۔

(ھفت روزہ "الاعتصام" (کانفرنس نمبر) لاھور، ج: ۲۰، شمارہ: ۹،۱۰، ص: ۲۹ ۔ بابت ماہ ٤، رجب۸۸ھ بمطابق ۲۷ ستمبر ۱۹۶۸)

مولانا عبدالقادر حصاریؒ ساہیوال

بھینس کی قربانی کا حکم :

سوال ...... بھینس یا بھینسا جو مشہور جانور ہے۔ کیا اس کی قربانی شریعت سے ثابت ہے؟

قرآن وسنت کی روشنی میں اس کی وضاحت فرمائیے۔ آپ کے تحقیقی مسائل سے میری تسلی ہوجاتی ہے۔ (السائل محمد حسین بن اسماعیل، رئیس صدر شعبہ اسلامیات لارنس کالج مری پنجاب)

جواب ...... الحمد لله رب العلمين : اما بعد فا قول وبالله التوفيق

واضح ہو کہ بھینس اور بھینسا جو مشہور حیوان ہے، اور پنجاب وغیرہ ملک عجم میں عام پایا جاتا ہے، عہد نبوی ﷺ وعہد صحابہؓ میں ملک عرب خصوصاً حجاز میں پایا نہیں گیا، کتاب وسنت میں خصوصی طور پر اس کا ذکر نہیں ملتا۔ یہ ملک عجم کی پیداوار ہے۔ اس لئے اس کا نام معرب (عربی میں بنایا ہوا) "جاموس" ہے۔ حیوۃ الحیوان، ج: ۱، ص: ۲۳۲ میں علامہ دمیریؒ یہ فرماتے ہیں:

" والجاموس واحد الجواميس فارسي معرب "

"یعنی "جاموس"، جو "جوامیس" صیغہ جمع کا واحد ہے۔ یہ لفظ فارسی سے معرب ہے۔"

جیسے بھیڑ دنبہ بکری کی جنس سے ہے۔ اس طرح "جاموس بقر" یعنی بھینس گائے کی جنس سے ہے۔ چنانچہ "حیوۃ الحیوان" کے صفحہ مذکورہ میں لکھا ہے "حكمه وخواصه كالبقرة"۔ یعنی بھینس کا حکم (اور اس کی خصوصیات) مثل گائے کے ہے۔ یعنی اس کی جنس ہے۔ "ھدایہ" فقہ کی مشہور درسی کتاب کی جلد ۴ ص ۲۲۹ میں لکھا ہے:

" ويدخل في البقر الجاموس لانه من جنسه ".

"یعنی قربانی کے بارے میں بھینس گائے کا حکم رکھتی ہے۔ کیونکہ یہ اس کی جنس سے ہے۔"

امام ابوبکر ابن ابی شیبہؒ نے باب الزکوۃ میں۔ زکوۃ کے احکام بیان فرماتے ہوئے باسناد یوں درج کیا ہے:

" ابو بكر، قال: حدثنا معاذ بن معاذ، عن اشعث، عن الحسن، انه يقول: الجواميس بمنزلة البقرة ".

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یعنی جیسے تیس گائیوں پر زکوۃ ہے ویسے ہی تیس بھینسوں پر ہے۔"

امام حسن بصریؒ نے بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے علم قرآن وحدیث کا حاصل کیا ہے۔انہوں نے بھینس کو گائے کی جنس سے ٹھہرایا کہ اس پر وہی حکم لگایا ہے۔امام مالکؒ نے اپنی کتاب موطا میں ص ۲۱۲ شرح مصفی میں حیوانوں کی زکوۃ کا حکم بیان فرماتے ہوئے ایک مقام پر لکھا ہے:

"قال مالک : فی العراب والبخت والبقر والجوامیس نحو ذالک".

"یعنی امام مالکؒ نے فرمایا ہے جیسے کہ شتر اور بکری سے زکوۃ لینے کی تفصیل بیان ہوئی ہے، ایسے ہی عربی اونٹوں اور بختی اور گائیوں اور بھینسوں سے زکوۃ لینی چاہئے"۔

امام مالکؒ تبع تابعین سے ہیں جو "جاموس" کو گائے کے ساتھ شمار کرتے ہیں۔ پس تابعین اور تبع تابعین کے عہد میں "جاموس" گائے کی جنس میں شمار ہوا۔

"کنوز الحقائق" میں ایک روایت یوں درج ہے :

"الجاموس فی الاضحیة عن سبعة".

"یعنی بھینس قربانی میں سات کی طرف سے شمار ہے"۔اس کی اسناد کا کچھ علم نہیں ہے۔(۱)

لیکن "جاموس" کو گائے کے ساتھ شمار کرنے میں اکابر محدثین کا مسلک ہے۔چنانچہ "مرعاۃ المفاتیح"، ج : ۲، ص : ۳۰۳ میں ہے :

"لما رأی الفقهاء . مالکا والحسن وعمر بن عبد العزیز وابا یوسف وابن مهدی ونحوهم . انهم جعلوا الجاموس فی الزکوة کالبقر فهم من ذالک ان الجاموس ضرب

(۱) "کنوز الحقائق" میں فردوس دیلمی کا حوالہ ہے۔اور معلوم ہے کہ فردوس دیلمی کی روایات عموماً کمزور ہوتی ہیں۔"کنز العمال" کے مقدمہ میں بحوالہ حافظ سیوطیؒ جن چار کتابوں کی روایتوں کو علی العموم کمزور کہا گیا۔ان میں سے اس کا بھی شمار ہے۔"

من البقر ، فعبر عن ذالک بانه نوع منه".

"یعنی فقہاء محدثینؒ: امام مالکؒ، امام حسن بصریؒ، امام عمر بن عبد العزیزؒ، قاضی ابو یوسفؒ، امام ابن مھدیؒ وغیرہ" جاموس" کو گائے کی ایک قسم شمار کرتے ہیں۔اس لئے زکوۃ بھینس گائے کے حساب سے بیان کرتے ہیں۔"

"اعلم انه لا یجزئ فی الاضحیة بغیر بهیمة الانعام ، لقوله تعالیٰ ﴿لیذکروا اسم الله علی ما رزقهم من بهیمة الانعام﴾ وهی الابل والبقر والغنم . والغنم صنفان المعز والضان".

"یعنی یہ بات جان لینی چاہئے کہ "بهیمة الانعام" کے بغیر کوئی جانور قربانی میں کفایت نہیں کرسکتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان قرآن مجید میں یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام قربانی کے مویشیوں پر یاد کریں، جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دیئے ہیں۔اور وہ اونٹ گائے غنم ہیں، اور غنم کی دو قسمیں ہیں: ایک بکری اور دوسری بھیڑ۔ان جانوروں کے سوا کسی جانور کی قربانی نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے منقول نہیں ہے۔پھر لکھتے ہیں:

"واما الجاموس : فمذهب الحنفیة وغیرهم جواز التضحیة به".

"یعنی مذہب حنفی وغیرہ میں بھینس کی قربانی جائز لکھتے ہیں"۔

پھر یہ لکھا ہے :

"قالوا : لان الجاموس نوع من البقر ، ویؤید ذالک ان الجاموس فی الزکوة کالبقرة ، فیکون فی الاضحیة ایضا مثلها".

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یعنی فقہاء حنفیہ وغیرہ یہ لکھتے ہیں: کہ بھینس گائے کی ایک قسم ہے، اور ان کی تائید یہ بات کرتی ہے کہ بھینس زکوۃ کے بارہ میں مثل گائے کے ہے، تو قربانی میں بھی بھینس اسی کی مثل ہے۔"

میں کہتا ہوں کہ اس بات پر سب کا اجماع ہے کہ بھینس حلال ہے۔ اس کی دلیل سورۃ مائدہ کی آیت ہے :

﴿احلت لکم بهيمة الانعام﴾

"تمہارے لئے چارپائے مویشی حلال کئے گئے ہیں"

تفسیر خازن وغیرہ میں سب چارپائے حیوانوں کو جو مویشی ہیں۔ گھوڑے کی طرح سم دار نہیں اور شکار کرنے والے درندے نہیں ہیں۔ سب "بهيمة الانعام" میں داخل ہیں، اس لئے یہ حلال ہیں۔ اور "بهيمة الانعام" کی قربانی نص قرآن سے ثابت ہے۔

چنانچہ سورۃ حج میں یہ آیت ہے :

﴿ولكل امة جعلنا منسكا ليذكروا اسم الله على ما رزقهم من بهيمة الانعام﴾

"یعنی ہم نے ہر امت کے لئے طریقہ قربانی کرنے کا مقرر کیا ہے، تا کہ اللہ کا نام (ذبح کے وقت) ان مویشیوں پر ذکر کریں جو اللہ تعالی نے ان کو دیئے ہیں۔ (اور انہوں نے پال رکھے ہیں)۔"

"موضح القرآن" میں "بهيمة الانعام" پر لکھا ہے :

"انعام" وہ جانور ہیں جنہیں لوگ پالتے ہیں کھانے کو، جیسے بکری، بھیڑ، جنگل کے ہرن اور نیل گائے وغیرہ اس میں داخل ہیں کہ جنس ایک ہے۔

بنا بریں بھینس بھی "بهيمة الانعام" میں داخل ہے۔ چنانچہ فتاوی ثنائیہ جلد ا ص ۸۲۰ میں سوال جواب یوں درج ہے :

سوال : بھینس کی حلت کی قرآن وحدیث سے کیا دلیل ہے؟ اور اس کی قربانی بھی ہو

سکتی ہے یا نہیں۔

جواب : جہاں حرام چیزوں کی فہرست دی ہے وہاں یہ الفاظ مرقوم ہیں :

﴿قل لا اجد فيما اوحي الى محرما على طاعم يطعمه الا ان يكون ميتة او دما مسفوحا﴾ الآية

ان چیزوں کے سوا جس چیز کی حرمت ثابت نہ ہو وہ حلال ہے، بھینس ان میں نہیں (لہٰذا وہ حلال ہے۔ نعیم الحق) اس کے علاوہ عرب کے لوگ بھینس کو (بقر) گائے میں داخل سمجھتے ہیں۔

تشریح :

حجاز میں بھینس کا وجود ہی نہ تھا، پس اس کی قربانی نہ سنت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے نہ تعامل صحابہؓ سے۔ ہاں اگر اس کو جنس "بقر" سے مانا جائے، جیسا کہ حنفیہ کا قیاس ہے۔ (کما فی الهداية) یا عموم "بهيمة الانعام" پر نظر ڈالی جائے تو حکم جواز قربانی کے لئے علت کافی ہے۔ (فتاوی ثنائیہ، ج: ۱، ص: ۸۱۰)

میں کہتا ہوں کہ بھینس کو "بهيمة الانعام" میں شمار کرنا قیاس نہیں ہے۔ قرآنی نص "بهيمة الانعام" کا لفظ عام ہے، جس کے لئے کئی افراد ہیں، گائے، بکری وغیرہ تو بھینس بھی ﴿بهيمة الانعام﴾ کا ایک فرد ہے۔ "بهيمة الانعام" کی قربانی منصوص ہے، تو بھینس کی قربانی بھی نص قرآنی سے ثابت ہوگی ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ سنت رسول اللہ ﷺ سنت صحابہ نہیں ہے، تو جواز کو مانع نہیں ہے۔ دیکھیئے ریل، جہاز، سائیکل، کار، موٹر وغیرہ کا وجود عہد نبوی ﷺ میں نہ تھا۔ ان کی سواری نہ سنت رسول ﷺ ہے اور نہ سنت صحابہؓ کی ہے۔ تاہم یہ سب چیزیں عموم (۱) کے تحت آجاتی ہیں۔ اور علماء اسلام ریل، موٹر سائیکل وغیرہ پر سوار ہوتے یا اونٹ، گھوڑے

(۱) عموم سے مراد یہ آیت ہے ﴿والخيل والبغال والحمير لتركبوها وزينة ويخلق ما لا تعلمون﴾ اس عہد کی تمام سواریاں ذکر کرکے فرمایا وہ پیدا کرے گا وہ سواریاں جو تم نہیں جانتے۔ (الراقم علی محمد السعیدی)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گدھے وغیرہ پر سوار ہوں گے۔

نیز نماز کی اذان عہد نبوی ﷺ میں بلند مقام پر پڑھی جاتی تھی۔اور اس وقت لاؤڈ سپیکر نہ تھا۔لیکن اب مسجدوں کے اندر لاؤڈ سپیکر نصب ہیں اور اذان مسجد کے اندر کہی جاتی ہے۔پہلا مسنون طریقہ اور دوسرے مروجہ کو جائز کہا جائے گا۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ بکری گائے کی قربانی مسنون ہے اور بھینس بھینسا کی قربانی جائز اور مشروع ہے۔اور نا جائز لکھنے والے کا مسلک صحیح نہیں ہے۔فقط

(اخبار الاعتصام، لاھور، ج: ۲۶، ش (شمارہ): ۱۵، بحوالہ فتاوی علماء حدیث، ج: ۱۳، ص: ۷۱۔۷۴، باب قربانی)

قاضی محمد عبداللہ، ایم۔اے۔ایل۔بی (خانپوری)

بھینس کی قربانی جائز ہے؟

قربانی سابقہ امتوں میں بھی جاری رہی ہے۔چنانچہ اللہ جل شانہ نے فرمایا:

﴿ولكل امة جعلنا منسكا ليذكروا اسم الله على ما رزقهم من بهيمة الانعام﴾ (الحج: ۳٤)

"اور ہر ایک امت کے لئے ہم نے قربانی قرار دی تھی تا کہ خدا نے جو ان کو مویشی چارپائے دے رکھے ہیں (قربانی کرتے وقت) ان پر خدا کا نام لیں۔" (ترجمہ ڈپٹی نذیر احمد صاحب مرحوم)

گویا ہمیشہ سے "بهيمة الانعام" (مویشی چارپایوں) کی قربانی کا حکم خداوندی چلا آتا ہے۔

"بهيمة" کی تعریف مفردات راغب میں ہے:

" والبهيمة ما لا نطق له، وذالک بما في صوته من الابهام، لكن خص في التعارف بما عدا السباع والطير،

فقال الله تعالىٰ: ﴿احلت لكم بهيمة الانعام﴾ "

"بهيمة اس جانور کو کہتے ہیں جو کلام نہیں کر سکتا۔کیونکہ اس کی آواز میں ابہام ہوتا ہے۔لیکن عرف میں درندوں اور پرندوں کے سوا باقی جانوروں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔چنانچہ اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ (تمہارے لئے مویشی چارپائے حلال کئے گئے ہیں۔)"

"مصباح المنير" میں ہے:

" والبهيمة كل ذات اربع من دواب البحر والبر" .

" بهيمة ہر چار ٹانگوں والا جانور ہے جو خشکی اور تری میں پایا جائے۔"

"مختار الصحاح" میں ہے:

" والانعام هي المال الراعية" .

"یعنی (انعام) چرنے چگنے والے جانوروں کو کہتے ہیں۔"

پس "بهيمة الانعام" جن کی قربانی ہمیشہ سے چلی آتی ہے۔وہ چرنے چگنے والے چوپائے ہیں۔

"بداية المجتهد" میں ہے:

" اجمع العلماء على جواز الضحايا من جميع بهيمة الانعام" .

"تمام علماء کا اس مسئلہ میں اجماع ہے کہ سب "بهيمة الانعام" (چرنے چگنے والے چوپایوں) کی قربانی جائز ہے"

بھینس لفظ "بهيمة الانعام" کی تعریف میں آتی ہے۔اس لئے اس کی قربانی بھی اجماعاً جائز ہوئی۔

لیکن چونکہ عرب میں بھینس نہیں ہوتی، اور آنحضرت ﷺ کے زمانے میں سوائے اونٹ، گائے اور بھیڑ، بکری کے قربانی ثابت نہیں، اس لئے ایک خیال یہ ہے کہ چونکہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں بھینس کی قربانی نہیں ہوئی، اس لئے اب جائز نہیں ہوسکتی۔

لیکن ان مذکورہ جانوروں کے علاوہ ایک روایت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے یہ بھی ہے کہ زمانہ نبوی میں گھوڑے کی قربانی بھی کی گئی، اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی گھوڑے کی قربانی کرنا ثابت ہے۔(تلخیص الحبیر، ص : ۳۸۴)

علاوہ ازیں بھینس بھی گائے کی جنس سے ہے، اور گائے کی ایک قسم ہے۔ اس لئے جو حکم گائے کا ہے وہی بھینس کا بھی ہے۔ عربی میں بھینس کو" جاموس" کہتے ہیں۔

"قاموس اللغة" میں ہے (الجاموس) معرب "گاؤمیش" "جمع" جوامیس "۔

"یعنی "جاموس" معرب ہے "گاؤمیش" کا۔ اور اس کی جمع "جوامیس" ہے۔

اور لفظ "گاؤمیش" کا معنی گائیوں میں دنبہ۔ یعنی جس طرح بھیڑوں میں دنبہ موٹا اور جسم میں بھاری ہوتا ہے اسی طرح بھینس گائیوں میں سے ایک بھاری بھرکم گائے ہے۔ اور بمنزلہ گائیوں کے دنبہ کے ہے۔"

علامہ کمال الدین دمیری (تحت البقر الاھلی) "حیوۃ الحیوان الکبری، ج : ۱، ص : ۵ میں لکھتے ہیں :

" وهي (اى البقر) اجناس ، فمنها الجواميس ، وهي اكثرها البانا ، واعظمها اجساما . قال الجاحظ : الجواميس ضأن البقر ، و هذا يقتضي انها اطيب و افضل من العراب ، حتى انها تكون مقدمة عليها في الاضحية ، كما يقدم الضأن على المعز " .

"اور گائیوں کی کئی قسمیں ہیں۔ بعض ان میں سے "جوامیس" (بھینیس) ہیں، ان کا دودھ زیادہ ہوتا ہے، اور جسامت میں بڑی ہوتی ہیں۔ امام جاحظ کہتے ہیں کہ بھینس گائیوں میں بمنزلہ دنبوں کے ہے۔ اور اس لحاظ سے

وہ "عراب" (ایک قسم کی گائے) سے زیادہ عمدہ اور افضل ہے۔"

علاوہ "عراب" اور "جوامیس" (بھینسوں) کے علامہ دمیری نے گائیوں کی اور قسموں "دربانة" اور "بقر الخيس" کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور موخر الذکر کی نسبت لکھا ہے کہ وہ مصر میں پائی جاتی ہیں اور اس کے سینگ ہلالی ہوتے ہیں۔

پاکستان میں بھی گائیوں کی مفصلہ ذیل اقسام پائی جاتی ہیں جو دودھ کے لحاظ سے اور دیگر اوصاف میں ایک دوسری سے مختلف ہیں :

ساہیوال، بھاگناڑی، داجل، دھنی، ریڈ سندھی تھرپارکر، رجان، لوہانی۔

تو کیا ان میں سے بھی بعض کو جائز اور بعض کو نا جائز کہا جائے گا۔ ہرگز نہیں۔

قربانی کے لئے جانور جتنا موٹا اور جتنا قیمتی ہوگا۔ اسی لحاظ سے اس کی قربانی بھی افضل ہوگی۔ فقہ حنابلہ کی مشہور کتاب "کشاف الصناع علی متن الاقناع" میں ہے:

" وافضلها اى الا جناس ، اى افضل كل جنس " اسمن ، ثم اغلى ثمنا " لقوله تعالىٰ ﴿ من تقوى القلوب ﴾ قال ابن عباس : تعظيمها استثمانها ، ولان ذالك اعظم لاجرها ، واكثر لنفعها " . (ص : ٦٣٤)

"ان قربانی کے جانوروں کی ہر قسم سے افضل وہ جانور ہوگا، جو زیادہ موٹا اور زیادہ قیمتی ہو۔ اللہ تعالی کے اس فرمان کی بناء پر کہ جو شخص اللہ کے مقرر کردہ شعائر کا احترام کرے تو یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ان قربانی کے جانوروں کا احترام یہ ہے کہ وہ موٹے ہوں۔ اور پسندیدہ ہوں اور اس میں ان کا اجر بھی بڑا ہے۔ اور ان کا نفع بھی زیادہ ہے۔"

چونکہ بھینس عام گائے سے جسامت اور قیمت میں بھی بڑھ کر ہوتی ہے۔ اس لئے اس کا اجر عام گائے کی قربانی سے افضل ہے۔

کشاف میں مذکور ہے :

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" والجواميس ، فيهما اى في الهدى ، والاضحية ، كالبقر في الاجزاء والسن ، واجزاء الوحدة عن سبعة ،لانها نوع منها " ۔ (ج : ۱ ، ص : ۶۳۵)

”اوران دونوں(حج کی قربانی اور عام قربانی) میں بھینسوں کا حکم بلحاظ عمر اور اکتفاء یعنی قربانی میں سات آدمیوں کی شرکت کے لحاظ سے وہی ہے جو گائے کا ہے ۔کیونکہ بھینس گائے کی قسم سے ہے۔“

فقہ حنفی کی مشہور کتاب" هدایه"میں ہے :

" والجواميس والبقر سواء لان اسم البقر يتناولها ، اذ هو نوع منه ، الا ان اوهام الناس لا تسبق اليه في ديارنا لقلته "

۔ (ج : ۱ ، ص : ۱۷۰)

" بھینس اور گائے کا ایک ہی حکم ہے،کیونکہ لفظ ”بقر“ دونوں کو شامل ہے ۔اس لئے کہ بھینس بھی گائے کی ایک قسم ہے ۔مگر ہمارے علاقہ (مرغینان) میں عام لوگوں کا خیال اس طرف نہیں جاتا ۔کیونکہ بھینس یہاں کمیاب ہے ۔"

"قدوری" میں بھی ایسا ہی مضمون پایا جاتا ہے ۔کہ ان دونوں کا حکم ایک ہے۔

پس خلاصہ اس کا یہ ہے کہ :

1 بھینس مسلمہ طور پر گائے کی ایک قسم ہے ۔اس لئے ہر دو کا حکم ایک ہی ہے ۔

2 بھینس گائے سے زیادہ قیمتی ہوتی ہے ۔اور جسامت بھی عام گائے سے بڑھی ہوئی ہوتی ہے ۔اور اس سے نفع بمقابلہ عام گائے کے زیادہ ہے ۔اس لئے اس میں ثواب بھی زیادہ ہے۔

3 کم از کم بھینس کی قربانی کے جواز میں کوئی شک نہیں ہے ۔

هٰذا ما عندی والله اعلم بالصواب

(ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور، ج : ۲۰، شمارہ : ۴۲،۴۳ ، ص : ۱۰۰۹ ۔

بابت ۶ امئی ۱۹۶۹ ، بمطابق ۶ ، ربیع الاول جمعة المبارك ۱۳۸۹ھ) از قاضی محمد عبداللہ ایم اے،ایل ایل بی (خانپوری)
ایڈوو کیٹ مانسہرہ (ہزارہ)

مذکورہ بالافتوی پر تبصرہ :

مذکورہ بالا فتوی میں جو علمی و تحقیقی انداز اختیار کیا گیا ہے وہ یقینا لائق تحسین ہے ۔مگر گھوڑے کی قربانی کے جواز کا معاملہ اور اس سے بھینس کی قربانی کا جواز ثابت کرنا غلط ہے ۔ اس کی تفصیل باب ۶ مانعین کا تیسرا شبہ کے ذیل میں آئے گی ۔ان شاءاللہ

مولانا امین اللہ پشاوری

مولانا امین اللہ پشاوری حفظ اللہ اپنے معروف فتاوی "فتاوى الدين الخالص"جلد ۶ صفحہ ۴۹۷ تا ۴۹۸ میں لکھتے ہیں ۔

بھینس کی قربانی کے جائز ہونے کے دلائل :

بھینس کی قربانی کے جائز ہونے کے دلائل بہت زیادہ ہیں، ان میں سے کچھ کا تذکرہ حاضر خدمت ہے ۔

پہلی دلیل:(لفظ "بقر" کی جامعیت)

قرآن وسنت کو اللہ تعالی نے عربی مبین میں نازل فرمایا ۔لہذا ہر لفظ اور کلمہ اپنے تمام مدلولات کو شامل ہوتا ہے ۔لہذا یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ فلاں لفظ فلاں معنی پر دلالت میں صریح (واضح) نہیں ،مثلا اللہ تعالی نے لفظ ۔"غنم" کا تذکرہ فرمایا ہے،لہذا ہر وہ حیوان جو لفظ "غنم" کے تحت آسکتا ہے،اس کا حکم "غنم" والا ہوگا ۔

اسی طرح اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں لفظ "بقر" کا تذکرہ فرمایا ہے ۔لہذا ہر وہ جانور جسے عربی میں ۔"بقر" کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے،اس پر تمام احکام لفظ "بقر"

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے جاری ہوں گے ۔مثلاً حلال ہونا ،قربانی ،دودھ کا استعمال ،گوشت کا استعمال اور زکوٰۃ کی ادائیگی ۔

توجس طرح عربی زبان میں لفظ "البقر" کالی ،سفید ،زرد ،اور دیگر رنگوں سے تعلق رکھنے والی گائیوں کی تمام اقسام پر بولا جاتا ہے ،اوران سب کا حکم ایک جیسا ہے ،اسی طرح یہ لفظ بھینس اور ٹیکے سے پیدا ہونے والی ہر طرح کی گائیوں پر بھی بولا جاتا ہے ۔لہذا سب کا حکم برابر ہے ۔جو شخص یہ دعوی کرتا ہے کہ بھینس لفظ "بقر" کے تحت نہیں آتی ،دلائل دینا اس کی ذمہ داری ہے ۔مثلاً کوئی شخص دعوی کرتا ہے کہ کالے رنگ کی گائے لفظ "البقر" کے تحت نہیں آتی ،اوراس کا حکم "البقر" والا نہیں ،تو ہم ایسے شخص سے دلیل کا مطالبہ کریں گے ۔

اسی طرح قرآن وسنت میں "ابل" کے لفظ کا تذکرہ بھی وارد ہے ،جو اونٹوں کی تمام انواع کو شامل ہے ۔مثلاً بختی ، عربی ،مہری ،ارحبی اور مجیدی وغیرہ ،لہذا یہ اعتراض نہیں کیا جاسکتا ہے کہ بختی اونٹ کے حلال ہونے کی کیا دلیل ہے ؟عربی اونٹ کے حلال ہونے کی کیا دلیل ہے ؟اوراس طرح کے ملتے جلتے دیگر اعتراضات بھی نہیں کیے جاسکتے ۔

جو شخص اس طرح کی بات کرے تو ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ ان سب اقسام پر لفظ "ابل" دلالت کررہا ہے ،اوردنیا کی دیگر زبانوں میں بھی یہی دستور کارفرما ہے ۔

لیجیے تمام اہل لغت متفق ہیں کہ بھینس گائیوں کی ایک نوع ہے ،لہذا اس کا حکم بھی گائیوں جیسا ہے ....."۔

اس کے بعد مولانا الپشاوری نے "لسان العرب ، المنجد ، المعجم الوسیط ، تاج العروس ، اقرب الموارد و معجم متن اللغۃ "کے حوالے پیش کئے ہیں ۔اوراس کے بعد فرماتے ہیں :

"میں [امین اللہ پشاوری] کہتا ہوں کہ مذکورہ بالا بحث سے (صاحب "مرعاۃ "

مولانا عبیداللہ رحمانی ،نعیم الحق)مبارکپوری کے موقف کی کمزوری اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے "کہ بھینس کو گائیوں کی ایک نوع قرار دینا اہل لغت میں سے صرف ایک دو آئمہ کا قول ہے "۔حالانکہ اس سلسلے میں اقوال اہل لغت کی تعداد بہت زیادہ اوراہل علم کے ہاں معروف بھی ہے ۔

جب یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ لغت میں لفظ "البقر" "الجاموس" کو بھی شامل ہے ،تو شرعاً بھی اس کا یہی حکم ہوگا ۔لہذا اس کی قربانی کا ثبوت قرآن مجید اور سنت صحیحہ سے مل گیا ،اب اس پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا کہ یہ قیاسی مسئلہ ہے ،یا وضاحت کے ساتھ ثابت نہیں ،جیسا کہ اس طرح کی باتیں کچھ جاہل قسم کے لوگوں سے سنی جارہی ہیں ،جو قرآن و سنت سے استدلال کے طریقوں سے نابلد ،ان کی معرفت سے ناآشنا اوران کے قواعد سے ناواقف ہیں ۔عقل وبصیرت رکھنے والوں کے لیے یہ ایک دلیل ہی کافی ہے ،جاہل اور بے کار لوگوں کو اس کا کوئی فائدہ نہیں ۔

دوسری دلیل :(اجماع امت)

مسلمانوں کا اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ گائیوں کی طرح بھینس میں زکوۃ واجب ،اس کی قربانی جائز ،اس کا کھانا جائز اوراس کا کھانا حلال ہے ۔مسلمانوں کے اجماع کا ماخذ اہل علم کے مذکورہ بالا اقوال اور چند سطروں کے بعد پیش کی جانے والی احادیث پر مشتمل ہے ۔اب دعوی اجماع کے متعلق اہل علم کے چند اقوال حاضر خدمت ہیں ۔

امام ابن منذرؒ :

امام ابن منذرؒ فرماتے ہیں :

"ہر وہ اہل علم جس کا علم محفوظ کیا جاتا ہے اس بات پر اجماع کر چکا ہے کہ بھینس گائیوں کی طرح ہے "۔(الاجماع (لابن المنذر) ص : ٤٧ ، الاشراف لابن المنذر)

امام ابن قدامہؒ :

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ خرقیؒ کے قول و"الجوامیس کالبقر " کی شرح کرتے ہوئے امام ابن قدامہؒ فرماتے ہیں:"ہمیں اس بارے میں کسی کا اختلاف معلوم نہیں" پھر امام ابن قدامہؒ نے ابن منذر کی عبارت نقل فرمائی۔"المغنی" ج : ۲، ص : ۵۹۴ "الفقہ الاسلامی وادلتہ" ج : ۲، ص : ۷۵۴ لکھا ہے،"حضرت معاذؓ کی حدیث پر عمل کرتے ہوئے فقہاء متفق ہیں، کہ گائیوں کی زکوۃ کے نصاب کی ابتدا ۳۰ گائیوں سے ہوتی ہے،اور بھینسوں کا حکم بھی گائیوں جیسا ہے"۔

امام ابن تیمیہ :

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ"بھینسوں کا حکم گائیوں کے قائم مقام ہے،امام ابن منذر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے"۔ فتاوی ابن تیمیہ، ج : ۲۵، ص : ۲۹ .

بھینس اور اتفاق آئمہ اربعہ :

اس سلسلے میں آئمہ اربعہ اور دیگر اہل علم بھی متفق ہیں،

بھینس اور فقہ مالکی :

امام مالکؒ "موطا" طبع قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۲۴۹ میں لکھتے ہیں "اسی طرح گائیوں اور بھینسوں کو ان کے مالک پر(زکوۃ کے سلسلے میں)اکٹھا شمار کیا جائے گا، کیونکہ ان کا حکم گائیوں والا ہے"۔

بھینس اور فقہ حنفی :

"رد المحتار" جلد ۲ صفحہ ۱۸ میں لکھا ہے"بھینس گائیوں کی اقسام میں سے ایک ہے،جیسا کہ یہ بات کتاب"المغرب"میں مرقوم ہے۔لہذا زکوۃ،قربانی اور سودی معاملات میں اس کے احکام گائیوں جیسے ہوں گے،اور اس کے ذریعے گائیوں کا نصاب مکمل کیا جائے گا۔اور ان میں سے اغلب جنس کو مدنظر رکھ کر زکوۃ لی جائے گی۔برابر ہونے کی صورت میں اعلی میں سے ادنی جانور اور ادنی میں سے اعلی جانور لے لیا جائے گا"۔اور

اس سے ملتی جلتی عبارت اسی کتاب کی جلد ۵ صفحہ ۲۰۵ میں بھی موجود ہے۔

بھینس اور فقہ حنبلی :

امام ابن قدامہ "المغنی" ج : ۲، ص : ۲۴۰ فرماتے ہیں :

"اور کیونکہ بھینس گائیوں کی انواع میں سے ایک ہے۔جیسا کہ بختی اونٹ اونٹوں کی انواع میں سے ایک ہے،جب کسی آدمی کے پاس مال میں گائیوں کی دوسری اقسام کے ساتھ بھینسیں بھی جمع ہو جائیں، بختی اونٹوں کے ساتھ عربی اونٹ بھی جمع ہو جائیں یا بھیڑیں اور بکریاں اکٹھی ہو جائیں تو ہر جنس کو دوسری کے ساتھ ملا کر نصاب مکمل کیا جائے گا،اور دونوں جنسوں کا حساب لگا کر ایک جنس سے زکوۃ لی جائے گی۔اگر دونوں جنسیں برابر ہوں اور ایک جنس کی زکوۃ کی قیمت ۱۲ درھم بنتی ہو اور دوسری جنس کی زکوۃ کی قیمت ۱۵ درھم بنتی ہو تو ان میں سے کسی ایک جنس سے ساڑھے ۱۳ درھموں کا حساب لگا کر زکوۃ وصول کر لی جائے گی۔مزید تفصیل کے لیے دیکھیں کتاب "کشاف القناع" ج : ۲، ص : ۱۹۳

بھینس اور فقہ شافعی :

(امام نووی کی کتاب)"المجموع" (لشرح المهذب) ج : ۵، ص : ۴۱۴ لکھا ہے"جب چرنے والے جانوروں کی دو یا دو سے زیادہ اقسام ہوں،مثلا اونٹوں میں عربی،بختی ،ارحبی، مھری اور مجیدی ہوں۔گائیوں کے ساتھ بھینسیں بھی شامل ہوں،یا بھینسوں کے ساتھ گایاں اور چیتل پاڑھے،بھیڑوں کے ساتھ بکریاں بھی شامل ہوں،تو جنس ایک ہونے کی وجہ سے ہر ایک جنس کا نصاب دوسری جنس سے مکمل کیا جائے گا"۔

بھینس اور حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ :

حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "بھینسیں گائیوں کی طرح ہیں"۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری دلیل :(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱) ہر وہ حدیث جس میں لفظ "بقر" موجود ہے، بھینس کی حلت (اور قربانی) کی دلیل ہے۔ کیونکہ یہ ہندی گائے ہے، اور گائیوں کی سب سے اعلیٰ قسم ہے۔ اس مضمون کے متعلق سینکڑوں احادیث وارد ہیں۔

(۲) ان میں سب سے واضح روایت وہ ہے جسے امام دیلمی نے 'مسند الفردوس' جلد ۲ صفحہ ۱۲۴ حدیث نمبر ۲۶۵۰ میں بیان فرمایا ہے 'حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: "قربانی میں بھینس سات آدمیوں کی طرف سے کفایت کر جاتی ہے" یہ حدیث ظاہرا موقوف لیکن حکما مرفوع ہے، کیونکہ ایسی بات رائے اور قیاس کی بنیاد پر نہیں کہی جا سکتی۔

(۳) مصنف "ابن ابی شیبہ" (ج : ۳، ص : ۱۲۹ کتاب الزکوۃ باب من قال فیما دون ثلاثین من البقر زکوۃ" میں ایک حدیث یوں مرقوم ہے۔ "عکرمہ بن خالد بیان کرتے ہیں مجھے "علک" نامی جگہ کے صدقات وصول کرنے کے سلسلے میں عامل مقرر کیا گیا، تو وہاں میری ملاقات کچھ ایسے بزرگوں سے ہوگئی جو رسول اللہ ﷺ کے دور میں زکوۃ ادا کرتے رہے، میں نے ان سے (گائیوں کی زکوۃ کے متعلق) پوچھا تو انھوں نے مختلف جوابات دیئے بعض کہنے لگے کہ ان میں اونٹوں والے احکام جاری کرو، اور بعض نے کہا کہ اگر ۳۰ کی تعداد ہو تو ان میں گائیوں کا ایک سالہ بچہ ادا ہوگا اور بعض نے کہا کہ اگر تعداد ۴۰ ہو تو ان میں دو دانتا ادا ہوگا، اور بھینسیں زکوۃ میں گائیوں کی طرح شمار ہوں گی"۔

یہ حدیث بالکل واضح انداز میں بتا رہی ہے کہ رسول ﷺ کے دور میں صدقات وزکوۃ جمع کرنے والے صحابہ کرامؓ نے بھینسوں کو گائیوں کے حکم میں شامل فرمایا۔

۴ امام ذھبی نے "سیر اعلام النبلاء" جلد نمبر ۴ صفحہ ۳۱۹ وصفحہ ۴۱۱ میں اور ابو نعیم الاصفہانی نے "حلیۃ الاولیاء" میں ایک قصے کو اس طرح نقل فرمایا ہے "ھشامؒ، ابن

سیرینؒ سے بیان کرتے ہیں (ہمارے علاقے میں) ایک آدمی بیمار ہوگیا تو (کسی طبیب کی جانب سے) اس کے لیے بھینس کا دودھ تجویز کیا گیا تو اس آدمی نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہؓ کی طرف پیغام بھیجا کہ ہماری طرف ایک بھینس روانہ کرو تو انہوں نے اس کے لیے نو سو (900) بھینسیں بھیج دیں، اس آدمی نے کہلا بھیجا مجھے صرف ایک بھینس درکار ہے، عبدالرحمٰن نے جواب میں کہلا بھیجا (کہ یہ ساری بھینسیں آپ ہی کے لیے ہیں، لہذا) ساری اپنے پاس رکھ لو"۔ یہ قصہ عبدالرحمٰن کے بھائی عبیداللہ کے متعلق بھی منقول ہے، اور یہ زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے"۔

لہذا (عرب علاقوں میں) عہد صحابہؓ و تابعین میں بھینسیں موجود تھیں، وہ کسی بھی انکار اور کراہت کے بغیر ان کا گوشت اور دودھ استعمال کیا کرتے تھے، اور ان سے دیگر فوائد بھی حاصل کیا کرتے تھے، یہ استدلال بالکل واضح ہے جس میں کوئی الجھن نہیں۔

کچھ اہل علم کی غلط فہمی :

"لہذا" مرعاۃ المفاتیح، ج : ۵، ص : ۸۱، فتاوی ثنائیہ ج : ۱، ص : ۸۱۰ "فتاوی مبشر احمد ربانی" ج : ۳، ص : ۳۴۴ "رسائل بہاولپوری" ص : ۷ (وغیرہ) میں جو موقف اختیار کیا گیا ہے وہ درست نہیں۔ ان لوگوں کا کہنا ہے سورۃ الحج آیت ۳۴ میں قربانی کے جانور "بہیمۃ الانعام" مذکور ہیں، ان کے سوا کسی اور جانور کی قربانی جائز نہیں، اور "بہیمۃ الانعام" سے مراد "ابل، بقر، غنم" ہیں اور "غنم" کی دو قسمیں "معز اور ضان" ہیں۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے "ابل بقر اور غنم" کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی ثابت نہیں۔ رہی بھینس تو احناف اور دیگر اہل علم اس کی قربانی کے جائز ہونے کے قائل ہیں"۔

اس کے بعد مولانا پشاوری نے صاحب "مرعاۃ" کا مفصل موقف نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

" میں کہتا ہوں کہ صاحب "مرعاۃ" کی گفتگو پر بہت سے سوالات وارد ہوتے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں ۔طوالت کے پیش نظر ہم انہیں نظر انداز کررہے ہیں۔

نوٹ:صاحب "مرعاۃ" کا مفصل موقف اوراس کا تحقیقی جائزہ کتاب ھذا کے باب نمبر ٦ میں "صاحب مرعاۃ کے شبہات" کے زیر عنوان ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا امین اللہ کے فتوی پر تبصرہ :

مولانا امین اللہ پشاوری حفظہ اللہ کے مذکورہ بالا مفصل فتوی پر کسی قسم کے تبصرہ کی کوئی گنجائش موجود نہیں ۔البتہ انہوں نے "عام" اور "مطلق" جیسے قطعی اصولوں سے بھی استدلال فرمایا ہے ۔لہذا "عام" اور "مطلق" اوران کی نوعیت دلالت کے فرق کو بصورت تبصرہ پیش کررہا ہوں، جس کی تفصیل حاضر خدمت ہے۔

"عام" اور "مطلق" کا فرق :

"عام" وہ لفظ ہوتا ہے جو بیک وقت اپنے تمام افراد پر دلالت کرتا ہے، اور "مطلق" وہ لفظ ہوتا ہے جو "علی سبیل البدل" (باری باری) اپنے افراد پر دلالت کرتا ہے۔

"عام" کی دلالت کا انداز :

"عام" کے افراد میں اگر کوئی تفاوت اورفرق نہ ہو، اور کسی قسم کی تخصیص کا بھی امکان نہ ہو تو ایسے "عام" کی دلالت قطعی اور یقینی ہوتی ہے۔ اس میں سے اگر کسی فرد کو نکالنا مقصود ہو تو اس کے لیے خاص دلیل کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب تک کوئی خاص دلیل نہ آئے تب تک اس "عام" میں تمام افراد کی شمولیت یقینی ہے۔

اوراگر "عام" کے افراد میں کسی قسم کا تفاوت اور فرق ہو، تو جس معنی، فرد یا افراد پر اس کی صفت عمومیت کامل اور واضح ہوگی اس پر عام کی دلالت متبادر، قوی اور غالب ہوگی، اور جن افراد پر "عام" کی دلالت کامل اورواضح نہ ہو تو ان افراد پر اس "عام" کی دلالت کمزور ہوگی، ان میں غور وفکر (قیاس) کی ضرورت ہوگی۔ اگر وصف عام اس کمزور فرد یا افراد میں پائی گئی اور ترجیح بھی حاصل ہوگئی تو وہ فرد یا افراد اس عام میں داخل ہو جائیں گے، ورنہ نہیں۔

"عام قطعي" کی مثال :

﴿کل شيء هالک الا وجهه﴾ (القصص : ٨٨)

"اللہ کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے"

"کل شيء" کی دلالت "شيء" ہونے کی حیثیت سے ہر چیز پر برابر ہے، اور آیت میں "الا وجهه" کے ذریعے رب العالمین کی ذات گرامی مستثنیٰ ہے۔ یا دیگر آیات کی روشنی میں رب العالمین جسے مستثنیٰ قرار دے دیں، ان کے سوا باقی سب کی فنا یقینی ہے۔

اب اگر کوئی سرپھرا مطالبہ کرے کہ میری موت کا قرآن وحدیث میں کوئی تذکرہ نہیں، لہذا میں اپنی موت کو نہیں مانتا، تو ایسا شخص ہر ایک کے نزدیک احمق ہوگا۔

"عام ظني" کی مثال :

احادیث مبارکہ میں "کل مسکر حرام" کا جملہ معروف اور متواتر ہے، اس حکم کی عام علت "سکر" ہے، اور اس کا وجود شراب میں یقینی ہے۔ اسی وجہ سے اس کی حرمت پر اہل علم کا اجماع ہے، اور شراب کے سوا باقی اشیاء، مثلا: حقہ، سگریٹ، افیون، چرس، ہیروین وغیرہ، میں اس علت "سکر" کی مقدار اور وجود کی بابت اختلاف پایا جاتا ہے۔ اب یہاں مجتہد کو غور وفکر اور قیاس کی ضرورت پیش آئے گی۔ اگر اس علت کا وجود راجح ہو جائے تو حرمت، ورنہ کراہت ثابت ہو جائے گی۔

"مطلق" کی دلالت کا انداز :

"مطلق" کی دلالت کے بھی دو انداز ہیں (ا) اپنے تمام افراد پر اس کی دلالت مساوی اور برابر ہو۔ ایسی صورت میں اس کا حکم "عام قطعي" والا ہوگا۔ یعنی "مطلق" کا اطلاق ہی اس کے تمام افراد پر حاوی اور شامل ہونے کی دلیل ہوتا ہے۔ اگر کسی فرد کو خارج کرنا ہے تو اس کے لیے مقید دلیل کی ضرورت ہے، ورنہ وہ ہرگز خارج نہ ہوگا۔

"مطلق يقيني" کی مثال :

﴿وَالْعَصْرِ ٥ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ٥﴾

" زمانہ گواہ ہے کہ یقینا انسانیت کا ہر فرد خسارے میں ہے"

اس سورہ مبارکہ میں لفظ "انسان" اپنے مفہوم کے اعتبار سے "عام"

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اپنے افراد کے لحاظ سے "مطلق" ہے۔ دونوں صورتوں میں اس لفظ کی دلالت اپنے تمام افراد پر مساوی اور برابر ہے۔ لہذا آگے کی آیات میں جن افراد کو استثناء حاصل ہے ان کے سوا باقی تمام افراد انسانیت کے لیے خسارہ یقینی ہے۔

"مطلق ظنی" کی نوعیت دلالت :

دوسری صورت یہ ہے کہ "مطلق" کی دلالت اپنے تمام افراد پر مساوی اور برابر نہ ہو۔ بلکہ بعض میں اس کی دلالت قوی، معروف اور متبادر ہو۔

اہل منطق کے ہاں "مطلق یقینی" کو "کلی متواطی" اور "مطلق ظنی" کو "کلی مشکک" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

"مطلق ظنی" کا حکم :

"مطلق ظنی" کا حکم یہ ہے کہ جس معنی میں اس کی دلالت کامل قوی یا متبادر ہو تو صرف وہی فرد یا افراد مراد ہوتے ہیں۔ اگر کسی دوسرے فرد یا افراد کو مراد لینا یا شامل کرنا مقصود ہو تو اس کے لیے خاص دلیل یا قوی قرینے کی ضرورت ہوگی۔ اگر وہاں کوئی دلیل یا قرینہ موجود نہ ہوگا تو کمزور دلالت والا فرد یا افراد مراد لینا کلام میں تاویل بعید یا تحریف کا سبب ہوتا ہے۔

"مطلق ظنی" کی معروف مثالیں :

مثلاً جب عقائد اہل سنت کا تذکرہ چل رہا ہو اور لوگ یہ کہہ رہے ہوں کہ "گستاخ رسول ﷺ کی سزا قتل ہے" اور اس امت میں لفظ "رسول" "مطلق" سے مراد جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کے سوا کوئی دوسرا رسول علیہ السلام مراد نہیں لیا جاتا۔ اب اگر کسی نے اس برگزیدہ ہستی کے سوا اللہ کا کوئی دوسرا سچا رسول مراد لیا ہے تو اس کے لیے دلیل یا قرینہ کی ضرورت ہوگی۔ جب تک کوئی دلیل یا قرینہ موجود نہ ہو تب تک دوسرا رسول مراد نہ ہوگا۔

اسی طرح "نواقض اسلام" کے تذکرے میں اگر کوئی شخص یہ بحث اٹھائے "سب الشیخین کفر ام لیس بکفر" (شیخین (دو بزرگوں) کو گالی دینا کفر ہے یا نہیں؟) تو

یہاں صرف سیدنا صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما ہی مراد ہوں گے۔ اگر کتب عقیدہ سلفیہ کی بحث چل رہی ہو اور کوئی یہ کہے کہ اس معاملے میں شیخین نے کیا لکھا ہے؟ تو اس سے مراد صرف امام ابن تیمیہ اور امام ابن قیم رحمہما اللہ ہوں گے۔

اگر کتب فقہ حنفیہ کی بحث چل رہی ہو تو شیخین سے صرف امام ابوحنیفہ و قاضی ابو یوسف رحمہما اللہ مراد ہوں گے۔ اگر کتب حدیث کا تذکرہ چل رہا ہو تو صرف امام بخاری و امام مسلم رحمهما الله مراد ہوں گے۔

میں نے یہ چند ایسی مثالیں پیش کی ہیں جن سے اہل سنت یا ان میں سے ہر ایک کے اپنے طبقے کے اندر کسی شخص کا کوئی اختلاف موجود نہیں۔ ورنہ دنیا کی ہر زبان اور ہر معاشرہ اسی طرز فکر پر چل رہا ہے۔

"مطلق ظنی" کی پہلی انطباقی مثال: مسئلہ "وضع وارسال" :

متقدمین حنابلہ میں خال خال اور متاخرین خصوصاً عرب حنابلہ، میں کافی تعداد میں علماء کرام کے ہاں نماز میں رکوع سے سر اٹھانے پر قومہ کی حالت میں ہاتھ باندھنے یا چھوڑنے کا مسئلہ زیر بحث رہتا ہے، ہر ایک فریق اپنے دلائل بھی فراہم کرتا ہے، اور بر صغیر میں شیخ بدیع الدین الراشدی اور ان کے بڑے بھائی شیخ محب اللہ الراشدی رحمہما اللہ نے اس موضوع پر خاص توجہ صرف فرمائی ہے۔

مسئلہ "وضع وارسال" میں اختلاف کا اصلی سبب اور اس کا حل :

وضع کے قائلین کی دلیلوں کا محور صرف دو الفاظ ہیں (۱) "قیام" (۲) "سدل"۔ موافق و مخالف ہر صاحب علم جانتا ہے کہ یہ الفاظ اپنے مفہوم میں "عام" اور افراد میں "مطلق" ہیں۔ اور ہر ایک کو یہ بھی معلوم ہے کہ اپنے معنی پر ان دونوں لفظوں کی دلالت مساوی بھی نہیں، بلکہ "سدل" "لٹکانا" کپڑوں میں اصل و متبادر اور اعضاء میں احتمالی ہے۔ اسی طرح "قیام" کا لفظ تکبیر تحریمہ کے بعد والے اور ہر رکعت میں "سورۃ الفاتحۃ" اور قرآن کے کسی حصہ کی قرأت والے قیام میں کامل اور متبادر ہے۔ لہذا جب تک کوئی دلیل صریح نہ آ جائے تب تک رکوع کے بعد والا "قیام" مراد لینا تاویل بعید غیر سائغ ہے۔ لہذا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب تک "وضـــع" والوں کی جانب سے جو بھی دلائل پیش کیے گئے ہیں وہ سب کے سب استدلال فاسد پر مبنی ہونے کی وجہ سے مردود اور ساقط الاعتبار ہیں۔ اور معاملہ ویسا ہی ہے جیسا کہ فضیلۃ الشیخ سید بدیع الدین الراشدی رحمہ اللہ نے اپنے رسائل و کتب میں امام احمد رحمہ اللہ سے نقل فرمایا ہے کہ اس معاملہ میں آپ کو اختیار ہے، یعنی دونوں طرف کوئی بھی نص یا قوی دلیل موجود نہیں، لہذا مسئلہ اختیاری ہے، مگر چونکہ امام احمد رحمہ اللہ سے سوال کرنے سے پہلے اس مسئلے کا اثباتاً و نفیاً کوئی وجود ثابت نہیں، اور "غنیۃ الطـالبین" شیخ جیلانی حنبلی کی تصریح کے مطابق ہاتھوں کو چھوڑنا اور اسلاف (خیر القرون) کا اکثر تعامل "ارسال" ہے۔

لہذا اس تعاملی قرینے سے "ارســال" اصل اور "وضــع" احتمالی ہے، علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "صفۃ صلـوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانک تراھا" میں اسی فاسد استدلال کی جہت سے اس مسئلہ کو بدعت قرار دیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ فریقین کی طرف سے یہ مسئلہ استدلال کے لحاظ سے فاسد اور اپنی نوعیت کے لحاظ سے اختیاری ہے، اور خیر القرون کا مجموعی تعامل "ارســال" کو ترجیح دیتا ہے۔ واللہ اعلـم بالصواب۔

"عام و مطلق" اور مسئلہ بھینس :

اب زیر بحث مسئلہ کو لیجیے، اس مسئلہ کی بنیاد چار نصوص "بھیمۃ الانعام، الانعام، بقر، مسنۃ" (دودانتے) اور بھینس کی "بقر" میں شمولیت کی بابت اجماع امت پر قائم ہے۔

یہ چاروں نصوص اپنے مفہوم جنسی کے لحاظ سے "عام" اور اپنے مفہوم نوعی و فردی کے لحاظ سے "مطلق" ہیں، اب اگر ان الفاظ کی دلالت اپنی تمام انواع و افراد پر مساوی یا برابر ہے، تو اس میں بھینس کی شمولیت یقینی و بے خطا ہے۔ اسے مستثنیٰ قرار دینے کے لیے مانعین کو دلیل خاص پیش کرنا ہوگی۔ اور پوری امت کے ہاں بھینس کی یہی حیثیت ہے۔

اور اگر ان الفاظ کی دلالت اپنی انواع یا افراد پر مساوی نہیں تو مانعین کو یہ ثابت کرنا

پڑے گا کہ یہ الفاظ فلاں معنی میں "متبادر" اور "قوی الدلالۃ" ہیں۔ جب تک کوئی دلیل یا قرینہ نہ پایا جائے تب تک بھینس کو شامل کرنا ممنوع ہے۔ مگر یہ انداز استدلال مانعین کے خیال کے سوا اور کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

ارسال کردہ خطوط میں سوال کا بیان

جیسا کہ مقدمہ میں اشارہ کر چکا ہوں کہ مختلف علماء کرام کی طرف خطوط ارسال کئے تھے، اور ان خطوط میں بھیجا ہوا سوال یوں تھا :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از بہاولپور، ۹۸_۵_۵ء

فضیلۃ الشیخ جناب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

گزارش یہ ہے کہ اس سال عیدالاضحیٰ کے موقع پر مسئلہ زیر بحث آیا کہ بھینس کی قربانی جائز ہے یا ناجائز؟

علماء بہاولپور کا موقف یہ ہے کہ بھینس کی قربانی کا چونکہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے کوئی ثبوت نہیں، اور قرآن پاک کی "سورۃ الانعام" والی آیت (۱۴۳_۱۴۴) میں آٹھ نر و مادہ کا ذکر ہے، اور ان میں بھینس شامل نہیں لہذا اس کی قربانی بھی جائز نہیں (یہاں سے قربانی کا استدلال درست نہیں۔

کیونکہ یہ سورۃ مکی ہے اور احکام قربانی مدینہ میں نازل ہوئے ہیں۔)

جب کہ دوسرے شہروں سے یہاں (بہاولپور) میں آنے والے علمائے کرام کا موقف اس کے برعکس ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ بھینس کی قربانی اگر چہ مسنون نہیں مگر اس کا جواز ضرور ہے۔ کیونکہ "سورۃ الحج" آیت (۲۸_۳۴) میں اللہ تعالیٰ نے قربانی کے لئے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بہیمۃ الانعام" (مویشی چوپایوں) کی شرط لگائی ہے۔

اور "بہیمۃ الانعام" کا لفظ عام ہے، جس کو اجماع امت نے گھریلو پالتو جانوروں کے ساتھ خاص کیا ہے، اور یہ بھی باجماع امت سب پر واضح ہے کہ بھینس بھی پالتو جانور اور "بہیمۃ الانعام" میں سے ہے۔ لہٰذا باقی جانوروں کی طرح یہ بھی قربانی کے جانوروں میں داخل ہے۔

اگر "سورۃ الحج" والی مدنی آیت کو "سورۃ الانعام" والی مکی آیت سے خاص بھی مان لیں۔ اور "بہیمۃ الانعام" سے "ابل، بقر، غنم" مراد لیں تب بھی مسئلہ واضح ہے۔ کیونکہ اہل لغت اور فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ بھینس "بقر" (گائے) کی ایک نوع ہے۔ لہٰذا جس طرح "بقر" قربانی کے جانوروں میں شامل ہے اسی طرح "جاموس" (بھینس) بھی قربانی کے جانوروں میں شامل ہے۔ کسی صریح اور صحیح دلیل کے بغیر اس کو "بقر" سے خارج کرنا صحیح نہیں۔

مزید برآں قربانی کے احکام پوری دنیا کے لئے ہیں، جن کو دنیا کے کسی خاص علاقے کے ساتھ محدود کرنا درست نہیں۔

یہاں پر یہ مسئلہ باعث نزاع بنا ہوا ہے۔ لہٰذا آپ اس بارے میں اپنی تحقیق کی روشنی میں فتویٰ ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ تاکہ ضعیف موقف ہم پر واضح ہو جائے۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

اخوکم فی الدین:

محمد حنیف ونیس

بمعرفت سراج لاک میکر

گری گنج بازار، بہاولپور

مولانا ابو عمر عبدالعزیز نورستانی حفظہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ

وضاحت:

(۱)۔ مولانا ابو عمر عبدالعزیز نورستانی حفظہ اللہ کی اپنی زبان چونکہ اردو نہیں، لہٰذا تذکیر و تانیث کو میں نے درست کر دیا ہے۔

(۲)۔ عام لوگوں کی سہولت کی خاطر عربی عبارات کا اردو میں ترجمہ بھی کر دیا ہے۔ جو تمام اہل فتاویٰ نے چھوڑ دیا تھا۔

(۳)۔ میں نے فتاویٰ علمائے حدیث فتویٰ مولانا امین اللہ پشاوری حفظہ اللہ اور فتویٰ مولانا ابو عمر عبدالعزیز نورستانی حفظہ اللہ تعالیٰ سے بہت کچھ اخذ کیا ہے۔ حتیٰ کہ "الشرح الممتع" کی عبارت مولانا نورستانی کے فتویٰ ہی سے نقل کی ہے۔ البتہ باقی تمام حوالے اصل کتابوں سے لئے گئے ہیں۔

اصل فتویٰ کا آغاز:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب واللّٰہ الموفق للصواب

الحمد للّٰہ رب العلمین، والصلوۃ والسلام علی محمد والہ وصحبہ وسلم. اما بعد:

واضح ہو کہ قرآن وحدیث کے تتبع واستقراء سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی حدیث میں قربانی کے لئے کسی خاص جانور کو اس طرح معین نہیں کیا کہ اس کے بغیر اور کسی جانور کی قربانی جائز نہ ہو۔ بلکہ قرآن وحدیث کے استقراء سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی ایک عبادت ہے، جس سے محض تقرب الی اللّٰہ ہی مراد ہے۔ قرآن حدیث میں اس کی ترغیب ہے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۔لہٰذا تقرب الی اللہ ہر اس جانور سے جائز و درست ہے جس سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے منع نہیں فرمایا۔ ابن حزمؒ فرماتے ہیں:

" وذالک ان الاضحية قربة الى الله تعالىٰ ، فالتقرب الى الله تعالىٰ بكل ما لم يمنع منه قرآن ولا نص سنة حسن ، و قال تعالىٰ ﴿ وافعلوا الخير لعلكم تفلحون ﴾ والتقرب اليه عزوجل بما لم يمنع من التقرب اليه به فعل خير ".

(محلی ابن حزم، ج : ۷ ، ص : ۳۷۰)

"اور یہ اس لئے کہ قربانی اللہ کا قرب حاصل کرنا ہے۔ لہٰذا ہر اس چیز سے اللہ کا قرب حاصل کرنا اچھا ہے جسے قرآن نے یا سنت کی واضح دلیل نے منع نہیں کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (اور تم نیکیاں کرو، تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ) اور ہر وہ چیز جس سے اس کا قرب حاصل کرنے سے منع نہیں کیا گیا وہ نیکی ہے۔"

ہم قرآن وسنت کا تتبع واستقراء کر کے دیکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے بھینس کی قربانی سے منع نہیں فرمایا، بلکہ فرمایا ہے کہ:

((اى الرقاب افضل ؟ قال : اغلاها ثمنا وانفس عند اهلها)) (بخاری، ج : ۱ ، ص : ۳۴۲)

"آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کونسی گردن افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا جو قیمت میں سب سے مہنگی اور مالک کے ہاں سب سے عمدہ ہو۔"

یہی وجہ ہے کہ امام ابن حزمؒ فرماتے ہیں:

" فيهما فضل الاكبر فالاكبر جسما ومنفعة للمساكين ".

(محلی، ج : ۷ ، ص : ۳۷۱)

"ان دونوں صفات (مہنگی وعمدہ) میں جسم کے اعتبار سے درجہ بدرجہ بڑے اور مساکین کے لئے نفع آور جانوروں کی فضیلت ہوگی۔"

یہ صفت بھینس میں بھی پائی جاتی ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو بحیثیت مسلمان اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے کلام میں غور کرنا چاہیئے۔ قرآن وسنت کے الفاظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قربانی کے سلسلہ میں اپنی کتاب میں فرمایا:

﴿ ليشهدوا منافع لهم ويذكروا اسم الله في ايام معلومات على ما رزقهم من بهيمة الانعام فكلوا منها واطعموا البائس الفقير ﴾ (سورة الحج : ۲۸)

" تاکہ وہ اپنے منافع میں حاضر ہوں اور معلوم دنوں میں (بوقت ذبح) ان مویشی جانوروں پر جو اللہ نے ان کو دیئے ہیں اللہ کا نام لیں تو ان جانوروں میں سے خود بھی کھاؤ اور تکلیف والے محتاجوں کو بھی کھلاؤ۔"

نیز فرمایا:

﴿ ولكل امة جعلنا منسكا ليذكروا اسم الله على ما رزقهم من بهيمة الانعام ﴾ (سورة الحج : ۳۴)

"اور ہر امت کے لئے ہم نے قربانی بنائی ہے، تاکہ وہ (بوقت ذبح) ان مویشی جانوروں پر جو اللہ نے ان کو دیئے ہیں اللہ کا نام لیں۔"

اب لفظ "بهيمة" اور "انعام" کو جاننا چاہیے۔ تو لغت میں "بهيمة" ہر چارپائے چرنے والے جانور کو کہتے ہیں۔ جیسے اونٹ، بیل، گائے، بکری، بھیڑ وغیرہ۔ اس لئے کہ وہ "بهم" ہے یعنی بات نہیں کرسکتا۔ (لغات الحدیث، ج : ۱ ، ص : ۱۲۲)

"نعم" چوپایا۔ عربی کا محاورہ ہے "ساقوا النعم" چرانے والے جانوروں کو یا اونٹوں کو ہنکا لے گئے۔ "انعام" اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری۔ (لغات الحدیث، ج : ٤ ، ص : ١٠٤)

تو "بهيمة الانعام" کے معنی چوپائے مویشی کے ہیں۔ اس معنی میں بستی والے (پالتو) جانور اونٹ گائے، بکری اور جنگلی شکار کر کے کھانے کے قابل جانور مثلاً (نیل) گائے، ہرن یہ سب داخل ہیں۔ "انعام" کے لفظ میں چوپائے درندے داخل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔ کیونکہ عرب کے محاورہ میں درندوں کے نام جدا ہیں۔ اسی حکم شرعی کے جتلانے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ سب درندے چوپائے حرام ہیں۔

(احسن التفاسیر ، ۲ ، ص : ۱۹)

معلوم ہوا کہ قربانی اس جانور سے ہونی چاہئے جو حلال و طیب ہو۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور نبی کریم ﷺ نے اس کی قربانی سے روکا نہ ہو۔ خواہ جانور چرندہ ہے یا پرندہ ہے۔ بشرطیکہ ماکول اللحم (وہ پرندہ یا چرندہ جس کا گوشت کھانا حلال) ہو۔ مگر چونکہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے جانوروں کی جنس ونوع کے اطلاق کے ساتھ ساتھ ان جانوروں کے کچھ اوصاف بیان کئے ہیں، جن کی وجہ سے پرندے خود بخود اس اطلاق سے نکل جاتے ہیں۔ مثلاً رسول ﷺ نے بھیڑوں میں جذع (کھیرا مینڈھا) ایک سالہ شرط لگایا ہے، اور اونٹ، گائے، بکری، بھیڑ میں "مسن، ثنی " کے (دودانتے کی شرط لگائی ہے۔) اس طرح دم کٹے، سینگ کٹے، کان کٹے وغیرہ عیب دار جانور سے منع فرمایا ہے۔ اور یہ اوصاف چرندوں کے علاوہ پرندوں میں نہیں پائے جاتے لہٰذا حلال "ماکول اللحم " چرندوں کی قربانی بنا بر قواعد شرعیہ جائز و درست ہے۔

(۲)...... حجاز میں زمانہ نبوت وعہد صحابہ میں بھینس کا وجود تھا ہی نہیں۔ لہٰذا بھینس کی قربانی کا ثبوت قول وفعل تقریر رسول اللہ (ﷺ) اور صحابہؓ وتابعینؒ سے نہیں پایا جاتا، اور یہ عدم ثبوت موثر عدم جواز کے لئے نہیں۔ کیونکہ اصولیین کا مقولہ مشہور ہے کہ:

" لا یلزم من عدم النقل عدم الثبوت ، وعدم النقل لا ینفی الوجود " .

"کسی چیز کے منقول نہ ہونے سے اس کے ثبوت کا نہ ہونا۔ اور کسی چیز کے منقول نہ ہونے سے اس کے وجود کی نفی لازم نہیں آتی "

لیکن میں اس قاعدہ اصولیہ سے سوفیصد موافق نہیں ہوں لہٰذا میں یوں کہتا ہوں کہ:

" ان عدم النقل فی الامور الدینیة یدل علی عدم الثبوت "

"یقیناً امور دینیہ میں کسی چیز کا منقول نہ ہونا اس کے ثبوت نہ ہونے کی دلیل ہے۔"

لہٰذا مسئلہ ما نحن فیہ میں یوں کہنا چاہیے :

" ان التضحیة بالجاموس لم ینقل عن رسول اللہ ﷺ ولا عن اصحابه لاجل عدم وجود هذا النوع فی عهد النبی ﷺ واصحابه . لا لاجل ان التضحیة بالجاموس لا یجوز " .

"بھینس کی قربانی نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام سے اس وجہ سے منقول نہیں کہ آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے دور میں یہ موجود نہ تھی۔ اس وجہ سے نہیں کہ بھینس کی قربانی جائز ہی نہیں۔"

(۳)...... نیز بھینس جنس "بقر" سے ہے۔ چنانچہ فقہاء نے تصریح کی ہے :

امام مالکؒ فرماتے ہیں :

" وكذلك البقر والجواميس ، تجمع فی الصدقة علی ربها . وقال انما هی بقر كلها ، فان كانت البقر هی اكثر من الجواميس ، ولا تجب علی ربها الا بقرة واحدة ، فليأخذ من البقر صدقتهما . وان كانت الجواميس اكثر فليأخذ منها فان استوت فليأخذ من ايتهما شاء . فاذا وجبت فی ذالك الصدقة صدق جميعاً " .

(موطا امام مالک، ص : ۱۸۰)

"اور اسی طرح گائیوں اور بھینسوں دونوں کو ان کے مالک پر زکوۃ میں جمع کیا جائے گا، اور امام مالکؒ نے فرمایا کیونکہ یہ ساری گائیاں ہی ہیں۔ پھر اگر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھینسوں سے گائیاں زیادہ ہوں اور مالک پر صرف ایک ہی گائے کی زکوۃ آتی ہو تو دونوں جنسوں کی زکوۃ گائیوں سے ہی لی جائے گی، اور اگر بھینسیں زیادہ ہوں تو ان سے زکوۃ لی جائے گی۔ اور اگر برابر ہوں تو پھر جس جنس سے چاہے زکوۃ لے لے۔ اور اگر دونوں جنسوں میں زکوۃ واجب ہو تو دونوں کی زکوۃ وصول کی جائے گی۔"

امام زرقانیؒ فرماتے ہیں :

" والجواميس جمع جاموس ، نوع من البقر " .

(ج : ۲ ، ص : ۵۸)

"اور "جواميس" (کالفظ) "جاموس" کی جمع ہے، جو گائے کی ایک نوع ہے۔"

مولانا زکریا صاحب "اوجز المسالك " میں فرماتے ہیں :

" (انما هي بقر كلها) في اللغة ، فمفهوم النص يتنا ولها كلها ، قال الخرقي : الجواميس كغيرها من البقر . قال الموفق : لا خلاف في هذا نعلمه ، وقال ابن المنذر : اجمع كل من يحفظ عنه من اهل العلم على هذا . ولان الجواميس من انواع البقر " (اوجز المسالك ، ج : ۳ ، ص : ۲۰۲)

"امام مالکؒ کے قول (انما هي بقر كلها) کا مطلب یہ ہے کہ لغت میں یہ سب گائیاں ہیں۔ تو نص (بقر) کا عموم دونوں جنسوں کو شامل ہوگا۔ امام خرقی فرماتے ہیں: بھینس بھی دوسری انواع کی طرح گائے کی ایک نوع ہے۔ امام موفق فرماتے ہیں: اس مسئلہ میں ہمیں کسی کا اختلاف معلوم نہیں ہے۔ امام ابن المنذرؒ فرماتے ہیں: اہل علم میں ہر وہ شخص جس کا علم محفوظ کیا جاتا ہے اس پر متفق ہے، نیز اس وجہ سے (بھی نص کا عموم دونوں انواع کو شامل ہے) کہ بھینس

گائے کی انواع میں سے ہے۔"

" قال ابن قدامة في ذيل قول الخرقي : الجواميس كغيرها من البقر ، لا خلاف في هذا نعلمه ، وقال ابن المنذر : اجمع كل من يحفظ عنه من اهل العلم على هذا ولان الجاموس من انواع البقر كما ان البخاتي من انواع الابل "

. (المغني ، ج : ٤ ، ص : ٣٤ـ٣٥)

"امام خرقیؒ کے قول (بھینس دوسری انواع کی طرح گائے کی ایک نوع ہے) کے تحت امام ابن قدامہؒ فرماتے ہیں کہ اس بارہ میں ہمیں کسی کا اختلاف معلوم نہیں ہے، اور ابن منذرؒ فرماتے ہیں: اہل علم میں ہر وہ شخص جس کا علم محفوظ کیا جاتا ہے اس پر متفق ہے، نیز اس لئے کہ جس طرح بختی اونٹ، اونٹوں کی ایک نوع ہے، اسی طرح بھینس گائے کی انواع میں سے ہے۔"

الشيخ محمد بن صالح العثيمينؒ فرماتے ہیں :

" واما البقر ايضا فتشمل البقر المعتادة والجواميس " .

(الشرح الممتع على زاد المستقنع ، ج : ٦ ، ص : ٥١)

"رہا لفظ "بقر" تو یہ معروف گائے کو بھی شامل ہے اور بھینس کو بھی۔"

امام ابو بکر بن محمد بن ابراہیم بن المنذرؒ نیساپوری (المتوفی ۳۱۸ھ) نے تو بھینس کے حکماً جنس "بقر" سے ہونے پر اجماع نقل کیا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں :

" واجمعوا على ان حكم الجواميس حكم البقر " .

(الاجماع لابن المنذر ، ص : ٣٨ ، تحقيق ابو حماد صغير احمد بن محمد حنيف)

"اور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ بھینس کا حکم گائے والا ہے۔"

(۴)...... نیز "بهيمة الانعام" کے عموم پر نظر کرتے ہوئے بھینس کی قربانی کو جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵)......نیز شریعت مطہرہ کی وسعت وسہولت بھی اسی جواز کے لئے قرینہ تو یہ ہے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وما جعل علیکم فی الدین من حرج﴾ (الحج : ۷۸)

"اور اللہ نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں بنائی۔"

﴿یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر﴾

(البقرۃ : ۱۸۵)

"اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے تنگی نہیں چاہتا۔"

"یسرا ولا تعسرا بشرا ولا تنفرا" .

(بخاری ، ج : ۲ ، ص : ۱۰۶۳) عن معاذ جبل رضی اللہ عنہ)

"(اے ابوموسیٰ اشعری ومعاذ بن جبل:) تم دونوں (لوگوں پر) آسانی کرو تنگی نہ کرو۔ خوشخبری سناؤ بھگاؤ مت۔"

مذکورہ بالا وجوہات کی بنا پر میری ناقص رائے میں ان علماء کا موقف درست اور صحیح ہے جو جواز کے قائل ہیں۔

ھذا واللہ اعلم وصلی اللہ علی محمد وآلہ وصحبہ وسلم .

کتبہ:

ابو عمر عبدالعزیز نورستانی

۱۲/۵/۹۹۸ (مع مہر ودستخط)

مولانا نورستانی کے مذکورہ بالا فتوی پر تبصرہ :

اس میں کوئی شک نہیں کہ مولانا نورستانی حفظہ اللہ نے اپنی طرف سے نہایت تحقیقی اور علمی فتوی صادر فرمایا ہے، اور ۶۰ سے زائد خطوط میں صرف یہی ایک سب سے زیادہ

مفصل جواب اثبات میں ملا ہے۔ مگر میری تحقیق میں فضیلۃ الشیخ حفظہ اللہ نے جو اللہ کا قرب حاصل کرنے، عدم منع، حلال وطیب ہونے، دین میں آسانی، گردن کے عمدہ اور مہنگا ہونے کے عام اصولوں سے استدلال فرمایا ہے، اور صرف پرندوں کو خارج کیا ہے، یہ استدلال حلال جانوروں اور حلال پرندوں کی حلت کے لئے تو درست ہے۔ مگر قربانی کے لئے درست نہیں۔ کیونکہ جنگلی حلال جانور عہد نبوی ﷺ اور عہد صحابہ میں بھی موجود تھے، مگر ان کی قربانی ثابت نہیں۔ اور ویسے بھی "سورۃ الحج" کی قربانی والی آیت کے اندر اللہ تعالیٰ نے ﴿علی ما رزقھم﴾ میں "رزق" کے مفعول بہ (ھم) کی نسبت انسانوں کی طرف فرما کر پالتو "بھیمۃ الانعام" کی تحدید کی طرف اشارہ فرمادیا ہے۔ خواہ وہ کسی بھی علاقہ کے ہوں۔

قربانی میں اگرچہ اللہ کا قرب حاصل کرنا ہی مقصود ہوتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿لن ینال اللہ لحومھا ولا دماء ھا ولکن ینالہ التقوی منکم﴾ (الحج : ۳۷)

"قربانیوں کا گوشت اور خون اللہ تک ہرگز نہیں پہنچتا، بلکہ اللہ تک تو تمہارا تقویٰ (خلوص) پہنچتا ہے۔"

مگر اس تقرب سے مراد عام تقرب نہیں، جو پورا سال جاری رہتا ہے۔ بلکہ صرف عید کے چار دنوں (۱۰-۱۱-۱۲،۱۳) والا تقرب ہی مراد ہے، عام تقرب کے لئے لفظ "قُرب" ہے۔ جیسا کہ جمعہ کی فضیلت والی حدیث میں وارد ہے۔ جو سارا سال کوئی بھی حلال جانور یا پرندہ اللہ کے لئے صدقہ کر کے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس فرق کے معلوم نہ ہونے کی وجہ سے امام ابن حزمؒ اور کچھ دیگر علماء کرام نے سہواً ہر حلال جاندار چرند پرند یا صرف چرند کی قربانی کو جائز قرار دے دیا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعت غرباء اہل حدیث کراچی کا فتویٰ

ارسال کردہ خط کا جواب جماعت غرباء اہل حدیث کراچی کے نائب مفتی، جناب مولانا محمد ادریس سلفی صاحب اور مفتی جناب مولانا عبدالقہار صاحب کی طرف سے یوں موصول ہوا ہے۔ لکھتے ہیں :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جماعت غرباء اہلحدیث پاکستان کراچی

حافظ عبدالقہار نائب مفتی

الجواب بعون الوہاب

صورت مسؤلہ میں واضح ہو کہ شرعاً بھینس چوپایہ جانوروں میں سے ہے، اور اس کی قربانی کرنا درست ہے۔ کیونکہ گائے کی جنس سے ہے۔ گائے کی قربانی جائز ہے، اس لئے بھینس کی قربانی جائز و درست ہے۔

اس دلیل کو اگر نہ مانا جائے تو گائے کے ہم جنس بھینس کے دودھ اور اس کے گوشت کے حلال ہونے کی بھی دلیل مشکوک ہو جائے گی۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

﴿ولکل امة جعلنا منسکا لیذکروا اسم اللّٰہ علی ما رزقھم من بھیمة الانعام﴾ (سورة الحج : ٣٤)

"اور ہم نے ہر امت کے لئے قربانی بنائی تا کہ وہ ان مویشی چوپایوں پر جو اللہ نے ان کو دیئے ہیں (بوقت ذبح) اللہ کا نام لیں۔"

﴿لیشھدوا منافع لھم ویذکروا اسم اللّٰہ فی ایام معلومات علی ما رزقھم من بھیمة الانعام﴾ (الحج : ٢٨)

"تا کہ وہ اپنے منافع میں حاضر ہوں اور معلوم دنوں میں (بوقت ذبح) ان مویشی جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے ان کو دیئے ہیں۔"

پس "بھیمة الانعام" کے عموم میں بھینس داخل ہے، اس لئے بھینس کا دودھ اور

گوشت حلال ہے، اور اس کی قربانی بھی جائز اور درست ہے۔ علماء و فقہاء اور اہل لغت کے اجماع و اتفاق سے یہ "بقر" کی جنس سے ہے۔ لہٰذا اس کی حلت اور قربانی دونوں کے متعلق خاص ثبوت اور نص صریح مذکور نہیں ہے۔

پھر یہ بات بھی کہ بھینس ہر ملک میں نہیں پائی جاتی، بلکہ پاک و ہند، مصر، ترکی اور کسی بھی ملک میں اس کا وجود ہو۔ جبکہ گائے تقریباً ہر ملک میں پائی جاتی ہے۔ تو اس کی قلت یا نادر الوجود ہونے کی بنا پر قرآن و حدیث میں صراحت کے ساتھ اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ پس جس طرح اس کے دودھ اور گوشت کے حلال ہونے کی کوئی خاص دلیل موجود نہیں ہے۔ اسی طرح اس کی قربانی کے سلسلہ میں بھی قرآن و حدیث اور بیشتر کتب فقہ میں خاموشی پائی جاتی ہے۔ حدیث شریف میں مروی ہے:

((وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنھا))

(رواہ الدارقطنی)

"اور اللہ تعالیٰ کسی بھول چوک کے بغیر (جان بوجھ کر) کچھ چیزوں کے بارہ میں خاموش رہے ہیں، لہٰذا آپ ان کی کرید مت کریں۔"

((...... فما احل فھو حلال، وما حرم فھو حرام، وما سکت عنه فھو عفو، وتلا ﴿قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمه الا ان یکون میتة او دما مسفوحا﴾ (الآیة) (رواہ ابو داؤد)

"پس جو اللہ نے حلال کیا ہے وہ حلال ہے، اور جو حرام کیا ہے وہ حرام ہے، اور جس کے بارہ میں خاموش رہے وہ معاف ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی "فرما دو: اس میں جو میری طرف وحی کیا گیا ہے میں کوئی چیز بھی حرام نہیں پاتا، مگر اپنی موت مرنے والا (حلال) جانور، (بوقت ذبح) بہا ہوا خون۔"

ایسے مسائل میں خاموشی اختیار کی جائے اور بحث مباحثہ نہ کیا جائے، اور جس کے بارہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے خاموشی اختیار کی ہے وہ یعنی اس کا استعمال

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاف ہے کوئی حرج کی بات نہیں ۔واللہ سبحانہ اعلم

الجواب صحیح۔ عبدالقہار عفی عنہ

۲۱ محرم الحرام ۱٤٠٥ھ

جماعت غرباء کے مذکورہ بالا فتوی پر تبصرہ :

مذکورہ بالا فتوی میں اگر چہ علمی لحاظ سے بہت معقول موقف اختیار کیا گیا ہے ،مگر کچھ چیزیں محل نظر ہیں مثلاً :

(۱) ...... دار قطنی کی روایت کہ :

”اللہ تعالی نے کچھ چیزوں کے بارے میں جان بوجھ کر خاموشی اختیار فرمائی ہے، ان کی کرید نہ کرو“

جناب کا بھینس کو "بھیمۃ الانعام" میں مان کر حلت وقربانی کے جواز کا حکم لگانا خود کرید اور نتیجہ کرید کا ثبوت ہے۔

(۲) ......"عفو" کے عموم سے حلت کا استدلال تو صحیح ہے نہ کہ قربانی کا۔اس طرح حلال جنگلی پرندوں اور جانوروں کی قربانی کا سوال ابھرے گا جو کئی وجوہ سے محل نظر ہے۔ جیسا کہ عنقریب باب ۶، مانعین کے چوتھے اور پانچویں شبہ کے ذیل میں بیان ہوگا۔ ان شاء اللہ العزیز

مولانا حافظ احمد اللہ فیصل آبادی کا فتوی

جناب مولانا حافظ احمد اللہؒ، جن کے حالات زندگی کی کچھ جھلکیاں ”مجلۃ الدعوۃ“ ج : ۱۰، ش :۳، بابت مارچ :۱۹۹۹ء ذیقعدہ : ۱۴۱۹ھ کے ص : ۴۶ میں شائع ہو چکی ہیں، وہ ارسال کردہ خط کا جواب اپنے مکتوب گرامی میں یوں دیتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم ومکرم محمد حنیف وینس صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

کے بعد عرض ہے کہ میری کئی سالوں کی تحقیق ہے کہ بھینسے کی قربانی جائز ہے ۔لہٰذا میں آپ کے ساتھ بھینسے کی قربانی کرنے میں متفق ہوں، اور اس بات پر بھی متفق ہوں کہ "سورۃ الحج" میں جو اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

﴿ لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقہم من بہیمۃ الانعام ﴾

یہ لفظ عام ہے ۔اور ہر پالتو جانور کو شامل ہے ۔نص قرآن سے کسی حیوان کو خارج کرنا صحیح نہیں ۔رسول اللہ ﷺ کا "جاموس" (بھینس) کو قربانی نہ کرنا اس کے مختلف وجوہ ہو سکتے ہیں ۔مثلاً "جاموس" کی حجاز میں قلت کی وجہ سے قربانی نہ کی ہو، یا اور کوئی وجہ ہو ۔لہٰذا نبی اکرم ﷺ کے فعل سے عدم جواز کی دلیل صحیح نہیں ۔بعض علماء کا یہ کہنا کہ "جاموس ، بقر" کی جنس نہیں ہے، کیونکہ ان دونوں کی صورت میں بڑا فرق ہے ۔یہ بات صحیح نہیں ۔کیونکہ دنبہ اور مینڈھا ان کی صورتوں میں فرق ہے، کیونکہ دنبے کی چکی ہوتی ہے اور مینڈھے کی چکی نہیں ہوتی ۔یہ واضح فرق ہے، اور با الاتفاق اہل لغت کے ہاں اس کو "ضان" کہا جاتا ہے۔

اور بظاہر ”ضان“ کی چار قسمیں ہیں، بھیڑ اور مینڈھا، دنبہ اور دنبی ۔حالانکہ قرآن مجید میں ان کو دو قسمیں ہی کہا ہے ۔جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا :

﴿ من الضان اثنین ومن المعز اثنین ﴾

اور تعجب ہے کہ لغت عرب میں ان چھ قسموں (بھیڑ، مینڈھا، دنبہ، دنبی اور بکرا بکری) کے لئے "غنم" کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے، اور ان اقسام میں بڑا فرق ہے ۔اس لئے (یہ) بات غلط ہوئی کہ "جاموس ، بقر" کی نوع نہیں ہے ۔اور رسول اللہ ﷺ نے حج میں اونٹ ذبح کئے، اور گھر میں قربانی کے لئے "کبشین اقرنین" (مشکوۃ المصابیح ، باب فی الاضحیۃ) (دو سینگوں والے مینڈھے) کا ذکر ہے ۔تو صراحتاً دنبے اور دنبی کی قربانی کا ذکر نہیں ہے، اس لئے یہ کہنا کہ دنبے کی قربانی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناجائز ہے،اوراس طرح "جاموس" کی قربانی کوناجائزقراردینابھی غلط ہے۔

علامہ ابوالبقاءالدمیریؒ جس کے متعلق علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں :

" وبرع في التفسير ، والحديث ، والفقه ، واصوله ، والعربية ، والادب ، وغير ذالک ، وتصدى للاقراء والافتاء ".

''اورامام دمیریؒ نے تفسیر،حدیث،فقہ،اصول فقہ،عربی اورادب وغیرہ میں خوب مہارت حاصل کی،اور پڑھانے اورفتوی دینے کی طرف بھی متوجہ ہوئے۔''

حیوۃ الحیوان ، ص : ۱۸٦"البقرالاهلی " کے ذکرمیں فرماتے ہیں :

" وهي اجناس ، فمنها الجواميس ، وهي اكثر ها البانا ، واعظمها اجساما ، قال الجاحظ : الجواميس ضان البقر ، وهذا يقتضي انها اطيب ، وافضل من العراب ، حتىٰ انها تكون مقدمة عليها في الاضحية ".

"اور"بقر اهلی " (پالتو گائے) کی کئی جنسیں ہیں۔ان میں سے ایک بھینس ہے، جودودھ میں سب سے زیادہ اورجسم میں سب سے بڑی ہے۔علامہ جاحظ فرماتے ہیں کہ بھینس بھیڑ صفت گائے ہے۔یہ اس بات کا تقاضا ہے کہ یہ گائے سے زیادہ عمدہ اورافضل ہے۔یہاں تک کہ اسے قربانی میں گائے پر فوقیت دی جاتی ہے"۔

اورمشاہدہ سے یہ بات معلوم ہے کہ"جوامیس " کا گوشت کم ضرر(رساں۔) اورجلد ہضم ہونے والا ہے بہ نسبت گائے کے۔ **هذا ما عندي والله اعلم بالصواب .**

(صرف دستخط، العبد احمد اللہ عفی اللہ عنہ ۹۸،۵ _ ۱۹)

نوٹ :ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا (بکبشین اقرنین) ا ی طرح (عن۔) ابی سعید کان یضحی بکبشن اقرن ۔"کبش"کا معنی مینڈھا ہے دنبہ نہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 5

مانعین کے فتاوی اوران کا تحقیقی جائزہ

میری ناقص معلومات کے مطابق ہندوستانی و پاکستانی علماء سابقین میں سب سے پہلے جس عالم نے صراحت کے ساتھ زیر بحث مسئلہ میں عدم جواز کا فتوی صادر فرمایا ہے وہ حضرت مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑی امرتسری رحمہ اللہ کی ذات گرامی ہے۔اور چونکہ بہاولپور کے اندر دین حق کی اشاعت میں بالواسطہ ان کا بھی حصہ ہے۔شاید اسی وجہ سے بہاولپور کے اہل حدیث حضرات کے اکثر عوام و خواص میں بھی یہ مسئلہ عدم جواز سے متعارف ہو گیا۔

اور دور حاضر کے علماء میں سے جناب محترم ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی کا فتوی تفصیلاً نفی میں موصول ہوا ہے۔

پہلے جناب حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ اور پھر جناب ابو جابر عبداللہ دامانوی کا فتویٰ اور ہر فتوی پر تبصرہ حاضر خدمت ہے۔

جناب حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ کا فتوی

مولانا موصوف فتاوی اہل حدیث میں لکھتے ہیں :

"بھینسے کی قربانی کا حکم"

سوال: کیا بھینسا (کٹا) قربانی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: قرآن مجید پارہ ۸ رکوع ۴ میں "بهيمة الانعام" کی چار قسمیں بیان کی ہیں۔دنبہ، بکری، اونٹ، گائے۔بھینس ان چاروں میں نہیں۔اور قربانی کے متعلق حکم ہے کہ وہ "بهيمة الانعام" سے ہو۔اس بنا پر بھینس کی قربانی جائز نہیں ہے۔

ہاں زکوۃ کے مسئلہ میں بھینس کا حکم گائے والا ہے۔

یاد رہے کہ بعض مسائل احتیاط کے لحاظ سے دو جہتوں والے ہوتے ہیں اور عمل احتیاط پر کرنا پڑتا ہے۔

ام المؤمنین سودہؓ کے والد زمعۃ کی لونڈی سے زمانہ جاہلیت میں عتبہ بن ابی وقاص نے زنا کیا لڑکا پیدا ہوا، جو اپنی والدہ کے پاس پرورش پاتا رہا۔زانی مر گیا اور اپنے بھائی سعد بن ابی وقاصؓ کو وصیت کر گیا کہ زمعہ کی لونڈی کا لڑکا میرا ہے، اس کو اپنے قبضہ میں کر لینا۔فتح مکہ کے موقع پر سعد بن ابی وقاص نے اس لڑکے کو پکڑ لیا اور کہا کہ یہ میرا بھتیجا ہے۔زمعہ کے بیٹے نے کہا کہ یہ میرے باپ کا بیٹا ہے، لہٰذا میرا بھائی ہے، اس کو میں لوں گا۔مقدمہ دربار نبوی میں پیش ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا :

(**الولد للفراش ، وللعاهر الحجر**) (مشكوة ، باب اللعان ، فصل اول)

یعنی اولاد بیوی والے کی ہے، اور زانی کے لئے پتھر ہیں۔یعنی وہ ناکام ہے، اس کا حکم سنگسار کیا جاتا ہے۔بچہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے بھائی کے حوالے کر دیا، جو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا بھی بھائی بن گیا لیکن سودہ رضی اللہ عنہا کو یہ حکم فرمایا کہ اس سے پردہ کرے، کیونکہ اس کی شکل و صورت زانی سے ملتی جلتی تھی، جس سے شبہ ہوتا تھا کہ یہ زانی کا نطفہ ہے

-

اس (عبد بن زمعہ والے) مسئلے میں شکل و صورت کے لحاظ سے پردے کا حکم ہوا، اور جس کے گھر میں پیدا ہوا اس کے لحاظ سے اس کا بیٹا بنا۔گویا احتیاط کی جانب کو ملحوظ رکھا۔

ایسا ہی بھینس کا معاملہ ہے۔اس میں دونوں جہتوں کے لحاظ سے احتیاط پر عمل ہوگا۔زکوۃ ادا کرنے میں احتیاط ہے۔اس بنا پر بھینسے کی قربانی جائز نہیں۔

اور بعض نے جو یہ لکھا ہے کہ "الجاموس نوع من البقر" یعنی بھینس گائے کی جنس سے ہے، تو یہ بھی اس زکوۃ کے لحاظ سے ہی صحیح ہو سکتا ہے۔ورنہ ظاہر ہے کہ بھینس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری جنس ہے۔(فتاوی اہل حدیث ، ج : ۲ ، ص : ۹۰ و ہفت روزہ "تنظیم اہل حدیث" ج : ۳۶ ۔ شمارہ : ۲۳ ۔ بابت جمعۃ المبارک ۔ ۱۰ ذی الحجۃ ۱۴۱۲ھ ۵ جون ۱۹۹۲ء)

فتاوی اہل حدیث اور گائے بھینس کی زکوٰۃ

سوال : گائے بھینس کا نصاب کتنا ہے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی کیا صورت ہے؟

جواب: گائے کا نصاب تیس ہے، اس سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ بھینس بھی گائے کے حکم میں ہے۔ (فتاوی اہلحدیث ، ج : ۲ ، ص : ۱۹۷)

مولانا عبداللہ محدث روپڑیؒ کے مذکورہ بالا فتوی پر تبصرہ :

مولانا موصوفؒ نے بھینس کو زکوہ میں جائز اور قربانی میں ناجائز مانا ہے، اور اس فرق کی پانچ وجوہ بیان فرمائی ہیں۔

1...... "سورۃ الانعام" والی آیت "بہیمۃ الانعام" کا بیان ہے، اس آیت میں بھینس کا تذکرہ نہیں، جبکہ قربانی میں "بہیمۃ الانعام" کی شرط ہے۔

2......بھینس دو جہتوں والا جانور ہے۔

3......عمل احتیاط پر ہوگا۔

4......بھینس کو زکوۃ میں شامل کرنا اور قربانی میں شامل نہ کرنا احتیاطی عمل ہے۔

5......احتیاط کی دلیل عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ والی حدیث ہے۔

اب ہر ایک کا جواب ملاحظہ فرمائیں :

1 "سورۃ الانعام" والی آیت "بہیمۃ الانعام" کی تفسیر نہیں :

سابقہ اوراق میں اس کا مفصل بیان گزر چکا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

1...... "سورۃ الانعام وسورۃ الزمر" دونوں مکی اور "سورۃ الحج وسورۃ المائدہ" دونوں مدنی سورتیں ہیں مکی سورتیں مدنی سورتوں کا بیان نہیں ہو سکتیں۔

2...... سورۃ الانعام میں "انعام" کی تفسیر ہے نہ کہ "بہیمۃ الانعام" کی۔

3...... بھینس کا دخول "بہیمۃ الانعام" اور "انعام" دونوں میں ثابت کر چکا ہوں۔

4...... اجماع سے بھینس "بقر" میں داخل ہے۔

2 بھینس کا تذکرہ آیت "ثمٰنیۃ" میں نہیں :

اس کا جواب چوتھی دلیل کے دوسرے جواب اہل اصول کے قاعدہ :

"لا یلزم من عدم النقل عدم الثبوت ، وعدم النقل لا ینفی الوجود"

کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

3 بھینس دو جہتوں والا جانور ہے :

ہمیشہ کسی چیز کی دو یا دو سے زیادہ جہات اس وقت متحقق ہیں جب اس میں :

(۱)...... متضاد اوصاف۔

(۲)...... متضاد اجناس۔

(۳)...... متضاد دلائل اور۔

(۴)...... متضاد مسالک پائے جائیں۔

جب کہ بھینس کے اندر ان میں سے کوئی شرط بھی موجود نہیں۔ جو دعوی کرتا ہے دلائل سے ثابت کرے، محض گمان خیال سے کام نہیں چلتا۔

4 عمل احتیاط پر ہوگا :

اس میں کوئی شک نہیں کہ شبہات کی صورت میں عمل احتیاط پر ہی ہوتا ہے۔ جانوروں میں یا تو حلت وحرمت کا سوال ہوگا یا مسنون اور غیر مسنون کا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اگر حلت وحرمت کا تعارض ہو اور کسی بھی جانب کوئی قوی دلیل موجود نہ ہو تو احتیاط اس میں ہے کہ حرمت کو ترجیح دی جائے ۔ اور بھینس میں یہ تعارض موجود نہیں ۔ کیونکہ یہ جانور باجماع امت (بلکہ باجماع امم) حلال ہے ۔ اور جہاں تک مسنون وغیر مسنون کا تعلق ہے، تو بھینس کا حکم نہ زکوۃ میں مسنون ہے اور نہ قربانی میں ۔ زکوۃ میں قبول کرنا اور قربانی میں قبول نہ کرنا آخر کیوں؟

5 زکوۃ میں ماننے اور قربانی میں نہ ماننے پر احتیاط کا مسئلہ :

اصول یہ تھا کہ پہلے دلائل سے بھینس کا احتیاطی ہونا ثابت کیا جاتا، پھر اس پر دلیل سے احتیاط کا حکم لگایا جاتا، اور ساتھ وجہ بھی بیان کی جاتی ۔ مگر یہاں کسی بھی امر کا بیان نہیں کیا گیا ۔

اصل میں بھینس کو قربانی میں شامل کرنا اور زکوۃ میں شامل نہ کرنا احتیاطی بنتا ہے :

میں کہتا ہوں کہ جو مولانا روپڑیؒ نے فرمایا ہے معاملہ اس کے برعکس ہے ۔ یعنی بھینس کو قربانی میں شمار کرنے اور زکوۃ میں شمار نہ کرنے میں احتیاط ہے، جس کی کئی وجوہ ہیں ۔

پہلی وجہ : یہ ہے کہ قربانی کے لئے قرآن مجید میں عمومی نص " بهيمة الانعام " موجود ہے ۔ اور میری ناقص معلومات کے مطابق زکوۃ کے بارے میں اس طرح کی واضح نص قرآنی موجود نہیں ۔ بلکہ "ومما رزقنهم ينفقون"، (اور اس میں سے جو ہم نے انہیں دیا ہے وہ خرچ کرتے ہیں ۔) "خذ من اموالهم صدقة"، (ان کے مالوں سے صدقہ لو ۔) "انفقوا من طيبت ما كسبتم"، (جو تم کماتے ہو اس میں سے کچھ پاکیزہ خرچ کرو ۔) "واتوا حقه يوم حصاده"، (اور کٹائی کے دن اس کا حق دیا کرو ۔) اور "وآتوا الزكوة" (اور زکوۃ دیا کرو ۔) جیسے عام ومجمل الفاظ استعمال ہوئے

ہیں، ان کے اندر مختلف نصابوں کی صورت میں تخصیصات بھی موجود ہیں ۔ اب ظاہر ہے کہ نص (واضح کلام) مجمل (غیر واضح کلام) سے افضل ہے ۔ اب آپ انصاف سے بتائیں کہ بھینس کو زکوۃ والے مجمل حکم میں ماننا اور قربانی والے واضح ومنصوص حکم "بهيمة الانعام" میں نہ ماننا کتنی بعید از عقل بات ہے؟

دوسری وجہ : یہ ہے کہ جس حدیث میں گائے کی زکوۃ کا بیان ہے ۔ اس کی صحت میں اختلاف پایا جاتا ہے، اگرچہ جانب صحت ہی راجح ہے ۔ (ترمذی، ح: ٦٢٢-٦٢٣ - بلوغ المرام، ح: ٤٨٧، طبع دار [illegible]) جبکہ قربانی کے معاملہ میں قرآنی نص موجود ہے ۔ اب کمزور صحت والی حدیث کے مفہوم کو حاصل ہونے والی اجماع امت کی تائید، یعنی مسئلہ زکوۃ میں بھینس کو مان لینا اور قرآنی نص "بهيمة الانعام" کے قطعی دلالت والے عموم کو حاصل ہونے والی اجماع امت کی تائید، یعنی قربانی والے مسئلہ میں نہ ماننا سمجھ سے بالاتر ہے ۔ جبکہ ایک چیز کی صحت میں اختلاف کا ہونا اس کی حیثیت کو اتفاق کے مقابلہ میں کمزور ضرور کر دیتا ہے، اگرچہ اسے امت کی اجماعی عملی تائید بھی حاصل ہے ۔

تیسری وجہ : یہ ہے کہ جن احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے زکوۃ کے جانوروں کی تفصیل بیان فرمائی ہے وہاں "في الغنم في سائمتها" (یعنی بھیڑ بکری میں سے باہر چرنے والے جانور) کے محدود الفاظ استعمال ہوئے ہیں ۔

(بخاری، کتاب الزكوة، باب زكوة الغنم، ح: ١٤٥٤)

جبکہ قربانی کے متعلق "بهيمة الانعام" کا عام لفظ موجود ہے ۔ زکوۃ خاص میں بھینس کو شامل کر لینا اور قربانی عام میں شامل نہ کرنا کونسی دانش کی بات ہے؟

گویا امت نے بھینس کو زکوۃ والے کمزور پہلو میں شامل کر کے اسے قوی بنا دیا ہے ۔ اور قربانی والا پہلو پہلے ہی نص قرآنی کے عموم کی وجہ سے قوی تھا، اسی وجہ سے امت نے اس کی طرف زیادہ زور دینے کی ضرورت محسوس نہیں کی ۔

6 زیر بحث مسئلہ میں عبدؓ بن زمعہ کا قصہ احتیاط کی دلیل نہیں :

www.KitaboSunnat.com
محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدؓ بن زمعہ والا قصہ احتیاط کی دلیل نہیں بن سکتا۔اس میں آپ ﷺ کے ساتھ خصوصیت کا امکان موجود ہے۔کیونکہ اب اگر ایسا مسئلہ پیش آجائے تو اس کی دو ہی صورتیں ہوں گی: یا مرد اپنی بیوی سے لعان کرے اور بچہ ولد الزنا قرار پائے، یا پھر چاہے بچے کی مشابہت جس سے بھی ملے، اور خاوند لعان کرنے کے لئے تیار نہیں تو بچہ اسی بستر والے کا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں جب لعان والی عورت کے بچے کی شکل وصورت نے عورت کو جھوٹا ثابت کردیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

((لو لا ما مضى من كتاب الله لكان لي ولها شان))

(بخاری، كتاب التفسير، سورة النور، باب ويدرؤ عنها العذاب، ح: ٤٧٤٧)

"اگر کتاب اللہ کا فیصلہ نہ ہو چکا ہوتا تو میری اور اس عورت کی حالت ہوتی (جسے دیکھ کر دنیا عبرت حاصل کرتی)"

7 الجاموس نوع من البقر:

یہ بھی اس زکوٰۃ کے لحاظ سے ہی صحیح ہوسکتا ہے:

مولانا صاحبؒ نے جو فرمایا ہے:

"اور بعض نے جو یہ لکھا ہے کہ "الجاموس نوع من البقر" یعنی بھینس گائے کی ایک قسم ہے۔ یہ بھی اس زکوٰۃ کے لحاظ سے ہی صحیح ہوسکتا ہے ......الخ"

اس میں لفظ "بعض" کا استعمال تسامح کا اظہار کررہا ہے۔ورنہ تابعین سے لے کر تمام امت کا اس مسئلہ پر اجماع ہے۔جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے۔

"زکوٰۃ کے لحاظ سے ہی صحیح ہوسکتا ہے۔" کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ آئمہ کرام کی تصریحات نے بھینس کو زکوٰۃ کے معاملہ میں گائے کی ایک نوع ماننے پر ان کے ذہن کو مجبور کیا ہے۔ورنہ ان کی طبیعت زکوٰۃ کے سلسلہ میں بھی مطمئن نہیں ہے۔اور اس کی تائید لگے

جملے سے بھی ہو رہی ہے: "ورنہ ظاہر ہے کہ بھینس دوسری جنس ہے۔"

اب سوال یہ ہے کہ جب یہ جنس دوسری ہے تو زکوٰۃ میں گائے کا حکم اس پر کیسے لگ گیا؟ اگر زکوٰۃ والا حکم صحیح ہے تو کس بناء پر؟ اور وہ بنیاد قربانی میں کیوں غلط ہے؟

اصل سلامتی کا راستہ یہی تھا کہ صاحب "مرعاۃ" کی طرح تسلیم کرلیتے کہ ان پر معاملہ واضح نہیں ہے۔

8 ورنہ ظاہر ہے کہ بھینس دوسری جنس ہے :

یہی غلط فہمی صاحب "مرعاۃ" کو بھی لگی۔جیسا کہ ان شاء اللہ اس کی وضاحت اپنے مقام باب ٦ کے آخر میں ہوگی۔فقہاء نے بھینس کو "عين البقر" (خالص گائے) نہیں، بلکہ "نوع من البقر" (گائے کی ایک قسم) لکھا ہے۔ورنہ گائے اور بھینس میں فرق تو ان پڑھ لوگ بھی جانتے ہیں۔

ایک ہی جنس کی مختلف خصوصیات والی مختلف انواع کا ہونا کون سی تعجب یا پریشانی کی بات ہے؟ اس کو سمجھنے کے لئے لفظ "غنم" بہترین مثال ہے۔

9 "ضأن" کا معنی صرف دنبہ نہیں:

مولانا روپڑیؒ نے "ضأن" کا معنی دنبہ لکھا ہے۔مگر یہ ترجمہ درست نہیں۔کیونکہ "ضأن" کا معروف معنی بھیڑ ہے، دنبہ اس کے ضمن میں آتا ہے۔جس طرح کہ "بقر" کا معروف معنی گائے ہے۔بھینس ضمنی طور پر اس میں شامل ہے۔ورنہ دنبہ ایک تو فلسطینی علاقے کا عجمی جانور ہے۔اور دوسرا اس کا الگ نام بھی "نعج" موجود ہے۔جیسا کہ تفصیل دوسری دلیل کے چوتھے جواب کے اندر ٨ کے عدد کی بحث میں گزر چکی ہے۔

ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی کا فتوی

جناب ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی حفظہ اللہ نے ارسال کردہ خط کا جواب یوں لکھا ہے :

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الوھاب

صورت مسئولہ میں واضح ہو کہ بھینس کی قربانی کا ثبوت نبی ﷺ اور صحابہ کرام کے عمل سے بھی نہیں ملتا۔لہذا قربانی کے معاملہ میں اس سے اجتناب بہتر ہے۔تا کہ سنت رسول پر عمل ہو سکے۔رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے کو بھی حلال جانوروں میں شامل کیا ہے۔لیکن اس کی قربانی رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔اس لئے اسے مسلمان قربانی کے لئے پیش نہیں کرتے۔باقی بھینس کو "نوع بقر" میں شامل کر کے اس کی قربانی کا جواز تلاش کرنا میرے خیال میں تکلفات ہیں،اور ان سے اجتناب ہی بہتر ہے۔قرآن کریم میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿(و) ما اتاکم الرسول فخذوہ﴾

"اور جو تمہیں رسول دے اسے لے لو"

﴿لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ﴾

"یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ (کی سیرت) میں بہترین نمونہ ہے۔"

اگر نبی ﷺ سے بھینس کی قربانی کا ثبوت ملتا تو یہ چیز ہمارے لئے دلیل ہوتی۔

صحابہ کرام جو فتوحات کرتے ہوئے دور دراز کے علاقوں میں نکل گئے تھے،ان سے بھی اگر اس کا جواز مل جاتا تو قابل اطمینان بات تھی۔جب قربانی کے وقت بھینس عرب کے علاقہ میں موجود ہی نہ تھی،تو اب اس مسئلہ پر خواہ مخواہ بحث کرنا مناسب نہیں ہے۔البتہ کسی کا جی چاہے تو عام دنوں میں بھینس کے گوشت سے استفادہ حاصل کر سکتا ہے۔

ھذا ما عندی ، واللہ اعلم بالصواب

ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی

۱۶-۵-۹۸ مع مہر ودستخط

جناب ابو جابر عبداللہ کے مذکورہ بالا فتوی پر تبصرہ :

ترتیب وار اقتباسات اور ان پر تبصرہ حاضر خدمت ہے۔

1 ......"صورت مسئولہ میں واضح ہو کہ بھینس کی قربانی کا ثبوت رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے بھی نہیں ملتا۔لہذا قربانی کے معاملہ میں اس سے اجتناب بہتر ہے۔تا کہ سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل ہو سکے۔"

جواب : یہی بات میں ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی اور ان کے ہم خیال حضرات سے کہتا ہوں کہ بھینس کی زکوۃ کا ثبوت نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عمل سے نہیں ملتا۔لہذا زکوۃ کے معاملہ میں بھینس کا گائے والا نصاب مقرر کرنے سے اجتناب بہتر ہے، (اور اسے عام مال تجارت میں شامل کیا جائے) تا کہ سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل ہو سکے۔

نیز اذان،خطبہ جمعہ،عام جلسوں کی تقاریر،اعلانات وغیرہ لاؤڈ سپیکر میں نہ کرائے جائیں۔ریل گاڑی اور دیگر سہولیات کے استعمال سے اور وقت کا تعین گھڑیوں کے ذریعے کرنے سے اجتناب بہتر ہے،(اور مسنون ذرائع ہی استعمال کئے جائیں۔) تا کہ سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل ہو سکے۔ ما کان جوابکم فھو جوابنا

"اجتناب بہتر ہے۔" کے الفاظ یا تو شک کا اظہار کر رہے ہیں،یا جواز کا اشارہ دے رہے ہیں۔اگر شک ہے تو تحقیق کے بغیر کیوں فتوی صادر فرمایا گیا؟ اور اگر ذہن جواز کا قائل ہے تو اسے کیوں چھپایا گیا؟

2 گھوڑے کو قربانی میں پیش نہ کرنے کی وجہ :

ڈاکٹر صاحب سے اس سلسلہ میں پہلی غلطی یہ ہوئی کہ انہوں نے بھینس کی قربانی کو مسنون سمجھ لیا ہے۔حالانکہ خود سوال کے اندر اس کی تردید موجود ہے۔

دوسری غلطی یہ ہوئی کہ انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ شاید سائل ہر حلال جانور کی قربانی کا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قائل ہے، جب کہ سوال میں اس کا کوئی اشارہ تک موجود نہیں۔ بلکہ سوال میں صرف گھریلو "بهيمة الانعام" کی قربانی کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اور اس میں گھوڑے، گدھے، خچر کو شامل نہیں کیا گیا۔ اور تفصیل: چھٹی دلیل کے پہلے جواب کے ذیل میں "بهيمة الانعام" کی وضاحت کی بابت پانچویں قول کے ضمن میں گزر چکی ہے کہ گھوڑا گدھا اور خچر "بهيمة الانعام" میں داخل نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے مسلمان گھوڑے کو قربانی میں پیش نہیں کرتے۔

اس کی مزید تفصیل ان شاء اللہ باب ۶ مانعین کے تیسرے شبہ کے ذیل میں آ رہی ہے۔

3 ...... باقی بھینس کو "نوع بقر" میں شامل کر کے قربانی کا جواز تلاش کرنا، میرے خیال میں یہ تکلفات ہیں، اور ان سے اجتناب ہی بہتر ہے۔

جواب : مطالعہ اور تحقیق کے بغیر فتویٰ جاری کرنا، اجماع امت کو اگرچہ سوال کے ذریعے سے ہی۔ پڑھ کر اس کا رد ثابت نہ کر سکنا یا نہ کرنا۔ بلکہ صرف اپنے خیال سے رائے کا اظہار کرنا میرے خیال میں یہ تکلفات ہیں، اور علمی دنیا میں عظیم جرم ہے، اس سے اجتناب ہی بہتر ہے۔

4 ...... ﴿(و) ما آتاكم الرسول فخذوه .... الخ﴾

جواب: ﴿ وما آتاكم الرسول .... ﴾ میں کلمہ "ما" عام ہے۔ جو قرآن مجید اور ہر قولی فعلی و تقریری سنت کو شامل ہے لفظ "ما" کو عملی سنت تک محدود کرنا بلا دلیل عام کی تخصیص ہے۔

دوسری آیت میں "في رسول الله" کا مضاف محذوف (في سيرة، في نبوة، في رسالة رسول الله ﷺ) کے عام الفاظ کی بجائے (في عمل رسول الله) کو مقدر ماننا کہاں کی فقاہت ہے؟

یعنی آیت کا مفہوم تو عام ہے کہ تمہارے لئے رسول ﷺ کی سیرت، نبوت اور

رسالت میں بہترین نمونہ ہے، اور اس عام مفہوم میں رسول اللہ ﷺ کی ہر قولی فعلی و تقریری حدیث بھی شامل ہے۔ مگر ڈاکٹر صاحب کے بیان کے مطابق آیت کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ صرف رسول اللہ ﷺ کا عمل تمہارے لئے نمونہ ہے۔

دوسری بات یہ کہ بھینس باجماع امت "بهيمة الانعام" میں داخل ہے، اور "بهيمة الانعام" کی قربانی نص قرآنی سے ثابت ہے، جسے (وما نهاكم عنه) کی دلیل قائم کئے بغیر (وما آتاكم الرسول) سے خارج کرنا کونسی دانش مندی اور اصول پسندی کی بات ہے؟

اگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے رفقاء کے ذریعے سے ۹۲ھ بلکہ عہد فاروقی کے اواخر میں بھینس مدینہ، بصرہ، کوفہ، مصر، افریقہ وغیرہ علاقوں میں نہیں پہنچی تھی، تو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ، حسن بصریؒ جیسے جلیل القدر تابعین، امام مالکؒ، سفیان ثوریؒ، عبدالرحمان بن مہدیؒ، عبدالرزاقؒ، امام ابوحنیفہؒ اور ان کے رفقاء تبع تابعین " نے اسے گائے کی ایک نوع کیسے قرار دے دیا؟ اور امام مالکؒ نے باقی جانوروں کی طرح اس کے لئے بھی کلمہ حصر "انما" کیوں استعمال فرمایا؟ نیز صحابہ کرامؓ سے بختی اونٹ اور دنبے کی قربانی بھی ثابت نہیں ہے۔ اس کے متعلق کیا ارشاد ہوگا؟

جس آدمی کو اصل مسئلہ کی تحقیق ہی نہیں۔ تو اس کا خواہ مخواہ اجماع امت کی مخالفت کرنا مناسب نہیں۔

5 ...... "البتہ کسی کا جی چاہے تو عام دنوں میں بھینس کے گوشت سے وہ استفادہ حاصل کر سکتا ہے۔"

جواب : "البتہ کسی کا جی چاہے" کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب کے ہاں بھینس کی حلت بھی کوئی قابل اطمینان بات نہیں۔ اگر حلت یقینی ہے تو کس دلیل سے؟ کیونکہ بھینس کی حلت بھی رسول اللہ ﷺ اور عمل صحابہ کرامؓ سے ثابت نہیں۔ اور وہ دلیل قربانی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مانع کیسے؟ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یا تو خود ڈاکٹر صاحب کو بھینس کا گوشت مرغوب یا پسند نہیں، یا ان کے علاقہ میں اس کا زیادہ استعمال ہی نہیں۔ البتہ پنجاب میں بھینس کے گوشت کو گائے کے گوشت پر ترجیح دی جاتی ہے۔ اور لفظ ''استفادہ'' بتا رہا ہے کہ بھینس کا گوشت کھانے کے سوا دوسرے کام بھی آتا ہے، نہ جانے کہ وہ دوسرا فائدہ کونسا ہے

-

6 ''استفادہ حاصل کرسکتا ہے''

باب "استفعال" میں حصول کا معنی پہلے ہی موجود ہوتا ہے، لہذا لفظ حاصل کو بڑھانے کی کوئی ضرورت نہیں۔

باب 6

اہل علم کے شبہات کا ازالہ

بتوفیق اللہ اب ازالۂ شبہات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، جس میں پہلے علماء کرام اور پھر خاتمہ میں عامۃ الناس کے شبہات اور ان کا ازالہ حاضرِ خدمت ہے۔

پھلا شبہ :

زکوۃ اور قربانی میں فرق

ب: آپ نے جتنے بھی حوالے پیش کیے ہیں، ایک دو کے سوا، کسی نے بھی بھینس کو قربانی کا جانور شمار نہیں کیا۔ یا تو مطلق لکھا ہے کہ بھینس گائے کی ایک نوع ہے، یا زکوۃ میں بھینس کو گائے کے ساتھ شمار کر کے بھینس کی زکوۃ لینے کا لکھا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ زکوۃ فرض اور قربانی راجح مذہب کے مطابق سنت موکدہ ہے۔ اب فرض کو سنت سے اور سنت کو فرض سے ملانا انتہائی غیر مناسب ہے۔

پہلا جواب :

ج: یہاں قربانی کے جانوروں کی بحث ہے نہ کہ حکم قربانی کی۔

پہلی بات یہ ہے کہ یہاں یہ بحث نہیں کہ قربانی کا حکم کیا ہے؟ بلکہ قربانی کے جانوروں کے متعلق بحث ہے کہ کون سا جانور قربانی کے کام آ سکتا ہے؟۔

دوسرا جواب:

جانوروں کے انتخاب کی بابت زکوۃ اور قربانی کے قوانین کلیہ کا اتحاد :

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری بات یہ ہے کہ جانوروں کو منتخب کرنے کے سلسلے میں زکوۃ اور قربانی کے قوانین کلیہ میں مکمل موافقت پائی جاتی ہے۔

بتوفیق رب العلمین زکوۃ اور قربانی کا تقابلی تجزیہ پیش کرتا ہوں، جس سے ان شاء اللہ آپ بخوبی جان لیں گے کہ جانوروں کے انتخاب کے سلسلے میں زکوۃ اور قربانی کے قوانین کلیہ ایک جیسے ہیں۔ آگے جتنا ہر ایک کا مزاج مختلف ہے اتنا ہی ہر ایک کا الگ جزوی فرق بھی موجود ہے۔ جس کی تفصیل کچھ یوں ہے :

زکوۃ کے حوالے :

1 _ "اجمع الفقهاء علي ان الابل والبقر والغنم هي من الاصناف التي تجب فيها الزكوٰة ."

(الموسوعة الفقهية، ج : ٢٣ ، ص : ٢٥٠)

"تمام فقہاء متفق ہیں کہ اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری ہی وہ اجناس ہیں جن میں زکوۃ فرض ہے۔"

2 _ وقال ابن القيم في الهدى (ج : ١، ص : ١ جعل رسول الله ﷺ الزكوة في اربعة اصناف من المال ......

الثانية : بهيمة الانعام، الابل، والبقر، والغنم. "(مرعاة، ج : ٦ ، ص : ٦٨)

"اور امام ابن قیم "الھدی" (زاد المعاد فی ھدی خیر العباد) میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مال کی چار قسموں میں زکوۃ مقرر فرمائی ہے ......اور دوسری قسم گھریلو پالتو مویشی جانور: اونٹ، گائے، بھیڑ بکری ہیں۔"

3 _ "اتفق الفقهاء _ عملاً بحديث معاذ _ علي ان نصاب البقر _ ومثله الجاموس _ ثلاثون . (الفقه

الاسلامي وادلته، " ج : ٢ ، ص : ٨٤٢)

"حضرت معاذ رضی اللہ عنہ والی حدیث پر عمل کرتے ہوئے تمام فقہاء متفق ہیں کہ گائے کا نصاب (زکوۃ میں) تیس ہے اور بھینس گائے ہی کی طرح ہے۔"

4 _ "ولا خلاف ان الجواميس والبقر سواء لاتحاد الجنس ."

(التعليق على "الاستذكار" من الدكتور عبد المعطى امين قلعجى (ج : ٩ ، ص : ١٠٦) والتعليق على معرفة السنن والآثار " للبيهقي منه ايضا (ج : ٦ ، ص : ٤٠)

"اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ایک ہی جنس ہونے کی وجہ سے بھینس اور گائے برابر ہیں۔"

قربانی کے حوالے :

1 _ قربانی کے متعلق صاحب "مرعاة" لکھتے ہیں :

" اعلم انه لا يجزئ في الاضحية غير بهيمة الانعام، لقوله تعالىٰ ﴿ ليذكروا اسم الله علي ما رزقهم من بهيمة الانعام﴾ (الحج ٣٤) وهي الابل والبقر والغنم . والغنم صنفان : المعز والضأن . "(مرعاة، ج : ٥، ص ٨١)

"جان لو کہ اللہ کے فرمان (لیذکروا اسم اللہ ......) کی وجہ سے قربانی میں "بهيمة الانعام" (گھریلو مویشی چوپایوں) کے سوا کوئی دوسرا جانور جائز نہیں۔ اور یہ مویشی چوپائے: اونٹ، گائے، غنم ہیں۔ اور "غنم" کی آگے دو قسمیں ہیں: ایک بھیڑ اور دوسری (معروف بکری۔"

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زکوۃ اور قربانی دونوں میں پالتو "بهيمة الانعام" کی یوں تخصیص کی گئی ہے :

2_"ذهب جمهور العلماء _ومنهم الحنابلة في الاصح عندهم _الى انه لا زكوة في الوحشي من الابل والبقر والغنم، لان اسم الابل والبقر والغنم لا يتناولها عند الاطلاق، ولأنها لا تجزى في الهدى والاضحية".

(الموسوعة الفقهية، ج : ٢٣، ص : ٢٥٢)

"جمہور فقہاء (اور حنابلہ کے نزدیک صحیح قول کے مطابق وہ بھی) اس بات کی طرف گئے ہیں کہ جنگلی اونٹ، جنگلی گائے اور جنگلی بھیڑ بکری میں زکوۃ نہیں۔ کیونکہ اونٹ، گائے، بھیڑ بکری کا لفظ جب مطلق (لفظ "وحشی" کے بغیر) بولا جائے تو ان جانوروں کی جنگلی قسمیں مراد نہیں ہوتیں۔ نیز جنگلی جانوروں کی بیت اللہ کی طرف جانے والی اور (عید الاضحیٰ والی) عام قربانی جائز نہیں۔"

زکوۃ اور قربانی دونوں میں عیب والا جانور جائز نہیں :

زکوۃ میں چونکہ نسل کو بڑھانا اور قربانی میں جانور کو ذبح کرکے اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنا مقصود ہوتا ہے، اس لئے ہر ایک کے عیوب کا فرق قدرے مختلف ہے۔ چنانچہ زکوۃ کے متعلق فرمایا :

زکوۃ کے عیوب :

1_((ولا تخرج في الصدقة هرمة ولا ذات عوار ولا تيس، الا ما شاء المصدق)).

(بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب لا يؤخذ في الصدقة هرمة ولا ذات عوار، ح : ١٤٥٥)

"اور زکوۃ میں نہ کانی نکالی جائے، نہ بوڑھی اور نہ نر دیا جائے، الا یہ کہ صدقہ

وصول کرنے والا خود چاہے۔"

قربانی کے عیوب :

قربانی کے عیوب درج ذیل ہیں :

(١) ...... ((عن عليؓ قال : أمرنا رسول الله ﷺ أن نستشرف العين والاذن، وأن لا نضحي بمقابلة، ولا مدابرة، ولا شرقاء، ولا خرقاء.))

(ابو داود، کتاب الضحایا، باب ما یکرہ من الضحایا، ح : ٢٨٠٤)

"حضرت علیؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا: ہم آنکھ اور کان کو اچھی طرح دیکھیں۔ اور آگے پیچھے سے کان کٹا، کان میں سوراخ والا اور چیرے ہوئے کان والا قربانی (کا جانور ذبح) نہ کریں۔"

(٢) ...... ((عن البراء بن عازبؓ ان رسول الله ﷺ سئل : ما ذا يتقي من الضحايا ؟ فاشار بيده فقال : أربعا : العرجاء البين ظلعها، والعوراء البين عورها، والمريضة البين مرضها، والعجفاء التي لا تنقي.))

(ابوداود، کتاب الضحایا، باب ما یکرہ من الضحایا، ح : ٢٨٠٢)

"حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ قربانی میں کس قسم کے جانوروں سے احتراز کیا جائے؟ تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے چار کا اشارہ فرمایا: وہ لنگڑی جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو، وہ کانی جس کا کانا پن ظاہر ہو، وہ بیمار جس کی بیماری واضح ہو، اور وہ لاغر جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو۔"

بحث کے نتائج :

مذکورہ بالا بحث سے درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں :

(ا) ...... جس طرح زکوۃ میں "بهيمة الانعام" کی شرط اجماعاً ثابت ہے، اسی طرح،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ اس سے بھی افضل طور پر، قربانی میں "بهيمة الانعام" کا ہونا شرط ہے۔ کیونکہ قربانی میں "بهيمةُالانعام" کی شرط قرآن مجید اور اجماع امت دونوں سے ثابت ہے۔ جب کہ زکوۃ میں یہ شرط صرف اجماع سے ثابت ہے۔

(۲)...... جس طرح زکوۃ میں عرفی (گھریلو پالتو) "بهيمةالانعام" شرط ہیں، اسی طرح قربانی میں بھی یہی جانور شرط ہیں۔

(۳)...... جس طرح زکوۃ والے جانور "بهيمةُالانعام": ابل، بقر، غنم ہیں، اسی طرح قربانی والے جانور بھی "بهيمةُالانعام" ابل، بقر، غنم ہیں۔

(۴)...... جس طرح زکوۃ کے معاملے میں باجماع امت بھینس گائے میں شامل ہے، اسی طرح_ جب تک واضح دلیل فارق نہ ہو_ قربانی کے سلسلہ میں بھی بھینس گائے میں شامل ہے۔

تیسرا جواب :

قربانی زکوۃ کے لئے معیار ہے :

"ذهب جمهور العلماء _ومنهم الحنابلة في الاصح عندهم _ الى انه لا زكوة في الوحشي من الابل والبقر والغنم، لان اسم الابل والبقر والغنم لا يتناولها عند الاطلاق، ولأنها لا تجزئ في الهدى والاضحية ".

(الموسوعة الفقهية، ج: ۲۳ ، ص : ۲۵۲)

"جمہور فقہاء (اور حنابلہ کے نزدیک صحیح قول کے مطابق وہ بھی) اس بات کی طرف گئے ہیں کہ جنگلی اونٹ، جنگلی گائے اور جنگلی بھیڑ بکری میں زکوۃ نہیں۔ کیونکہ اونٹ، گائے، بھیڑ بکری کا لفظ جب مطلق (لفظ وحشي کے بغیر) بولا جائے تو ان جانوروں کی جنگلی قسمیں مراد نہیں ہوتیں۔ نیز جنگلی جانوروں کی بیت اللہ کی طرف جانے والی اور (عید الاضحیٰ والی) عام قربانی

جائز نہیں۔"

چونکہ "الموسوعة الفهية" کی مذکورہ بالا عبارت کے مطابق جب قربانی زکوۃ کے لئے معیار ہے، تو قربانی میں بھینس کی شمولیت بطریق اولی ہے۔ کیونکہ یہ زکوۃ کا جانور ہے جو آپ کو بھی تسلیم ہے۔ (فتاوی اہل حدیث، ج:۲، ص:۱۹۷)

قربانی زکوۃ کے لئے معیار کیوں؟

ب: "الموسوعة الفقهية" کی مذکورہ بالا عبارت کونسی نص شرعی ہے کہ ہم اسے تسلیم کریں؟

ج: یہ صرف "الموسوعة" والوں کا معاملہ نہیں۔ بلکہ بعض حنابلہ کے سوا پوری امت کا معاملہ ہے۔ لہٰذا اسے بلا دلیل مسترد کرنا درست نہیں۔

دوسرا یہ کہ امت نے قرآن مجید ہی کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

(۱)﴿ يا ايها الذين امنوا انفقوا من طيبت ما كسبتم و مما اخرجنا لكم من الارض ﴾(البقرة : ۲٦٧)

"اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے خرچ کرو اور اس میں سے بھی جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالا ہے۔"

(۲)﴿ يا ايها الناس كلوا مما في الارض حللا طيبا ﴾

(البقرة : ۱٦۸)

"اے لوگو! زمین کی چیزوں میں سے جو حلال اور پاکیزہ ہیں انہیں کھاؤ۔"

(۳)﴿ ومن الانعام حمولة وفرشا كلوا مما رزقكم الله﴾ (الانعام : ۱٤۲)

"اور چوپاؤں میں سے کچھ بوجھ اٹھانے والے اور کچھ زمین سے لگے ہوئے (پیدا کئے۔) کھاؤ اس میں سے جو اللہ نے تمہیں رزق دیا" (ترجمہ:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ عبدالسلام بھٹوی)

(۴) ﴿ ومما رزقنهم ينفقون ﴾ (البقرة : ۳)

"اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے، اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں"

(۵) ﴿ خذ من اموالهم صدقة تطهرهم و تزكيهم بها ﴾

(التوبة : ۱۰۳)

"ان کے مالوں سے صدقہ لے، اس کے ساتھ تو انہیں پاک کرے گا۔" (بھٹوی)

(٦) ﴿احلت لكم بهيمة الانعام ﴾ (المائدة : ۱)

" تمہارے لیے چرنے والے چوپائے حلال کیے گئے ہیں۔" (بھٹوی)

(۷) ﴿ليشهدوا منافع لهم ويذكروا اسم الله في ايا م معلومت على ما رزقهم من بهيمة الانعام ﴾ (الحج : ۲۸)

" تا کہ وہ اپنے بہت سے فائدوں میں حاضر ہوں اور چند معلوم دنوں میں ان پالتو چوپاؤں پر اللہ کا نام ذکر کریں جو اس نے انہیں دیے ہیں۔" (بھٹوی)

(۸) ﴿ و لكل امة جعلنا منسكا ليذكروا اسم الله على ما رزقهم من بهيمة الانعام ﴾ (الحج : ۳٤)

"اور ہم نے ہر امت کے لیے ایک قربانی مقرر کی ہے، تا کہ وہ ان پالتو چوپاؤں پر اللہ کا نام ذکر کریں جو اس نے انہیں دیے ہیں۔" (بھٹوی)

بحث کے نتائج :

مذکورہ بالا آیات پر غور کریں تو پہلی آیت میں " اخرجنا " ، چوتھی میں "رزقنهم " ، ساتویں ، آٹھویں میں "رزقهم " ، کے اندر فاعل کی ضمیروں کا مرجع اور تیسری میں "رزقكم الله " کے اندر فاعل صریح لفظ "الله " ہے۔

پہلی آیت میں "انفقوا " ، " كسبتم " ، دوسری ، تیسری میں " كلوا " ، چوتھی میں "ينفقون " اور ساتویں میں "ليشهدوا " کے اندر فاعل کی ، تیسری میں

" رزقكم " ، چوتھی میں "رزقنهم " ، اور ساتویں ، آٹھویں میں "رزقهم " کے اندر مفعول بہ کی ، پانچویں میں "اموالهم " کے اندر مضاف الیہ کی ، پہلی اور چوتھی میں "لكم " اور ساتویں میں "لهم " کے اندر مجرور کی ضمیریں انسانوں کی طرف عموماً اور مسلمانوں کی طرف خصوصاً لوٹ رہی ہیں۔

اس سے قطعی طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ اللہ کے ہاں انسانوں کے لیے عموماً اور مسلمانوں کے لیے خصوصاً پسندیدہ مال وہ ہے جو اللہ کی طرف سے ان کے لیے حلال، پاکیزہ اور طیب قرار دیا گیا ہو۔ نیز عارضی یا مستقل طور پر ان کے قبضے میں دے کر ان کو مالک بھی بنایا ہو۔

پہلی آیت میں کمانے کے متعلق، دوسری و تیسری میں اپنی خوراک وغیرہ کے سلسلے میں خرچ کرنے کے متعلق، پہلی اور چوتھی میں دوسروں پر خرچ کرنے کے متعلق، پانچویں میں لوگوں سے صدقات وخیرات و زکوۃ لینے کے متعلق، چھٹی میں جانوروں سے فائدہ اٹھانے کے متعلق، ساتویں اور آٹھویں میں جانوروں کی قربانی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہی پسندیدہ قانون ہے۔

اسی طرح لفظ "تطهرهم وتزكيهم" کے اندر طہارت اور تزکیے کا مفہوم ہے۔ طہارت کا معنی پاکیزگی اور تزکیے کا معنی پاکیزگی + بڑھوتی ہے۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لیے صرف وہی اموال حلال ٹھہرائے اور صرف انہی اموال کا مالک بنایا ہے، جو بلا واسطہ یا بالواسطہ انسانی وجود کو پاکیزہ رکھنے، بڑھانے اور باقی رکھنے کے کام آتے ہیں، شریعت میں ان اوصاف کے حامل اموال کی صرف تین قسمیں ہیں
-

1_ نقدی یا قیمت یعنی سونا، چاندی، کرنسی نوٹ وغیرہ۔

2_ کھانے کی وہ اجناس جو ملکیت میں فطری طریقہ پر محفوظ رہ سکیں۔

3_ پالتو جانور۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوردنی اجناس میں فطری طریقہ سے محفوظ رکھنے یا رہنے کی شرط اس لئے عائد ہے کہ سبزیاں اور پھل گل سڑ کر انسانی ملکیت سے جلد ہی زائل ہو جاتے ہیں۔

معدنیات وغیرہ انسان کی اضافی زینت یا مکانات وغیرہ کے کام آتی ہیں۔ نہ کہ انسانی وجود کو بڑھانے اور باقی رکھنے کے لئے۔ کیونکہ ان میں تزکیہ کا معنی موجود نہیں۔ اسی وجہ سے معدنیات کا الگ سے کوئی نصاب مقرر نہیں، بلکہ بعض اہل علم نے ان سے حاصل ہونے والے مال کو نقدی کے مشابہ قرار دے کر اس میں چالیسواں حصہ، اور بعض نے اسے زمین سے حاصل ہونے والی پیداوار سے تشبیہ دے کر اس میں بیسواں حصہ مقرر کیا ہے۔

عہد نبوی ﷺ میں کپڑے کی صنعت موجود تھی۔ مگر اس پر زکوۃ منقول نہیں، کیونکہ اس میں تزکیے (تطہیر و بڑھوتی) کا معنی موجود نہیں۔ البتہ ٹیکس و خراج کا معاملہ حکومت سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ شریعت والی زکوۃ سے۔

پالتو جانوروں میں اگرچہ گھوڑا، خچر اور گدھا بھی شامل ہیں۔ مگر "سورۃ النحل" (آیت ۸) میں "والخیل والبغال"، "سورۃ ال عمران" (آیت ١٤) میں "والخیل المسومۃ" کے ذریعے انہیں "الانعام" سے الگ کر دیا گیا ہے، "سورۃ الانعام" (آیت : ١٤٣) نیز "سورۃ الزمر" (آیت ٦) کے ذریعے بندوں کے پاکیزہ اموال "انعام" کو "سورۃ المائدۃ" (آیت ۱ میں) و "سورۃ الحج" (آیت : ۲۸، ٤ میں) "بھیمۃ الانعام" کو قرار دے کر پھر ﴿خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم و تزکیھم﴾ کا لفظ استعمال کر کے انہی پالتو اور پاکیزہ جانوروں کی تخصیص کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

چونکہ گدھا پلید ہے۔ (بخاری، ح : ۲۸ نیز) گدھے اور گھوڑی یا گھوڑے اور گدھی کے ملاپ سے پیدا ہونے کی وجہ سے پلید ہے۔ اور گھوڑے میں اگرچہ صفات تو پاکیزہ ہیں۔ جیسا کہ "آئمہ لغت کے اقوال" کے تحت علامہ جاحظ کی تحقیقات کے ذیل میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔ مگر ظاہری شکل و صورت کی وجہ سے گدھے ہی کی جنس کا ایک فرد

قرار پایا ہے۔ جیسا کہ سورۃ النحل والی (آیت ، ۸) ﴿والخیل والبغال﴾ اور سورۃ ال عمران والی (آیت ، ۱۴) ﴿والخیل المسومۃ﴾ بتا رہی ہے۔

گویا پاکیزہ صفات نے گھوڑے کو حلال تو بنا دیا ہے۔ مگر ظاہری شکل و صورت اسے قربانی و زکوۃ جیسی اعلیٰ عبادت کے درجے تک نہیں لے جا سکی۔

واللہ اعلم بالصواب و علمہ اتم و اکمل

"زکوۃ" کے لفظ کا معنی ہی پاکیزہ کرنا اور بڑھانا ہے۔ جیسا کہ ﴿تطھرھم و تزکیھم﴾ کے الفاظ سے معلوم ہو رہا ہے۔ لہٰذا جو مال نہ انسان کے وجود کو پاکیزہ رکھ سکتے ہیں اور نہ ہی پاکیزہ وجود کو بڑھا سکتے ہیں، ان میں زکوۃ مقرر نہیں ہوئی۔

نقدی اور اس طرح کی بعض دوسری اشیاء اپنے وجود میں خود تو نہیں بڑھتیں۔ مگر مال بڑھانے کا ذریعہ بنتی ہیں۔ اسی وجہ سے ان میں زکوۃ مقرر کی گئی ہے۔

پالتو جانور اور خوردنی اجناس خود بھی بڑھتے ہیں اور انسانی وجود کو بھی بڑھاتے ہیں، اسی وجہ سے ان میں بھی زکوۃ ہے۔

نقدی اور خوردنی اجناس خود ہی پاک ہوتی ہیں، ان کو جانوروں کی طرح ذبح کے ذریعے پاک کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

البتہ جانوروں کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ حرام جانور اپنی ذات یا صفات میں پلید ہوتے ہیں، اسی وجہ سے وہ حرام ہیں، ان کا کھانا ہی **تطہیر و تزکیہ** کے خلاف ہے۔ چہ جائے کہ حرام جانوروں میں زکوۃ مقرر کی جائے اور ان کی نجاست کو زکوۃ کے ذریعے دوسروں تک منتقل کیا جائے۔

جو جنگلی جانور حلال اور پاکیزہ ہیں، اور انسان کی ملکیت میں بھی نہیں، تو انسان کا ان سے اپنے اور اپنی اولاد کے جسم کو بڑھانا اور پاک رکھنا بھی مشکل ہے۔ چہ جائے کہ ان میں زکوۃ مقرر کی جائے اور انسان زکوۃ دے کر دوسروں کے مال اور وجود کو بڑھائے۔ یہ انسان پر بہت زیادہ حرج ڈالنے کا معاملہ ہے۔ البتہ شائقین کو خود اپنا وجود بڑھانے یا شوق پورا کرنے کی خاطر شکار کرنے کی اجازت ہے۔

پالتو جانور چونکہ اللہ تعالیٰ نے رکھے ہی انسان کی ملکیت میں ہیں، اور ان میں زکوۃ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی مقرر فرمائی ہے، لہٰذا ان سے انسان اپنا اور اپنے خاندان کا جسم بھی بڑھا سکتا ہے۔ اور جب اس کے پاس اپنی ضروریات سے زائد مال سال بھر بچا رہے تو وجود رکھنے میں اپنے جیسے انسانوں، اور مال نہ رکھنے میں ناداروں اور غریبوں کے وجود کو زکوۃ کے ذریعے بڑھا سکتا ہے۔ اور دوسروں کو زکوۃ و صدقات دے کر ان کے جسم کی پرورش کرنا ہی انسانیت ہے ۔ اسی وجہ سے انسانی مالوں یعنی نقدی، خوردنی اشیاء اور پالتو جانوروں میں زکوۃ مقرر کی گئی ہے۔

یہ کیسی بہیمیت اور سنگدلی ہوگی کہ میرے پاس مال اپنی ضروریات سے بچا رہے، میں عیاشیاں کرتا رہوں، اور میرے جیسے دوسرے انسان اپنے وجود کو باقی رکھنے سے بھی معذور ہوں۔

قربانی چونکہ عبادت کے ساتھ ساتھ انسانی غذا بھی ہے۔ اسی وجہ سے قربانی کے معاملہ میں خود جانوروں کی تطہیر بھی مقصود ہے۔ لہٰذا جہاں قربانی کے احکام بیان ہوئے ہیں وہاں ﴿علی ما رزقهم من بهيمة الانعام﴾ کے ذریعے پالتو جانوروں کی تفصیل بھی بتلا دی گئی ہے۔ اور زکوۃ میں چونکہ جانوروں کی ذات کی تطہیر مقصود نہیں ہوتی۔ بلکہ جانوروں کو بڑھانا مقصود ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے زکوۃ میں ﴿خذ من اموالهم﴾ جیسے مجمل الفاظ آئے ہیں اور قربانی کے متعلق واضح نص موجود ہے۔ اسی بناء پر جانوروں کی تفصیل کے معاملہ میں قربانی اصل اور معیار ہے۔ جبکہ زکوۃ قربانی کے تابع ہے۔ مگر یہ عجیب حادثہ ہے کہ بھینس کی قربانی کے مانعین فرع (زکوۃ) میں تو بھینس کو "بهيمة الانعام" میں تسلیم کرتے ہیں مگر اصل (قربانی) میں ماننے سے انکاری ہیں۔

ان هذا لشيء عجاب ۔ تلك اذا قسمة ضيزى

چوتھا جواب :

اگر بھینس کی قربانی مسنون نہیں تو بھیڑ و دنبہ کی زکوۃ بھی منصوص نہیں :

زیر بحث مسئلہ کی تحقیق کے دوران جب میں نے زکوۃ اور قربانی کا تقابلی مطالعہ کیا تو کچھ دوستوں کے توجہ دلانے پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی زکوۃ والی لمبی حدیث پر غور کیا، تو

معلوم ہوا کہ حدیث میں اگر چہ الفاظ تو "صدقة الغنم" کے عنوان سے وارد ہیں۔ مگر جب تفصیل بیان ہوئی ہے تو میری معلومات کے مطابق ہر جگہ "شاة" ہی مروی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جس طرح عرف عام میں "بقر" کا معنی گائے کیا جاتا ہے، اسی طرح عرف عام میں "شاة" کا معنی بکری کیا جاتا ہے۔ اب قربانی کے معاملہ میں "ضان" (بھیڑ) کا مسئلہ اگر چہ نص سے ثابت ہے، مگر زکوۃ میں "ضان" کا معاملہ منصوص نہیں ۔ اسی وجہ سے امام مالک اور دیگر ائمہ کرام کو وضاحت کرنا پڑی، اور (الموسوعة الفقهية، ج : ۲۳، ص : ۵۹) والوں کو اہل لغت، وفقہاء کے اقوال کا سہارا لے کر درج ذیل الفاظ لکھنا پڑے :

" ويقال للذكر والانثى من الضان والمعز شاة" ۔

"اور بھیڑ بکری میں سے ہر ایک کے نر مادہ کو "شاۃ" کہا جاتا ہے۔"

اب زیر بحث مسئلہ کا انکار کرنے والوں کو چاہیے کہ یا تو بھیڑ کی زکوۃ کے لئے بھی الگ نص لائیں، یا جس طرح بھیڑ کی زکوۃ کے سلسلہ میں اہل لغت، فقہاء و اجماع امت پر اعتماد کیا ہے اسی طرح بھینس کی زکوۃ و قربانی کے سلسلے میں بھی اہل لغت، فقہاء اور اجماع امت پر اعتماد کریں۔

دوسرا شبہ :

گھوڑے کی زکوۃ اور بھینس کی قربانی

ب: مولانا عبدالرحمان کیلانیؒ کی تفسیر "تیسیر القرآن" ج ۱، ص ۶۲۵ تفسیر سورۃ الانعام آیت ۱۴۱، حاشیہ (۱) میں لکھا ہے "جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایران فتح ہوا، وہاں گھوڑے بکثرت تھے، تو آپ نے انہیں گائے کی مثل قرار دیتے ہوئے ان پر زکوۃ عائد کردی۔"

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب آپ کے لیے دو ہی راستے ہیں: یا تو بھینس کی زکوٰۃ کو بنیاد بنا کر اس کی قربانی کی طرح گھوڑے کی قربانی کا جواز بھی بیان کریں یا پھر گھوڑے کی زکوٰۃ و قربانی کی نفی کو بنیاد بنا کر بھینس کی قربانی کی نفی کریں۔

ج: آپ کے پیش کردہ اعتراض کے کئی جوابات ممکن ہیں۔

پہلا جواب :

بھینس کی قربانی اس کی زکوٰۃ پر موقوف نہیں۔

آپ کے اعتراض کی بنیاد اس بات پر قائم ہے کہ میں بھینس کی زکوٰۃ کو بنیاد بنا کر اس کی قربانی کا جواز بیان کر رہا ہوں۔یعنی چونکہ فقہاء نے بھینس کو زکوٰۃ کے معاملے میں "بـقـــر" کی ایک نوع قرار دیا ہے، لہٰذا قربانی والے معاملے کے اندر بھی میں بھینس کو "بـقـر" کی ایک نوع قرار دے رہا ہوں۔جبکہ معاملہ ایسا نہیں۔کیونکہ میں نے بھینس کی قربانی کے جواز کی بنیاد قرآنی نص "بهيمة الانعام"، "بقر" اور نص نبوی "مسنة" (دو دانتا) پر استوار کی ہے اور اس کی تائید میں پورے تاریخی تسلسل کے ساتھ اجماع امت کی ٹھوس شہادتیں پیش کی ہیں۔

دوسرا جواب :

بھینس کی زکوٰۃ اس کی قربانی پر موقوف ہے۔

جو اعتراض آپ نے اٹھایا ہے معاملہ اس کے برعکس ہے۔یعنی جانوروں کے انتخاب والے معاملے میں قربانی اصل اور معیار ہے اور زکوٰۃ اس کی فرع ہے۔جیسا کہ اس کی تفصیل مانعین کے پہلے شبہے "زکوٰۃ اور قربانی میں فرق" کے تیسرے جواب میں گزر چکی ہے۔جب پوری امت نے بھینس کو زکوٰۃ (فرع) میں "بـقـــر" کی ایک نوع مانا ہے تو قربانی (اصل) میں اسے "بقر" کی ایک نوع ماننا بطریق اولیٰ لازم آتا ہے۔

تیسرا جواب:

حضرت عمرؓ کا یہ ایک تدبیری مسئلہ تھا۔

چنانچہ اس معاملے کا تاریخی پس منظر بیان کرتے ہوئے "انسائیکلوپیڈیا فقہ عمرؓ" کے مصنف ڈاکٹر محمد رواس قلعجی لکھتے ہیں :

گھوڑے اور غلام پر زکوٰۃ :

"عہد نبوی ﷺ اور عہد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں گھوڑے اور غلام پر زکوٰۃ نہیں لی جاتی تھی۔(مسند الامام احمد)۔حضرت عمرؓ کے دور اول میں بھی ان پر زکوٰۃ نہیں تھی۔پھر یہ واقعہ پیش آیا کہ جب حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ شام کے والی تھے، ان کے پاس کچھ اہل تقویٰ آئے اور ان سے کہا کہ ہمارے گھوڑوں اور غلاموں پر زکوٰۃ لے لیا کریں۔انہوں نے انکار کیا۔پھر حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت عمرؓ کو تحریر کیا۔حضرت عمرؓ نے بھی گریز کیا۔چنانچہ وہ لوگ حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ ہمارا مال گھوڑے اور غلام ہیں، آپ ان پر ہم سے زکوٰۃ لیجیے۔حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں کسی ایسی شے پر زکوٰۃ نہیں لوں گا جس پر مجھ سے پہلے نہیں لی گئی۔ازاں بعد آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا، جس پر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جب یہ لوگ خوش دلی سے دینا چاہتے ہیں تو اچھا ہے، آپ ان سے قبول فرمالیں۔لیکن اس احتیاط کے ساتھ کہ یہ آپ کے بعد جزیہ نہ بن جائے۔چنانچہ آپؓ نے گھوڑوں پر دس درہم اور غلاموں پر دس درہم سالانہ مقرر فرمائے، اور گھوڑے کے مالک کے لیے فی گھوڑا دس جریب ماہانہ اور غلام کے مالک کے لیے فی غلام دو جریب ماہانہ روزینہ مقرر فرمایا۔پھر جب حضرت معاویہؓ کا عہد آیا تو انہوں نے حساب کیا جس سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں کو جو دیا جارہا ہے وہ اس سے زائد ہے جو ان سے لیا جارہا ہے تو انہوں نے اس سلسلے کو ختم کر دیا، اور دینا بھی بند کر دیا اور لینا بھی۔(عبد الرزاق، ج:۱، ص: ۳٤، ابن ابی شیبه، ج: ۱، ص: ۱۳٤، المؤطا، ج:۱، ص: ۲۷۷، ج : ٥، ص : ۲۲۹، الاموال، ص : ۲٦٥، بدائع الصنائع، ج : ۲، ص : ۳٤، المغنی، ج : ۲، ص : ٦۲۰)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصل صورت حال یہ ہے کہ یہ حضرات جو کچھ دیتے تھے وہ زکوۃ نہیں تھی، بلکہ وہ تبرع تھا، اور حضرت عمرؓ نے ان کے خلوص اور ان کے پاکیزہ جذبات کی قدر افزائی فرمائی، اور اس کے صلہ میں ان کے گھوڑوں اور غلاموں کا روزینہ مقرر فرمایا، اور جو آپ نے لیا تھا اس سے زائد ان کو دیا۔ یہ صورت اس وقت تک برقرار رہی، جس وقت یعلیٰ بن امیہ کے بھائی عبدالرحمٰن بن امیہ نے یمن کے ایک شخص سے سو جوان اونٹیوں کے عوض ایک گھوڑی خریدی، لیکن فروخت کنندہ اس پر پشیمان تھا۔ وہ حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور عرض کی کہ یعلیٰ اور اس کے بھائی نے میری گھوڑی غصب کر لی ہے۔ حضرت عمرؓ نے یعلیٰ کو تحریر کیا کہ میرے پاس پہنچو۔ وہ آئے اور انہوں نے حضرت عمرؓ کو معاملہ سے آگاہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تمہارے یہاں گھوڑے کی اس قدر قیمت لگی ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ کسی گھوڑے کی اس قدر قیمت لگی ہو جس قدر اس گھوڑے کی لگی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہم تو چالیس بکریوں پر ایک بکری لیتے ہیں تو کیا ہم گھوڑوں پر کچھ نہ لیں؟ ایک گھوڑے پر ایک دینار لیا کرو۔ اور اس طرح آپ نے فی گھوڑا ایک دینار زکوۃ مقرر فرمادی (عبد الرزاق، ج: ٤، ص: ٣٦، سنن البیهقی، ج: ٤، ص: ١١٩، ج: ٥، ص: ٢٢٧، بدائع الصنائع، ج: ٢، ص: ٣٤)۔ چنانچہ ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ السائب جو حضرت عمرؓ کے بھانجے تھے، حضرت عمرؓ کے پاس گھوڑوں کی زکوۃ لے کر آتے تھے (ابن ابی شیبه، ج: ١، ص: ١٣٤)۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ اولاً گھوڑوں اور غلاموں پر جو کچھ وصول کیا کرتے تھے وہ بطور تبرع تھا۔ ازاں بعد آپ نے گھوڑوں کی زکوۃ مقرر کر کے وصولی لازم کر دی اور غلاموں پر جو کچھ ادا کیا جاتا تھا اس کو بدستور تبرع کی صورت میں برقرار رکھا۔" (انسائیکلوپیڈیا فقہ حضرت عمرؓ، تالیف: ڈاکٹر محمد رواس قلعجی، پروفیسر یونیورسٹی آف پٹرولیم ومعدنیات، ظہران، سعودی عرب۔ اردو ترجمہ: ساجد الرحمٰن صدیقی، ادارہ معارف اسلامیہ، منصورہ، لاہور)

چوتھا جواب :

حضرت عمرؓ کا یہ فیصلہ صحیح حدیث کے خلاف ہے۔

کسی صحابی رضی اللہ عنہ کا کوئی عمل اس وقت تک حجت ہوتا ہے جب تک اس کے مقابلہ میں کوئی واضح قرآنی آیت یا صحیح صریح حدیث موجود نہ ہو۔ صحابی رضی اللہ عنہ کے عمل کو واضح قرآن وحدیث کے موافق بنانا (تطبیق دینا) ممکن ہو تو ٹھیک، ورنہ صحابی کی وہ بات قابل عمل نہ ہوگی۔

حضرت عمرؓ کا یہ فیصلہ صحیح حدیث کے خلاف ہے، جس کا متن درج ذیل ہے:

((عن ابي هريرةؓ عن النبي ﷺ قال : ليست على المسلم صدقة في عبده ولا في فرسه))

(بخاری : ١٤٦٣، ١٤٦٤، مسلم: ٢٢٧٣ تا ٢٢٧٦)

" ابوھریرہؓ سے روایت ہے، وہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا "مسلمان پر اس کے غلاموں اور گھوڑوں میں صدقہ (زکوۃ) نہیں"۔

پانچواں جواب :

یہ فیصلہ امت کے عمومی تعامل کے خلاف ہے۔

پوری امت متفق ہے کہ جانوروں کی زکوۃ صرف پالتو "بهيمة الانعام" پر واجب ہے، اور گھوڑا "سورة النحل : ٨" کے مطابق "بهيمة الانعام" میں داخل نہیں۔ لہذا حضرت عمرؓ کا یہ فیصلہ امت کے عمومی تعامل کے خلاف ہونے کی بنا پر قابل قبول نہیں۔

امام ابوحنیفہؒ اور گھوڑوں کی زکوۃ :

اوپر "فقہ حضرت عمرؓ" میں مذکور حضرت عمرؓ نے جو گھوڑوں پر زکوۃ مقرر فرمائی ہے، اسے امام ابوحنیفہؒ نے شرعی زکوۃ پر محمول کیا ہے، اور فقہائے حنفیہ نے حضرت ابوہریرہؓ کی مذکورہ بالا مرفوع حدیث کی مختلف توجیہات کی ہیں۔ مگر یہ ساری باتیں: زکوۃ کے مجموعی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزاج، گھوڑے کی ذات سے متعلق امام ابوحنیفہؒ کے اپنے موقف، (اس کے گوشت کی کراہت) فقہ حنفی کے اپنے اصولوں اور امت کے مجموعی تعامل کے خلاف ہیں۔ لہٰذا اس سلسلہ میں امام صاحبؒ کا موقف کمزور اور باقی ائمہ کا موقف انتہائی مضبوط ہے۔ کتاب کی طوالت اور اپنے موضوع سے نکل جانے کے اندیشے کے پیش نظر ہم اس موضوع کی تفصیلات کو نظر انداز کرتے ہیں۔

خطبات نواز اور بھینس کی قربانی :

مذکورہ بالا شبہ موڑ ایمن آباد، گوجرانوالہ کے معروف عوامی خطیب، مولانا محمد نواز چیمہ صاحب کے خطبات (ج ا ص ۵۶۹) سے ماخوذ ہے۔ جہاں انہوں نے (ص ۵۶۰ سے ۵۷۵) تک بھینس کی قربانی کے عدم جواز کا مضمون بیان فرمایا ہے۔ اس ایک شبہ سے اس مضمون کی علمی نوعیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ یہاں صرف یہی ایک بات نئی ہے۔ اس کے سوا باقی پورا مضمون صریح غلطیوں، واضح تضادات اور انتہائی بچگانہ شبہات پر مشتمل ہے۔ اور الحمد للہ ان میں سے ہر ایک شبہ کا کافی وشافی جواب اس کتاب میں موجود ہے۔ لہٰذا ہم اس مضمون پر اپنی تنقید کو نظر انداز کرتے ہیں۔

تیسرا شبہ :

گھوڑے کی قربانی

ب: آپ کو گھوڑے کی قربانی تو ہر حال میں جائز قرار دینا پڑے گی۔ کیونکہ اس کا تذکرہ تو "صحیح بخاری" میں موجود ہے۔ اسی طرح یہی روایت حافظ ابن حجرؒ نے بھی "تلخیص الحبیر" میں امام سہیلؒ کے حوالے سے نقل فرمائی ہے: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ انہوں نے عہد نبوی ﷺ میں گھوڑے کی قربانی کی ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب الذبائح والصید، باب (۲٤) النحر و الذبح ح : ۵۵۱۰،

۵۵۱۹،۵۵۱) اور تلخیص الحبیر، ج : ٤، ص : ۱۳۸) لہٰذا آپ بھینس کے ساتھ گھوڑے کو بھی شامل کریں۔

ج: **جواب** :

قربانی صرف "بھیمۃ الانعام" سے ہو سکتی ہے۔

1 علامہ ابن رشد "بدایۃ المجتھد، ج : ۱، ص : ٤٤٩، ٤٥٠" میں لکھتے ہیں :

" اجمع العلماء علی جواز الضحایا من جمیع بھیمۃ الانعام، واختلفوا فی الافضل من ذالک ...... و جلھم مجمعون علی انہ لا یجوز التضحیۃ بغیر بھیمۃ الانعام، الا ما حکی عن الحسن بن صالح، انہ قال : تجوز التضحیۃ ببقرۃ الوحش عن سبعۃ، والظبی عن واحد."

"امت کے تمام علماء (پالتو) "بھیمۃ الانعام" کی تمام اقسام میں قربانی کے جواز پر متفق ہیں۔ البتہ ان انواع میں سے افضل کے متعلق اختلاف ہے۔ اور اکثر علماء کا اس پر اجماع ہے کہ (پالتو) "بھیمۃ الانعام" کے سوا کسی اور جانور کی قربانی جائز نہیں۔ مگر جو حسن بن صالح سے منقول ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ جنگلی (نیل) گائے کی قربانی سات آدمیوں کی جانب سے اور ہرن کی قربانی ایک آدمی کی طرف سے جائز ہے۔"

2 مولانا عبید اللہ رحمانی مبارکپوریؒ "مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج : ٥، ص : ۸۱" میں لکھتے ہیں :

" اعلم انہ لا یجزئ فی الاضحیۃ غیر بھیمۃ الانعام، لقولہ تعالیٰ ﴿ لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقھم من بھیمۃ الانعام ﴾ (الحج : ۳٤) وھی الابل والبقر والغنم. والغنم صنفان : المعز والضان "

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جان لو کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿ لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقھم من بھیمۃ الانعام ﴾ کی وجہ سے قربانی میں "بھیمۃ الانعام" کے سوا کسی دوسرے جانور کی قربانی جائز نہیں اور "بھیمۃ الانعام" سے مراد ابل، بقر، غنم (اونٹ، گائے، غنم) ہیں۔ اور غنم کی دو قسمیں ہیں: بکری اور بھیڑ۔

3 "الموسوعة الفقهية، ج : ۲۳، ص : ۲" میں لکھا ہے :

"ذهب جمهور العلماء _ ومنهم الحنابلة في الاصح عند هم _ الى انه لازكوٰة في الوحش من الابل والبقر والغنم ، وذالك لان اسم الابل والبقر والغنم لا يتناولها عند الاطلاق ، ولأنها لا يجزئ في الهدى والأضحية."

"جمہور فقہاء _ اور حنابلہ کے ہاں راجح قول کے مطابق وہ بھی _ اس بات کی طرف گئے ہیں کہ جنگلی اونٹوں، جنگلی گائیوں اور جنگلی بھیڑ بکریوں میں زکوۃ نہیں۔ کیونکہ ابل، بقر، غنم (اونٹوں، گائیوں، بھیڑ بکریوں) کا لفظ (وحشی کی صفت کے بغیر) جب مطلق بولا جاتا ہے تو ان کے اندر ان کی جنگلی اقسام شامل نہیں ہوتیں۔ نیز اس وجہ سے بھی (جنگلی جانور شامل نہیں) کہ جنگلی جانوروں کے ذریعے بیت اللہ کی طرف جانے والی قربانی (ھدی) اور (عیدالاضحیٰ والی) عام قربانی جائز نہیں۔"

4 ﴿ والانعام خلقها لكم فيها دفء و منافع ومنها تأكلون ...... والخيل والبغال والحمير لتركبوها و زينة ﴾ (النحل : ۸)

"اور اس نے تمہارے لئے مویشی پیدا کئے، جن میں تمہارے لئے سردی سے بچاؤ اور دوسرے منافع ہیں۔ اور کچھ مویشیوں کو تم کھاتے ہو...... اور اس نے گھوڑے، خچر اور گدھے اس لئے پیدا کئے تا کہ تم ان پر سواری کرو اور زینت کے لئے بھی ہیں۔"

5 ﴿ زين للناس حب الشهوٰت من النساء والبنين والقناطير المقنطرة من الذهب والفضة والخيل المسومة والانعام والحرث ﴾ (آل عمران : ۱۴)

"لوگوں کے لیے نفسانی خواہشوں کی محبت مزین کی گئی ہے، جو عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے اور نشان لگائے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی ہیں۔"

بحث کے نتائج :

مذکورہ بالا عبارات اور قرآنی آیات سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

1 تمام امت متفق ہے کہ ہر علاقے میں پائے جانے والے تمام "بھیمۃ الانعام" کی ہر نوع اور ہر جنس کی قربانی جائز ہے۔ شرط یہ ہے کہ وہ گھریلو پالتو ہوں، جنگلی وحشی نہ ہوں۔ جیسا کہ آئندہ بھی معلوم ہوگا۔ ان شاء اللہ

2 بہت ہی کم علماء کے سوا باقی تمام امت متفق ہے کہ پالتو "بھیمۃ الانعام" سے باہر کسی بھی جانور کی قربانی جائز نہیں۔

3 صاحب "مرعاۃ" وغیرہ کے بقول "بھیمۃ الانعام" سے مراد ابل، بقر و غنم ہیں۔

4 ابل، بقر، غنم (اونٹ، گائے، بھیڑ بکری) کی گھریلو پالتو انواع کے ساتھ ساتھ جنگلی وحشی اور غیر پالتو انواع بھی موجود ہیں۔ یعنی جنگلی اونٹ، جنگلی گائے، جنگلی بھینس، جنگلی بھیڑ، جنگلی بکری۔

5 جب جنگلی کی صفت شامل نہ ہو تو صرف پالتو اقسام ہی مراد ہوتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ "الموسوعة الفقهية" کے مذکورہ بالا مقام میں جو یہ فرق کیا گیا ہے کہ اگر وحشی کی صفت ہو تو جنگلی اور اگر یہ صفت نہ ہو تو پالتو "بھیمۃ الانعام" مراد ہوں گے، تو یہ فرق درست نہیں۔ کیونکہ "سورۃ المائدۃ" میں حلت اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ الحج " میں قربانی کے متعلق دونوں جگہ ایک ہی لفظ "بھیمۃ الانعام" استعمال ہوا ہے۔حالانکہ امت کے ہاں حلت کے متعلق معاملہ وسیع اور قربانی کے متعلق صرف پالتو جانوروں تک محدود ہے۔

اصل میں صحیح فرق وہی ہے جو اس کتاب میں پہلے شبہ کے تیسرے جواب کے ذیل میں لکھا جا چکا ہے کہ حلت میں "لکم" اور قربانی میں "علی ما رزقھم" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔یعنی انسانوں کے لئے جانوروں میں ہر قسم کے "بھیمۃ الانعام" حلال ہیں، چاہے جنگلی ہوں یا پالتو، چھوٹے قد والے ہوں یا بڑے قد والے۔مگر قربانی میں وہی "بھیمۃ الانعام" کام آئیں گے جو اللہ نے تمہیں دیے ہیں۔یعنی تمہارے پاس رہتے ہیں۔ان کو حاصل کرنے کی خاطر تمہیں جنگلوں کی خاک نہیں چھاننا پڑتی، تمہیں شکار نہیں کرنا پڑتا۔

البتہ اگر مراد یہ ہو کہ لغۃ "بھیمۃ الانعام" میں پالتو اور جنگلی دونوں طرح کے جانور شامل ہیں۔مگر جنگلی جانوروں کو عرفاً شامل کرنے کے لیے ساتھ "الوحشی" کی صفت بھی لگانا لازم ہے تو یہ مفہوم بالکل درست ہے، جیسا کہ عبارت کے الفاظ سے بھی معلوم ہو رہا ہے۔اور لفظ "مطلق" کا حکم بھی یہی ہے کہ "مطلق" جب کسی قرینے کے بغیر بولا جائے تو اس سے اس کا کامل یا معروف فرد یا افراد ہی مراد ہوتے ہیں۔

6 قرآنی آیات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گھوڑا، گدھا اور خچر "الانعام" میں شامل نہیں۔کیونکہ ان تینوں جنسوں کا الگ سے تذکرہ حرف عطف کے ذریعے ہوا ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ تینوں جنسیں "بھیمۃ الانعام" میں شامل نہیں۔لہٰذا ان کی قربانی ہے نہ زکوٰۃ۔

امام حسن بن صالح "کا جنگلی گائے کو سات آدمیوں اور ہرن کو ایک آدمی کی طرف سے جائز قرار دینا غلط اور سہو ہے۔اور بھینس کو امت کا زکوٰۃ و قربانی دونوں میں شامل کرنا بالکل صحیح ہے۔امام حسن بن صالح کی اس بات کا مزید تفصیلی جواب اسی باب میں جنگلی جانوروں کی قربانی کے ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

گھوڑے کی قربانی اور صحیح بخاری :

ب: "سورۃ ال عمرن و سورۃ النحل " والی آیات کی بنیاد پر گھوڑے کو "بھیمۃ الانعام" سے خارج کر کے تو آپ نے جان چھڑالی ہے، مگر صحیح بخاری، کتاب الذبائح والصید، باب النحر و الذبح، ح : ۵۵۱۰ ، ۱۱ میں حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں :

((نحرنا _ وفي رواية ذبحنا _ علي عهد رسول الله ﷺ الخيل فاكلناه))

"ہم نے عہد نبوی ﷺ میں گھوڑے کی قربانی کی __ اور ایک روایت میں ہے :ذبح کیا__ اور اس کا گوشت کھایا۔"

اسی روایت کو حافظ ابن حجرؒ نے "تلخیص الحبیر "، ج : ۴، ص : ۳۷ میں امام سہیل کے حوالے سے ((ضحينا على عهد رسول الله ﷺ بالخيل)) "ہم نے عہد نبوی ﷺ میں گھوڑے کی قربانی کی۔" کے الفاظ سے نقل کیا ہے۔

لیجیے بخاری میں تو لفظ "نحر، ذبح" اور "تلخیص الحبیر" میں لفظ "تضحیۃ" آگیا ہے۔تینوں میں سے جو لفظ بھی صحیح ہو مقصد ثابت ہے۔اس میں کسی بھی تاویل کی کوئی گنجائش نہیں۔لہٰذا آپ کو گھوڑے کی قربانی کرنا پڑے گی یا بھینس سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔

ج: اس دلیل کے کئی جوابات ہو سکتے ہیں۔مثلاً

پہلا جواب :

یہ حدیث روایت بالمعنی ہے :

یہ حدیث روایت بالمعنی ہے۔اس طرح کہ "ابن ماجہ، کتاب الذبائح، باب لحوم الخیل، (ح : ۳۱۹۱) میں حضرت جابرؓ کے الفاظ یوں وارد ہیں :

((أكلنا زمن خيبر، الخيل وحمر الوحش.))

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"خیبر کے زمانہ میں ہم نے گھوڑے اور جنگلی گدھے کا گوشت کھایا۔"

اور" نسائی ، کتاب الصید والذبائح، باب الاذن فی اکل لحوم الخیل، (ح : ۴۳۳۲ ، ۴۳۳۳) ((اذن)) اور ((اطعمنا)) کے الفاظ وارد ہیں۔

یہ سارے الفاظ بتا رہے ہیں کہ معاملہ گھوڑے کے گوشت کی حلت اور گدھے کے گوشت کی حرمت کا تھا، نہ کہ قربانی کے معاملے کا۔لہذا نسائی والی اس مرفوع صریح روایت کی روشنی میں بخاری والی مرفوع حکمی کی تاویل یوں ہوگی کہ ہم نے گوشت کی خاطر عہد نبوی ﷺ میں گھوڑے کو نحر یا ذبح کیا، قربان کیا۔

دوسرا جواب :

یہ حدیث تقریری حکمی ہے :

"تقریری حکمی "اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں صحابہ کرامؓ فرمائیں کہ ہم عہد نبوی ﷺ میں یہ بات کہا یا یہ کام کیا کرتے تھے۔

ایسی حدیث کو "مرفوع حکمی "اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ وحی کا زمانہ تھا، اگر یہ بات یا یہ کام غلط ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کو مطلع فرما دیتا۔اللہ تعالیٰ کا اس پر خاموش رہنا اور رسول اللہ ﷺ کا اس کے مخالف حکم جاری نہ کرنا اس معاملے کے ثابت اور صحیح ہونے کی دلیل ہے۔

اس تعریف کی روشنی میں غور کیجئے تو مسئلہ بالکل آسان ہے۔یعنی حضرت جابرؓ والی مرفوع صریح حدیث میں گھوڑے کے حلال ہونے کی بحث ہے اور حضرت اسماءؓ والی تقریری حکمی حدیث میں قربانی پر دلالت ہے۔اب ہر صاحب علم مرفوع صریح حدیث کو مرفوع حکمی پر مقدم کرے گا۔الا یہ کہ اس کے خلاف کوئی زیادہ قوی دلیل آجائے۔

تیسرا جواب :

یہ حدیث عید الاضحیٰ کی قربانی میں واضح نہیں :

اس جواب کو سمجھنے سے پہلے قربانی کے متعلق وارد الفاظ کو ان کی اصلی بنیادوں سے سمجھنا ضروری ہے۔چنانچہ پہلے قربانی کے لئے مستعمل الفاظ کی تحقیق حاضر خدمت ہے۔

الفاظ قربانی کی تحقیق :

عموماً قربانی کے لئے درج ذیل الفاظ استعمال ہوتے ہیں: ذبح ، نحر ، ضحی، قرّب ، تقرّب ، اھدی ، ذکی۔

لفظ "ذبح" کی تحقیق :

یہ لفظ جب کسی جانور کی جان ختم کرنے کے لئے استعمال ہوگا تو اس میں دو شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

۱۔ رگ حیاۃ کو مکمل کاٹنا۔

۲۔ حلق کی جانب سے کاٹنا، نہ کہ سینے کی جانب سے۔

چونکہ اونٹ کے سوا قربانی میں ذبح ہونے والے باقی تمام جانوروں کی گردنیں چھوٹی ہوتی ہیں، اسی وجہ سے یہ لفظ ان میں زیادہ استعمال ہوتا ہے۔اگر چہ اونٹ کے لئے بھی مستعمل ہے۔مگر اس کا عرف کم ہے۔

لفظ "نحر" کی تحقیق :

"نحر" کا اصلی معنی صرف سینہ ہے۔مگر پھر سینہ میں تیر مارنے اور تلوار وغیرہ سے سینے کو یا سینے سے رگ حیاۃ کو کاٹنے اور سینہ پر ہاتھ باندھنے یا ہاتھ رکھنے کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔اور پھر مزید وسعت پیدا ہوئی کہ مطلق "ذبح" کے معنی میں بھی استعمال ہونے لگا۔مگر چونکہ اونٹ کی گردن لمبی اور قد بھی دراز ہوتا ہے، اور اسے ذبح بھی بحالت قیام کیا جاتا ہے، جس کے نتیجے میں حلق تک رسائی مشکل ہوتی ہے۔اسی وجہ سے "نحر" کو اونٹ کے ساتھ خاص شہرت حاصل ہوگئی ہے۔اگر چہ اس لفظ میں بھی وسعت موجود ہے، یعنی "نحر" کا لفظ "ذبح" کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربی زبان میں اوپر والے دونوں لفظوں کو قربانی کے ساتھ کوئی خصوصیت حاصل نہیں ۔قربانی والا معنی ومفہوم ان میں رسول اللہ ﷺ کے قربانی کو سنت قرار دینے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے ۔لہٰذا جب قربانی کی بحث ہو رہی ہو یا اس کا کوئی قرینہ موجود ہو تو ان لفظوں سے یہ معنی مراد ہوگا ورنہ نہیں۔

لفظ "ضحی" کی تحقیق :

"ضحّی" ضحوۃ و ضحی سے بنا ہے ۔جس کا معنی صرف سورج کا اچھی طرح طلوع ہو کر بلند ہونا ہے ۔اور "ضحی" کا یہ وقت زوال سے پہلے تک جاری رہتا ہے ۔پھر اس میں وسعت پیدا ہوئی کہ جو کام بھی اس وقت میں کیا جانے لگا اسے "اضحی ، ضحّی" وغیرہ الفاظ سے تعبیر کرنے لگے۔

چونکہ عید الاضحی کا اول و افضل وقت دن کی ابتداء ہے ۔ اسی وجہ سے اسے "عید الاضحی" اور اس وقت کی قربانی کو "ضحیۃ" کہنے لگے۔بعد میں قربانی کے معاملہ میں مزید وسعت پیدا ہوگئی اور وقت کی قید ختم ہوگئی ۔یعنی عید کے چار دنوں میں تیرہ کی مغرب سے پہلے پہلے تک جب بھی قربانی کرے "ضحیۃ" کہلا سکتی ہے۔

لہٰذا اس لفظ میں بھی قربانی کا قرینہ وسیاق ہونا ضروری ہے ۔بصورت دیگر اس لفظ کا مطلب ہوگا: چاشت کے وقت ذبح کرنا، چاشت کے وقت نماز پڑھنا وغیرہ۔

"قرّب" "تقرّب" اور "اھدی" کی تحقیق پانچویں شبہ کے ذیل میں پرندوں کی قربانی کے ضمن میں ملاحظہ فرمائیں۔

لفظ "ذکاۃ" کی تحقیق :

"ذکاۃ" یعنی تیز خوشبو یا تیز بدبو۔بعد میں اندرونی طہارت واندرونی پلیدی میں استعمال ہونے لگا۔مگر اندرونی طہارت اور ذہن کی تیزی و ذہن کی پاکیزگی وغیرہ کے معنوں میں زیادہ شہرت پا گیا ۔چونکہ ذبح کردہ جانور سے نقصان دینے والا خون نکل جاتا ہے اور اس کے گوشت کا اندرون کھانے والوں کے لئے پاک ہو جاتا ہے ۔اسی وجہ سے

اصل میں "ذبح" کے ذریعے جانور کو پاک کرنے اور پھر صرف ذبح کرنے کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔

الفاظ قربانی کی تحقیق کے نتائج :

اس تحقیق کی روشنی میں غور کریں تو معلوم ہوگا کہ :

(۱)...... چاہے "نحر" ہو یا "ضحی"، اس سے گھوڑے کی قربانی کو ثابت نہیں کیا جا سکتا ۔البتہ: چونکہ گھوڑا ذبح ہوا، اور اس کا گوشت کھایا گیا، تو یہ اس کے حلال ہونے کی دلیل ہے ۔اسی وجہ سے امام بخاریؒ نے اس حدیث سے قربانی کے لئے استعمال ہونے والے الفاظ، گھوڑے کے حلال ہونے اور دیگر مسائل پر استدلال کیا ہے، نہ کہ گھوڑے کی قربانی کے جواز پر ۔اور نہ ہی "کتاب الاضاحی" میں اس کا تذکرہ فرمایا ہے۔

لفظ "ضحی" کا معنی ہوگا کہ "صحابہ رضی اللہ عنہم نے عہد نبوی میں چاشت کے وقت گھوڑا ذبح کیا۔" اور تاریخ جانتی ہے کہ اہل خیبر پر آپ ﷺ کے حملے، صحابہ رضی اللہ عنہم کے گدھوں اور گھوڑوں کے گوشت پکانے ، آپ ﷺ کے گدھے کے گوشت کی دیگوں اور ہنڈیوں کو انڈیلنے، پکے ہوئے گوشت کو مٹی میں ملانے اور گھوڑے کا گوشت کھانے کی اجازت دینے کا یہی وقت تھا۔لہٰذا حضرت جابر و حضرت اسماء کی روایات ایک ہی واقعہ کے دو مختلف پہلوؤں کو واضح کر رہی ہیں، نہ کہ ایک گھوڑے کے حلال ہونے کو اور دوسری قربانی کو۔

حضرت جابرؓ اور حضرت اسماءؓ کی روایات میں تطبیق :

(۱)...... جن روایات میں "ضحّی" کے الفاظ آئے ہیں، وہ الفاظ گھوڑے کے چاشت کے وقت ذبح ہونے کو بتا رہے ہیں۔

(۲)...... جن روایات میں "نحر" کے الفاظ آئے ہیں، وہ بتا رہے ہیں کہ گھوڑے کو اونٹ کی طرح سینہ کی جانب سے ذبح کیا گیا تھا، نہ کہ باقی جانوروں کی طرح حلق کی جانب سے ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴)...... جن روایات میں "اذن" اور "رخص" کے الفاظ آئے ہیں، ان کا مطلب یہ ہے کہ گھوڑے کا گوشت حلال ہے، اس کی حرمت منسوخ ہو چکی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ مختلف راویوں نے ایک ہی واقعہ کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔ نہ کہ مختلف روایات میں مختلف احکام بیان ہوئے ہیں۔

چوتھا جواب :

یہ روایت قرآنی نص کے خلاف ہے :

اس قربانی والے مفہوم میں یہ حدیث قرآنی نص ﴿علی ما رزقهم من بهيمة الانعام﴾ ، سنت متواترہ اور امت کے اجماعی عمل کے خلاف ہے۔ لہٰذا حجت نہیں۔

نوٹ : واضح رہے کہ یہ جواب صرف الزامی ہے۔ ورنہ کوئی صحیح حدیث قرآن مجید کے خلاف نہیں ہوتی۔

حافظ ابن حجرؒ کی تنقید :

ب: آپ کے اس جواب کی روشنی میں "تلخیص الحبیر" کی حضرت اسماءؓ والی حدیث کا معاملہ تو بے شک واضح ہو جائے، مگر ان کی علامہ رافعیؒ پر آگے والی تنقید کا کیا بنے گا؟ ان کی مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ لکھتے ہیں :

" قوله : لم يؤثر عن النبي ﷺ ولا عن اصحابه التضحية بغير الابل والبقر والغنم. يعقر عليه ما ذكره السهيل عن اسماء قالت : ضحينا على عهد رسول الله ﷺ بالخيل ، وعن ابي هريرةؓ انه ضحى بديك."

(تلخيص الحبير، ج : ٤، ص : ١٢٨)

"امام رافعیؒ فرماتے ہیں: "نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے ابل ، بقر ، غنم (اونٹ، گائے، بھیڑ بکری) کے سوا کسی دوسرے جانور کی قربانی منقول نہیں"۔ مگر امام رافعیؒ پر بطور اعتراض وہ حدیث وارد ہے جو امام سہیلؒ نے نقل کی

ہے کہ حضرت اسماء (بنت ابی بکرؓ) فرماتی ہیں:

"ہم نے عہد نبوی ﷺ میں گھوڑا قربانی (ذبح) کیا اور اس کا گوشت کھایا۔"

اور (یہ بھی اعتراض وارد ہے کہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرغ کی قربانی بھی مروی ہے۔"

صاحب "سبل السلام" کے آثار :

علامہ محمد بن اسماعیل الامیر الصنعانی (الیمانیؒ) نے تو آپ کے لئے معاملہ مزید الجھا دیا ہے۔ لکھتے ہیں :

" واخرج عن ابن عباس انه كان اذا حضر الاضحى اعطى مولى له درهمين، فقال : اشتربهما لحما ، واخبر الناس انه ضحى ابن عباس . وروى انه ضحى بلال بديك . ومثله روى عن ابى هريرة". (سبل السلام شرح بلوغ المرام، ج : ٤، ص : ٩١، ٩٢، باب الاضحية کی تیسری حدیث۔)

"امام بیہقی نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ جب عید الاضحیٰ آتی تو ابن عباسؓ اپنے کسی غلام کو دو درہم دے کر فرماتے کہ جاؤ: ان کا گوشت خرید کر لوگوں میں اعلان کرو کہ ابن عباسؓ نے یہ قربانی کی ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے مرغ کی قربانی کی۔ اسی طرح کی روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔"

سیدنا بلالؓ کا اثر :

"عبد الرزاق ، عن الثوری، عن عمران بن مسلم، عن سويد بن غفلة ، قال : سمعت بلالا يقول : ما ابالى لو ضحيت بديك، ولان اتصدق بثمنها على يتيم او مغبر، احب الى من ان اضحى بها". (مصنف عبد الرزاق، ج : ٢، ص : ٣٥٨، ح : ٨١٥٦

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

، محلی، ج : ۷، ص : ۳۵۸)

"سوید بن غفلہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو سنا وہ فرما رہے تھے: اگر میں کوئی مرغ بھی قربانی کروں تو مجھے پرواہ نہیں، اور اگر اس کی قیمت (والی رقم) کسی یتیم اور اجڑی حالت والے شخص پر صدقہ کر دوں تو مجھے یہ مرغ کی قربانی کرنے سے یہ زیادہ پسند ہے۔"

سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا اثر :

"عن ابی سریحة الغفاری قال : ادرکت ابا بکر _ او رایت ابا بکر وعمر رضی الله عنهما _ کانا لا یضحیان کراهیة ان یقتدی بهما". (السنن الکبری للبیهقی، ج :۹، ص : ۲۶۵، مع الجوهر النقی، محلی، ج : ۷، ص : ۳۵۸)

"ابو سریحہ (حذیفہ بن اسید) الغفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: میں نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پایا (راوی کو شک ہے) سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں کو پایا کہ وہ اپنی بعض عیدوں میں قربانی نہیں کیا کرتے تھے اور اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ (سنت خلفاء الراشدین یا فرض جان کر) ان کی پیروی کی جائے"۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اثر :

"عن عکرمة مولی ابن عباس، ان ابن عباس رضی الله عنهما کان اذا حضر الاضحی اعطی مولی له درهمین، فقال : اشتریهما لحما، واخبر الناس : انه اضحی ابن عباس". (البیهقی، ج : ۹، ص : ۲۶۵) (محلی، ج : ۷، ص : ۳۵۸)

"ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام جناب عکرمہ بیان کرتے ہیں: جب عید الاضحیٰ آتی تو ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے کسی غلام کو دو درہم دیتے، پھر فرماتے: ان دونوں درھموں کا گوشت خریدو (اور اسے غرباء میں تقسیم کرو) اور لوگوں کو بتاؤ کہ یہ (گوشت) ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے قربانی کی ہے۔"

نوٹ: تلاش بسیار کے باوجود مجھے سیدنا ابو ھریرہؓ کا اثر نہیں مل سکا۔

حافظ ابن حجرؒ کی تنقید کا جائزہ :

ج: حافظ ابن حجرؒ کی تنقید کی بنیاد ایک تو سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا والی روایت پر قائم ہے، اور دوسری سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی مرغ والی حدیث پر۔ حضرت اسماءؓ والی حدیث کا تفصیلی جواب ابھی گزر چکا ہے۔ اور سیدنا بلالؓ والی حدیث کو چونکہ صاحب "سبل السلام" نے بھی ذکر کیا ہے، لہٰذا اس کا جواب صاحب "سبل السلام" کے آثار کے جائزے کے ضمن میں ملاحظہ فرمائیں۔

صاحب "سبل السلام" کے آثار کا جائزہ :

قرآن و حدیث ہو یا کوئی اور کلام، اگر اسے اس کے سیاق و سباق (اگلے پچھلے بیان) اور اس کے پس منظر سے کاٹ کر پڑھیں، تو جو چاہیں ثابت کر دیں اور جو چاہیں رد کر دیں۔ مگر یہ کارنامہ متکلم کی منشاء و مرضی کے خلاف ضرور ہوگا، اور وہ اس طرز عمل سے ناراض بھی ہوگا۔

چونکہ علم حدیث کی بنیاد علم روایت پر ہے۔ اور علم روایت کی بنیاد اسناد و متن دونوں پر قائم ہے۔ اور دونوں علموں میں کچھ انسانی کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔ مگر اللہ کے فضل و کرم سے محدثین نے اسنادی کمزوریوں کو پر کر کے اندرونی اور بیرونی چوروں کا ناطقہ ایسا بند کر دیا ہے کہ ان شاء اللہ اب قیامت تک یہ قفل نہ ٹوٹ سکے گا۔ مگر اس کے لئے بھی انصاف و عدل شرط ہے۔

باقی رہا متنی خلا، تو اسے دور کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔ مگر اس خلا کو دوسرے ذرائع سے پر کر کے ماہرین نے لوگوں پر حجت قائم کر دی ہے اور قائم کرتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ عہد رسالت ﷺ اور عہد صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین میں حدیث کو عام طور پر نہ لکھنے کا رواج تھا، اور اعتماد حافظے پر تھا۔ اور حافظہ میں:

(۱) ...... الفاظ کو ہر وقت یاد رکھنا مشکل ہے۔

(۲) ...... بات کی ہر ہر جزئی کا ہر وقت ذہن میں رہنا مشکل ہے۔

(۳) ...... پورا خطبہ یا پوری بات کو نہ سننے یا پورے کام کو نہ دیکھنے کا احتمال ہے۔

(۴) ...... قول یا فعل کو سمجھنے میں غلطی کا امکان ہے۔

(۵) ...... سہو و نسیان کا امکان موجود ہے۔

اور صحابہ کرامؓ کے بعد یہ خلا بڑھا ہے کم نہیں ہوا۔ لہٰذا ان خلاؤں کو پورا کرنے کے لئے:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱)...... خیر القرون کے متوارث اور مسلسل منہج کے دائرے میں رہنا اور بدعت سے احتراز کرنا۔

(۲)...... احادیث صالحہ پر اعتماد کرنا۔

(۳)...... تمام طرق کو جمع کرنا اور حدیث کے وارد ہونے کا سبب اور موقع ومحل جاننا۔

(۴)...... مقاصد شرع کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن مجید اور احادیث صالحہ دونوں سے حسب طاقت استفادہ کرنا۔

(۵)...... عربی قدیم کا صحیح اور مضبوط ذوق پیدا کرنا۔

(۶)...... اور مختلف دلائل کا تعارض دور کرکے، اسلام کے جامع اور محکم مزاج اور تعامل امت کے مجموعی تاریخی تسلسل کی روشنی میں، کج فہمی وکج بحثی سے بچتے ہوئے، خالص تحقیق حق کے لئے تمام مراحل سے گزر کر صحیح نتیجہ نکالنا ضروری ہے۔ ورنہ تحقیق میں جتنی کمزوریاں بڑھتی جائیں گی حق سے اتنی ہی دوری ہوتی جائے گی۔

ان اصولوں کی روشنی میں گزارش یہ ہے کہ صاحب "سبل السلام" اور اسی طرح امام بیہقیؒ نے ان روایات سے قربانی کے ثبوت کے بجائے قربانی کے فرض نہ ہونے کے دلائل جمع کئے ہیں۔ چنانچہ مذکورہ بالا حوالے سے پہلے مذکور ہے کہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما اس ڈر سے کبھی قربانی نہ کیا کرتے تھے، کہ عام لوگ (سنت خلفاء راشدین کی پیروی کے جوش میں)اسے واجب نہ قرار دے دیں۔

اسی وجوبی ذہن پر کاری ضرب لگانے کے لئے بطور مذاق واستہزاء حضرت ابن عباسؓ گوشت خرید کر اعلان کرایا کرتے تھے کہ دیکھو یہ ہے ابن عباسؓ کی قربانی، اور سیدنا بلالؓ مرغ ذبح کردیا کرتے تھے۔ اور اس کی قیمت کو یتیموں پر خرچ کرنا زیادہ بہتر سمجھتے تھے۔ اور گویا زبان حال یہ بھی اعلان کیا کرتے تھے کہ دیکھو یہ ہے بلالؓ کی قربانی۔ اور سیدنا ابوھریرہؓ کی روایت کو بھی اسی پس منظر میں سمجھیں۔ لہٰذا دلائل میں کسی قسم کا کوئی تعارض نہیں۔ وللہ الحمد

چوتھا شبہ :

حلال جنگلی جانوروں کا مسئلہ

ب: "بھیمۃ الانعام" یا "انعام" میں درج ذیل جنگلی حلال جانور بھی شامل ہیں۔

مثلاً جنگلی اونٹ، جنگلی گائے، جنگلی بکری، جنگلی گدھا، ہرن وغیرہ۔ تو پھر آپ ان سب جانوروں کی بھی قربانی جائز قرار دے دیں۔ کہتے ہیں کہ نیل گائے تو بالکل گھریلو گائے جیسی اور ہرن بکری جیسا ہوتا ہے۔

ج: پہلا جواب:

ہر حلال جانور قربانی کے قابل نہیں :

پہلی وجہ یہ ہے کہ ہر حلال جانور قربانی کے لائق نہیں ہوتا۔ مثلاً صحیح بخاری میں ہے کہ صحابہؓ کرام کے دور میں گھوڑا کھایا گیا۔

(بخاری ، کتاب الذبائح والصید ، باب لحوم الخیل ، ح : ۵۵۱۹)

یعنی حلال ہے اور خرگوش بھی حلال ہے۔

(بخاری ، کتاب الذبائح والصید ، باب الارنب ، ح : ۵۵۳۵)

مگر ان دونوں کی قربانی کا کوئی بھی قابل ذکر عالم قائل نہیں۔

ب: آپ نے خود ہی امام قرطبیؒ کے حوالے سے (پچھلے اوراق میں) بیان کیا ہے کہ گھوڑا "بھیمۃ الانعام" میں شامل نہیں، جبکہ قربانی کے لئے "بھیمۃ الانعام" کی شرط ہے لہٰذا آپ کا جواب خود بخود غلط ہو جاتا ہے۔

ج: یہی آپ سے میرا سوال ہے کہ جب آپ بھی جنگلی جانوروں کو "بھیمۃ الانعام" میں داخل ہونے کی وجہ سے حلال سمجھتے ہیں، تو آپ ان کی قربانی کیوں نہیں کرتے مثلاً ہرن، نیل گائے وغیرہ۔

دوسرا جواب :

مطلق "بھیمۃ الانعام" سے جنگلی جانور مراد نہیں ہوتے :

ب: آپ ہی کی بیان کردہ تفصیلات کے مطابق میں کہتا ہوں کہ "وحشی" (جنگلی) کی صفت لگائے بغیر جب مطلق "بھیمۃ الانعام" کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے صرف پالتو مویشی جانور ہی مراد ہوتے ہیں۔ جس کے دلائل درج ذیل ہیں:

پہلی دلیل : اللہ تعالیٰ نے "سورۃ المائدۃ" میں "بھیمۃ الانعام" کی حلت بیان فرمائی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے،وہاں لفظ(لکم) (تمہارے لئے)استعمال ہوا ہے۔جو اس بات کی دلیل ہے کہ "بہیمۃ الانعام" کے اوصاف والا ہر جانور حلال ہے،جس انسان کی پہنچ ہو وہ خوب فائدہ اٹھائے۔

اور قربانی میں اللہ تعالی نے : ﴿ علی ما رزقھم من بھیمۃ الانعام ﴾

"ان جانوروں پر جو اللہ نے ان کو دیئے ہیں" کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔اور "رزق" ہر انسان کو اس کی ہمت اور قسمت کے مطابق بطور ملکیت ملتا ہے۔لہٰذا "رزق" میں ایک تو پوری امت کے لئے عموم اور دوسرا پالتو ہونے کا مفہوم واضح ہے۔اور "ھم" کے مفعول بہ کو انسانوں کی طرف نسبت کر کے اس میں مزید تاکید پیدا کی گئی ہے۔

خلاصہ یہ کہ حلت عام ہے اور قربانی گھریلو یا پالتو مویشی جانوروں کے ساتھ خاص ہے۔

دوسری دلیل :

"الموسوعۃ الفقہیۃ" (ج: ۲۳ ، ص : ۲۵۲) میں اس کا جواب یوں لکھا ہے:

"ذھب جمھور العلماء _ ومنھم الحنابلۃ فی الاصح عندھم _ الی انہ لا زکوۃ فی الوحشی من الابل والبقر والغنم ، وذالک لان اسم الابل والبقر والغنم لا یتناولھا عند الا طلاق ، ولانھا لاتجزی فی الھدی والاضحیۃ ."

"جمہور فقہاء _ اور حنابلہ کے نزدیک صحیح قول کے مطابق وہ بھی _ اس بات کی طرف گئے ہیں کہ جنگلی اونٹ ،جنگلی گائے اور جنگلی بھیڑ بکری میں زکوۃ نہیں ۔کیونکہ اونٹ ،گائے ،بھیڑ بکری کا لفظ جب مطلق (لفظ وحشی کے بغیر) بولا جائے ،تو اس سے ان قسموں کے جنگلی جانور مراد نہیں ہوتے ۔نیز جنگلی جانوروں میں بیت اللہ کی طرف جانے والی اور (عید الاضحی والی) عام قربانی جائز نہیں ۔"

تیسری دلیل :

کسی چیز کو حلال یا حرام کرنا صرف اللہ تعالی کا کام ہے۔اللہ تعالی نے حلت والے معاملے میں "سورۃ المائدۃ" کے اندر "لکم" کا لفظ استعمال فرما کر "بہیمۃ الانعام" کے لفظ کو مطلق اور عام رکھا ہے ۔کیونکہ عربی میں "لام" منفعت کو ظاہر کرنے کے لئے بھی آتا ہے۔اور

"بہیمۃ الانعام" میں منفعت کا جامع پہلو اسی صورت میں آ سکتا ہے کہ "بہیمۃ الانعام" کی صفت کا ہر جانور حلال ہو۔تو اس (المائدۃ والی) آیت سے "بہیمۃ الانعام" کی صفات والا ہر جانور مراد لیا جائے گا،پالتو ہو یا جنگلی ،سمندری ہو یا خشکی والا۔

مگر قربانی کا معاملہ اس سے مختلف ہے،کیونکہ قربانی کا تعلق عبادات والے اعمال سے ہے ،اور عمل کرنا ہے بندوں نے،اور مسلمان انسانی معاشرہ کے افراد ہونے کی حیثیت سے مجموعی طور پر عرف کے مالک ہیں،اور چونکہ قرآن کے سب سے پہلے مخاطب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام ؓ ہیں،لہٰذا جو چیز "بہیمۃ الانعام" سے ان کے عرف میں مراد ہوگی وہ قربانی میں قابل عمل ہے۔تو جنگلی جانوروں کا مسئلہ خود بخود حل ہو گیا۔البتہ آپ بتائیں کہ جب بھینس عربوں کے عرف میں شامل ہی نہیں تھی تو اس کی قربانی کہاں سے نکل آئی ؟

ج: پہلی بات یہ ہے کہ جس کتاب "الموسوعۃ الفقہیۃ " سے آپ کو یہ جواب ملا ہے،اسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ بھینس لفظ " بقر" میں شامل ہے۔(جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے۔)

دوسری بات یہ ہے کہ بھینس عرب کے عرف میں نہ سہی،عام مسلمانوں کے عرف میں تو ضرور شامل ہے،اور قرآن مجید یا حدیث مبارکہ نے قربانی کو عربوں کے عرف سے تو ہرگز خاص نہیں کیا،اور یہ تو آپ کو بھی تسلیم ہے کہ قربانی میں "بہیمۃ الانعام" سے پالتو جانور مراد ہیں۔لہٰذا پالتو "بہیمۃ الانعام" میں شامل ہونے کی وجہ سے بھینس کی قربانی بھی ہر حال میں جائز ہے۔

تیسرا جواب:

جنگلی جانور شکار ہیں :

ذیل میں قرآن مجید کی آیات اور احادیث مبارکہ پیش کرتا ہوں،جن سے الحیوان الانسی والوحشی ،اصلی اور تبعی یا پالتو اور وحشی (جنگلی) جانوروں کے درمیان فرق خود بخود واضح ہو جائے گا۔ان شاء اللہ۔اللہ تعالی کا فرمان ہے:

(۱) ...... ﴿ یا ایھا الذین امنوا لیبلونکم اللہ بشیء من الصید تنالہ ایدیکم ورماحکم ﴾ (المائدۃ : ۹۳)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے ایمان والو! اللہ تم کو کچھ شکار کے ذریعے ضرور آزمائے گا، جس کو تمہارے ہاتھ اور نیزے پا رہے ہوں گے۔"

(۲) ...... ﴿ یا ایها الذین امنوا لا تقتلوا الصید وانتم حرم ومن قتله منکم متعمداً فجزاء مثل ما قتل من النعم یحکم به ذوا عدل منکم هدیا بالغ الکعبة ﴾ (سورة المائدة : ۹۵)

"اے ایمان والو! احرام کی حالت میں شکار کو قتل مت کرو، اور تم میں جو اسے جان بوجھ کر مارے تو اس پر اسی طرح کا مویشی چوپایہ بطور فدیہ ہوگا جو اس نے قتل کیا ہو، جس کا تم میں سے دو عدل والے فیصلہ کریں گے، جو بیت اللہ کی طرف قربانی بن کر جائے گا۔"

(۳) ...... ﴿ جعل اللّٰه الکعبة البیت الحرام قیاما للناس والشهر الحرام والهدی والقلائد ﴾ (سورة المائدة : ۹۸)

"اللہ نے لوگوں کے لئے کعبہ یعنی عزت والا گھر، حرمت والا مہینہ، بیت اللہ کی طرف جانے والی قربانی اور (قربانی کے جانوروں کے) ہار بنائے۔"

(۴) ...... ﴿ احلت لکم بهیمة الانعام الا ما یتلی علیکم غیر محلی الصید وانتم حرم ﴾ (المائدة : ۱)

"تمہارے لئے مویشی چوپائے حلال کر دیئے گئے ہیں، سوائے ان کے جو تم پر پڑھ دیئے جائیں گے، البتہ تم احرام کی حالت میں شکار کو حلال سمجھنے والے نہ ہو۔"

(۵) ...... ((عن رافع بن خدیج ؓ قال : ...... اصبنا نهب ابل و غنم ، فند منها بعیر ، فرماه رجل بسهم ، فحبسه ، فقال رسول اللّٰه ﷺ : ان لهذه الابل اوابد کاوابد الوحش . فاذا غلبکم منها شيء فافعلوا به هکذا))

(بخاری ، کتاب الذبائح والصید ، باب ما ند من البهائم فهو بمنزلة

الوحش ، ح : ۵۵۰۹ ، مسلم ، کتاب الاضاحی ، باب جواز الذبائح بکل ما انهر الدم الا السّن وسائر العظام ، ح : ۵۰۹۲)

"رافع بن خدیج ؓ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ...... اور ہمیں غنیمت کے اونٹ اور بکریاں حاصل ہوئیں، ان میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا، ایک آدمی نے اس کو تیر مارا اور روک لیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان اونٹوں میں سے کچھ اس طرح انسانوں سے نفرت کرنے والے موجود ہیں جس طرح کہ جنگلی جانور نفرت کرنے والے ہوتے ہیں، اور جب ان میں سے کوئی تم پر (بھاگنے کی وجہ سے) غالب آ جائے تو اس کے ساتھ ایسا ہی کرو۔"

(۶) ...... ((عن ابن عمر ؓ قال : سمعت رسول اللّٰه ﷺ ینهی ان تصبر بهیمة او غیرها للقتل .))

(بخاری ، کتاب الذبائح والصید ، باب ما یکره من المثلة والمصبورة والمجثمة ، ح : ۵۵۱۴)

"ابن عمر ؓ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: آپ ﷺ نے چوپائے یا کسی دوسری (ذی روح) چیز کو قتل کے لئے باندھنے سے منع فرمایا ہے۔"

(۷) ...... ((عن البراء بن عازب ؓ ان رسول اللّٰه ﷺ سئل : ما ذا یتقی من الضحایا ؟ فاشار بیده فقال : اربعا : العرجاء البین ظلعها ، والعوراء البین عورها ، والمریضة البین مرضها ، والعجفاء التی لا تنقی .))

(ابوداود ، کتاب الضحایا ، باب ما یکره من الضحایا ، ح : ۲۸۰۲)

"حضرت براء بن عازب ؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: قربانی میں کس قسم کے جانوروں سے احتراز کیا جائے؟ تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے چار کا اشارہ فرمایا:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) وہ لنگڑی جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو۔

(۲) وہ کانی جس کا کانا پن ظاہر ہو۔

(۳) وہ بیمار جس کی بیماری واضح ہو۔

(۴) وہ لاغر جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو۔"

بحث کے نتائج:

مذکورہ بالا قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ میں غور کرنے سے قربانی سے تعلق رکھنے والے اور جنگلی جانوروں کے درمیان آسانی سے فرق معلوم ہوسکتا ہے۔ مثلاً:

جنگلی جانوروں کے اوصاف:

جنگلی جانوروں کے اوصاف درج ذیل ہیں:

(۱)......سورۃ مائدۃ آیت (۱، ۹۶) میں گھریلو "بہیمۃ الانعام" اور سمندری شکار کو ہر حال میں حلال قرار دیا گیا ہے، چاہے انسان احرام کی حالت میں ہو یا نہ ہو۔ جبکہ خشکی والا جنگلی شکار احرام کی حالت میں حرام ہے۔ اس سے "احلت لکم بہیمۃ الانعام" اور "علی ما رزقھم من بہیمۃ الانعام" یعنی جنگلی شکار والے حلال جانوروں اور گھریلو پالتو حلال جانوروں کے درمیان فرق بآسانی واضح ہوگیا ہے۔

(۲)...... "سورۃ المائدۃ" آیت ۹۴ تا ۹۶ میں ایسے شکار کے ذریعے بندوں کے امتحانات کا تذکرہ فرمایا ہے، جس پر ان کے ہاتھ اور نیزے بآسانی گرفت کرسکتے ہوں گے۔ معلوم ہوا کہ اس دور میں شکار والے جانوروں کا صحابہ کرامؓ کے قریب قریب آنا امتحان کی وجہ سے تھا، ورنہ عام طور پر شکار انسانوں سے دور ہی رہتا ہے۔

(۳)...... "سورۃ المائدۃ" آیت ۹۵ میں شکار کے لئے (انسانی قبضہ میں نہ ہونے کی وجہ سے) "قتل" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ جبکہ ابن عمرؓ کی مذکورہ بالا حدیث میں پالتو جانوروں اور پرندوں کو باندھ کر قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ وہ پہلے ہی انسانی قبضہ میں ہوتے ہیں۔

(۴)......احرام کی حالت میں اگر شکار کر بیٹھے تو اس کا فدیہ پالتو جانوروں سے دینے کا حکم ہے، بالفاظ دیگر پالتو جانور ذبح کر لینے کی صورت میں فدیہ کا حکم وارد نہیں ہے۔

(۵)......وہ پالتو جانور جو بیت اللہ کی طرف قربانی بن کر جائے، اسے "ھدی" اور "قلائد" کہا گیا ہے، جبکہ جنگلی جانوروں کی یہ صفت منقول نہیں۔

قربانی والے جانوروں کے اوصاف:

قربانی والے جانوروں کے اوصاف یوں بیان فرمائے ہیں:

(۱) واضح طور پر کانا نہ ہو۔ (۲) لنگڑا نہ ہو۔

(۳) واضح طور پر بیمار نہ ہو۔ بعض فقہاء کے نزدیک جو آسانی سے قربان گاہ میں نہ پہنچ سکے۔

(۴) وہ جانور نہ ہو جس کی ہڈیوں سے گودا ختم ہو چکا ہو۔

(۵) غور سے آنکھیں دیکھو۔ (۶) غور سے کان دیکھو۔ (۷) دودانتا ہو۔

اب ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا اوصاف کا صحیح معائنہ پالتو جانوروں میں ہی ہوسکتا ہے، ورنہ جنگلی جانور تو بھاگ جائیں گے، خصوصاً ہرن کا بھاگنا تو معروف ہے۔

پانچواں شبہ:

حلال پرندوں کا مسئلہ

ب: آپ نے جنگلی جانوروں کو تو شکار قرار دے کر قربانی سے الگ کردیا ہے، مگر حلال پرندوں ـ خصوصاً مرغ ـ کی قربانی تو آپ کو جائز قرار دینا ہی پڑے گی، کیونکہ مرغ کی قربانی تو حدیث سے ثابت ہے، اور باقی پرندے بھی حلال اور پرندہ ہونے کے معاملے میں مرغ کے حکم میں داخل ہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے:

((عن ابی ھریرۃؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: اذا کان یوم الجمعۃ وقفت الملئکۃ علی باب المسجد، یکتبون الاول فالاول، ومثل المھجر کمثل الذی یھدی بدنۃ، ثم کالذی یھدی بقرۃ،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثم کبشا، ثم دجاجة، ثم بیضة))

(البخاری، کتاب الجمعة، باب الاستماع الی الخطبة، ح : ۹۲۹)

”حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر ٹھہر جاتے ہیں، اور درجہ بدرجہ پہلے آنے والے (کے ثواب) کو لکھتے جاتے ہیں۔ اور جلدی آنے والے آدمی کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جو اونٹ کو بیت اللہ کی طرف بھیجے، اور پھر اس آدمی کی طرح جو گائے بھیجے، پھر مینڈھا، پھر مرغا، پھر انڈا بھیجے۔“

ج: علامہ ابن حزمؒ نے انڈے، ہر حلال پرندے اور ہر حلال جانور کی قربانی کے جواز کے لئے اسی طرح کے دلائل سے استدلال کیا ہے۔ حالانکہ یہ حدیث نہ ان کی دلیل کے لئے صحیح ہے اور نہ ہی آپ کے اعتراض کے لئے۔ جس کی پانچ وجوہ ہیں۔

پہلا جواب :

یہ حدیث تمثیل ہے :

عموماً اس معنی کی حدیثوں میں " کانما " اور " کالذی " جیسے الفاظ آتے ہیں، اور یہ دونوں الفاظ تشبیہ و تمثیل کے لئے ہیں۔ تمثیل حقیقت کی طرح ہوتی ہے خود حقیقت نہیں ہوتی۔ یعنی اس مثال سے جمعہ کے دن پہلے آنے والوں کا ثواب بتانا مقصود ہے۔ اگر جمعہ والے دن عید الاضحیٰ بن جائے تو کیا آپ صرف مسجد میں پہلے پہلے آکر قربانی کا ثواب حاصل کر کے اصل سنت ادا کرنے والے کہلائیں گے؟ کیا نبی ﷺ اور صحابہؓ نے ایسا کیا تھا؟ کیا اسلاف میں سے کوئی بھی اس کا قائل ہے؟ کیا کوئی آدمی بیت اللہ میں ایک ماہ یا اس سے زیادہ عرصہ نمازیں پڑھ کر کروڑوں اربوں نمازوں کا ثواب کما کر بقیہ زندگی کی نمازیں چھوڑ سکتا ہے؟ اگر ایسا ہے تو پھر حاجی لوگوں کی موج ہے۔ حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔

دوسرا جواب :

یہ ایک غلط فہمی کا نتیجہ ہے :

اس حدیث میں جن الفاظ کا معنی قربانی کیا جاتا ہے وہ ”قَرَّبَ“ ”تَقَرَّبَ“ اور ”یهدی“ کے الفاظ ہیں۔ اور یہ اردو زبان کی تنگ دامنی ہے، ورنہ اصل قربانی کے الفاظ ”ضحی، تضحیة، ضحیة“ ہیں، جن کی جمع ”ضحایا، اضحیة، اضاحی“ استعمال

ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے قربانی والی عید کو ”عید الاضحی“ کہتے ہیں، اور زیر بحث حدیث میں " قرب، تقرب، یهدی " والے الفاظ وارد ہیں۔ ہر ایک کی تحقیق حاضر خدمت ہے۔

لفظ ”قَرَّبَ“ اور ”تَقَرَّبَ“ کی تحقیق :

”قَرَّبَ“ کا اصل معنی ہے: اس نے (کسی کا قرب حاصل کرنے کے لئے) کوئی چیز پیش کی۔ اور ”تقرب“ کا معنی ہے: اس نے قرب حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ومن الاعراب من یؤمن باللّٰه والیوم الآخر ویتخذ ما ینفق قربات عند اللّٰه وصلوات الرسول الا انها قربة لهم.﴾

(سورة التوبة : ۹۹)

”اور کچھ دیہاتی وہ ہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، اور جو چیز بھی خرچ کرتے ہیں اسے اللہ کے ہاں قرب حاصل کرنے اور رسول اللہ (ﷺ) کی دعاؤں (کے حصول) کا ذریعہ بناتے ہیں۔ سن لو! یقیناً یہ ان کے لئے اللہ کی قربت ہے۔“

دوسری جگہ ارشاد رب العالمین ہے :

﴿واتل علیهم نبأ ابنی آدم بالحق اذ قربا قربانا﴾ (المائدة : ۲۷)

”اور ان پر آدم کے دو بیٹوں کی با مقصد خبر کی تلاوت کر، جب ان دونوں نے قربانی پیش کی۔“

لہٰذا " قرب، تقرب " والی حدیث کا ترجمہ یوں ہوگا :

" جو صبح سویرے مسجد میں آگیا تو گویا اس نے اللہ کی بارگاہ میں (قرب حاصل کرنے کے لئے) اونٹ پیش کیا۔ (یا اونٹ کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کیا) پھر اس آدمی کی طرح ہے، جس نے گائے پیش کی۔ (یا گائے کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کیا) پھر مینڈھے، پھر مرغی، پھر انڈے کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا۔ (یا ان کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کیا۔)

لفظ ”یهدی“ کی تحقیق :

”یهدی“ اور ”هدی“ کا معنی ہے کسی کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر کوئی چیز پیش کرنا۔ اسی وجہ سے حدیث میں ہے :

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((تهادوا ، فان الهدية تذهب وحر الصدر))

(الترمذي ، كتاب الولاء والهبة ، باب ما جاء في حث النبي ﷺ على الهدية ، ح : ٢١٣٠)

"ایک دوسرے کو ھدیہ دیا کرو۔یقیناً ھدیہ سینے کے کینے کو لے جاتا ہے۔"

چونکہ بیت اللہ کی جانب جانے والی قربانی میں عام قربانی کی بہ نسبت قربت وخوشنودی کا معنی زیادہ ہوتا ہے۔یہ بندہ اپنے مالک حقیقی کے سامنے اس کے گھر میں تحفہ پیش کرتا ہے۔اسی وجہ سے اسے "ھدی" کہتے ہیں،اور بیت اللہ کی طرف بھیجنے کے لیے مرغی،انڈا اور دیگر پرندے "ھدی" میں شامل نہیں۔

تیسرا جواب :

مرغی اور انڈے کے لئے "یهدی ، قرّب ، تقرّب " کے الفاظ تشاکل لفظی سے ہیں :

ہر زبان میں بعض اوقات اصل لفظ کے بجائے کسی قریبی لفظ کا لحاظ کر کے اسی طرح کا لفظ استعمال کرلیا جاتا ہے۔اسے علماء " تشاکل لفظی " کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔مثلاً عربی کا محاورہ ہے :

" علفته تبنا وماء باردا "

"میں نے جانور کو گھاس اور ٹھنڈا پانی کھلایا"

اصل میں عبارت یوں تھی:

" علفته تبنا وسقيته ماء باردا "

"میں نے جانور کو گھاس کھلایا اور ٹھنڈا پانی پلایا۔"

مگر پہلے لفظ کی رعایت رکھی گئی ہے۔اور قرینہ کی وجہ سے "وسقیته" کو حذف کر دیا گیا ہے۔

یہاں بھی پہلے ابل ، بقر ، کبش (اونٹ ، گائے اور مینڈھے) کے لئے "یهدی" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔اسی لفظ کی رعایت سے مرغی اور انڈے کے لئے بھی لفظ "یهدی" استعمال ہو گیا۔ورنہ مرغی اور انڈے کیلئے لفظ یوں ہونا چاہیے تھا۔

" ويتصدق دجاجة وبيضة "

"پھر اس آدمی کی طرح،جو مرغی اور انڈا صدقہ کرتا ہے۔"

اس جواب کی طرف صاحب "مرعاۃ" نے یوں اشارہ فرمایا ہے :

"واستشكل ذكر الدجاجة والبيضة ، لان الهدى لا يكون فيهما ، واجيب بانه من باب المشاكلة . اى من تسمية شيء باسم قرينه . والمراد بالاهداء هنا التصدق . كما دل عليه لفظ قرب في رواية اخرى ، وهو يجوز بهما ." (مرعاة ، ج : ٤ ، ص : ٤٦٢)

"اس حدیث میں مرغی اور انڈے کے تذکرے کو مشکل سمجھا گیا ہے،کیونکہ ان دونوں کی "ھدی" نہیں ہوتی۔اور اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اس کا تعلق "باب المشاکلة" سے ہے۔یعنی کسی چیز کا نام اس کے ساتھ مذکور چیز کے نام کے ساتھ رکھ دینا۔اور اھداء سے مراد صدقہ ہے۔جیسا کہ دوسری روایت میں "قرّب" کا لفظ اس پر دلالت کر رہا ہے۔اور ان دونوں کا صدقہ جائز ہے۔"

چوتھا جواب :

قربانی کے لئے " بهيمة الانعام "شرط ہے :

پہلے تفصیل سے گزر چکا ہے کہ قربانی کے لئے "بهيمة الانعام" شرط ہے۔اور پرندوں کو کسی بھی معتبر مسلک نے "بهيمة الانعام" میں شمار نہیں کیا۔اور انڈے تو ویسے ہی بے جان ہوتے ہیں۔

پانچواں جواب :

پرندوں کی استثناء :

قربانی کے متعلق آپ ﷺ نے ایسے اوصاف بیان فرمائے ہیں،جن سے پرندے خود بخود نکل جاتے ہیں۔جیسا کہ اس کی تفصیل مانعین کی چوتھی دلیل اور پہلے شبہ کے تیسرے جواب میں زکوۃ قربانی کے قوانین کلیہ کے ضمن میں گزر چکی ہے۔جس کا خلاصہ یہ ہے :

(۱) ...... نبی اکرم ﷺ صحابہ کرامؓ اور خیر القرون کے اسلاف میں سے کسی سے بھی عیدالاضحیٰ کے موقع پر پرندے اور انڈے کی قربانی،قربانی کی حیثیت سے ثابت نہیں۔

(۲) ...... دو دانتا ہو۔

(۳) ...... اونٹ کے دس یا سات،گائے کے سات،بکری وبھیڑ کا پورے گھر کی طرف سے کافی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے کی وجہ سے ایک حصہ ہونا ثابت ہے۔

(ابوداود ، کتاب الضحایا، باب البقر و الجزور عن کم یجزئ
و باب الشاة یضحی بها عن جماعة، ح : ۲۸۰۸)

جبکہ پرندوں کا کوئی بھی حکم ثابت نہیں۔

(۴)...... قربانی کی مزدوری میں گوشت اور کھال نہ دو۔

(مسلم ، کتاب الحج ، باب الصدقة بلحوم الهدایا ، ح : ۳۱۸۰)

اب ہر عقل مند جانتا ہے کہ یہ چوپایوں کے اوصاف ہیں نہ کہ پرندوں کے۔

چھٹا ، ساتواں ، آٹھواں شبہ :

صاحب "مرعاة المفاتیح" کے شبہات

مولانا عبیداللہ رحمانی مبارکپوری "مرعاة المفاتیح شرح مشکوة المصابیح" میں لکھتے ہیں :

"واما الجاموس : فمذهب الحنفية وغيرهم جواز التضحية به . قالوا : لان الجاموس نوع من البقر . ويؤيد ذالك ان الجاموس في الزكوة كالبقرة ، فيكون في التضحية ايضاً مثلها . ويذكرون في ذلك حديثا صريحا اورده المناوي في كنوز الحقائق بلفظ " الجاموس في الاضحية عن سبعة " وعزاه للديلمي في مسند الفردوس . والامر عندي ليس واضحا كما زعموا . فانهم قد اعترفوا بان الجاموس فيما يتعارف الناس نوع آخر غير البقر لما بينهما من الاختلاف العظيم في الظاهر والمخبر . ولذلك صرحوا بان من حلف ان لا يا كل لحم البقر ، فاكل لحم الجاموس ، لايكون حانثا . وان حلف بالطلاق لم تطلق زوجته باكل لحم الجاموس . واما ماينسب الى بعض اهل اللغة انه قال : الجاموس نوع او ضرب من البقر ، فالظاهر انه وقع منه التساهل في ذلك . والاصل فيه ان يقال : الجاموس كالبقر او

بمنزلة البقر . كما روى ابن ابي شيبة عن الحسن انه قال : الجاموس بمنزلة البقر . وعلى هذا فليس الجاموس من البقر . لعله لما راى الفقهاء _ مالكا والحسن وعمر بن عبد العزيز وابا يوسف وابن مهدي وغيرهم _ انهم جعلوا الجاموس في الزكوة كالبقر ، فهم من ذلك ان الجاموس ضرب من البقر ، فعبر عن ذلك بانه نوع منه . ولا يلزم من كون الجاموس في الزكاة كالبقر ان يكون في الاضحية مثلها ، كما لا يخفى . واما الحديث المذكور فليس مما يعرج عليه لما لا يعرف حاله . والاحوط عندي ان يقتصر الرجل في الاضحية على ما ثبت بالسنة الصحيحة عملاً وقولاً وتقريراً ، ولا يلتفت الى ما لم ينقل عن النبي ﷺ ولا الصحابة والتابعين رضي الله عنهم . ومن اطمئن قلبه بما ذكره القائلون باستنان التضحية بالجاموس ذهب مذهبهم ، ولا لوم عليه في ذلك . هذا ما عندي والله اعلم" .

(مرعاة، ج : ۵، ص : ۸۱_۸۲)

"رہی بھینس، تو احناف وغیرہ کے مذہب میں اس کی قربانی جائز ہے۔ وہ کہتے ہیں: بھینس گائے کی ایک نوع ہے۔ اور ان کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ زکوۃ میں بھینس گائے کی طرح ہے، تو قربانی میں بھی اسی طرح ہوگی، اور اس سلسلہ میں یہ لوگ ایک واضح حدیث بھی ذکر کرتے ہیں، جسے امام مناوی نے اپنی کتاب "کنوز الحقائق" میں ان الفاظ سے نقل کیا ہے: "قربانی میں بھینس کے سات حصے ہیں" اور اسے امام دیلمی کی (حدیث کی کتاب) "مسند الفردوس" کی طرف منسوب کیا ہے۔

اور میرے نزدیک معاملہ واضح نہیں ہے جیسا کہ ان لوگوں کا خیال ہے۔ کیونکہ ان لوگوں (احناف) نے خود اعتراف کیا ہے کہ لوگ جس جانور کو بھینس کے نام سے جانتے ہیں، دونوں جنسوں کے درمیان دیکھنے اور سننے میں ظاہری عظیم اختلاف کی وجہ سے، بھینس گائے کے علاوہ کوئی دوسرا جانور ہے۔ اسی وجہ سے ان لوگوں (احناف) نے وضاحت کی ہے کہ اگر کوئی "بقر" کا گوشت نہ کھانے کی قسم اٹھالے اور بھینس کا گوشت کھالے تو اس کی قسم نہ ٹوٹے گی۔ اور اگر یہی قسم اپنی بیوی کی طلاق سے متعلق

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھائے تو بھینس کا گوشت کھانے سے اس کی بیوی کو طلاق نہ ہوگی۔

اور کچھ اہل لغت کی طرف جو منسوب کیا جاتا ہے کہ اس لغوی نے کہا ہے:
بھینس گائے کی ایک نوع ہے۔تو ظاہر بات یہ ہے کہ اس سلسلہ میں اس لغوی سے تساہل ہوا ہے۔اصل میں یوں کہنا چاہیے تھا: بھینس گائے کی طرح ہے یا گائے کے قائم مقام ہے۔جیسا کہ ابن ابی شیبہ نے حسن بصریؒ سے بیان کیا ہے۔وہ فرماتے تھے" : بھینس گائے کے درجے میں ہے۔"اس صورت میں پھر بھینس گائے کی قسم سے نہ ہوگی۔

شاید اس لغت والے نے جب کچھ فقہاء مثلاً مالک، حسن بصری، عمر بن عبدالعزیز، قاضی ابو یوسف، عبدالرحمٰن بن مہدی وغیرھم رحمہم اللہ کو دیکھا کہ زکوۃ میں انہوں نے بھینس کو گائے کی طرح بنایا ہے، تو اس لغوی نے اس سے یہ سمجھ لیا کہ بھینس گائے کی ایک نوع ہے تو اس نے یہی بیان کردیا کہ بھینس گائے کی ایک نوع ہے۔
بھینس کے زکوۃ میں گائے کی طرح ہونے سے لازم نہیں آتا کہ وہ قربانی میں بھی گائے کی طرح ہو جیسا کہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں، اور حدیث مذکور کا حال (صحت) معلوم نہ ہونے کی وجہ سے قابل اعتماد نہیں۔اور میرے نزدیک احتیاطی بات یہی ہے کہ انسان قربانی میں انہی جانوروں پر اکتفاء کرے جن کی قربانی فعلی، قولی اور تقریری سنت صحیحہ سے ثابت ہے۔اور جو چیز رسول اللہ ﷺ، صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ سے منقول نہیں اس کی طرف توجہ نہ کرے، اور جس کا دل بھینس کی قربانی کا جواز بیان کرنے والوں کے دلائل سے مطمئن ہو جائے تو وہ ان کا مذہب اختیار کرسکتا ہے۔اس معاملہ میں اس پر کوئی ملامت نہ ہوگی۔یہ میری تحقیق ہے حقیقت اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے۔"

صاحب "مرعاۃ" کی رائے پر تبصرہ :

صاحب "مرعاۃ" نے اپنی تحقیق کی روشنی میں جو رائے قائم کی ہے وہ علم ودیانت اور انصاف پسندی کے عین مطابق ہے۔کاش آپ اور آپ کے ہم نوا بھی یہی علمی، تحقیقی اور معتدل انداز اختیار کرتے تو معاملہ طول نہ پکڑتا اور نہ ہی میرے جیسے کمزور آدمی کو اس قدر مشقت اٹھانا پڑتی۔لیکن ﴿وکان امر اللہ مفعولا﴾ ﴿وکان امر اللہ قدرا مقدورا﴾
صاحب "مرعاۃ" کے سامنے چونکہ معاملہ واضح نہیں تھا، اس لئے انہوں نے اپنے شبہات پیش کردیے ہیں۔راقم الحروف کے سامنے چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس معاملہ کو اس انداز میں

واضح کیا ہے کہ پہلے اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا تھا۔لہٰذا دلائل کی روشنی میں اگر صاحب "مرعاۃ" کی رائے پر تبصرہ اور تنقید کرے تو یہ گستاخی نہ ہوگی، بلکہ عین انصاف ہوگا۔چنانچہ اپنی معلومات کی روشنی میں صاحب "مرعاۃ" کی تحقیق پر تبصرہ وتنقید حاضر خدمت ہے، جو صرف اصلاح کے لئے ہے۔ وباللہ التوفیق

صاحب "مرعاۃ" کے شبہات کا ازالہ :

صاحب "مرعاۃ" نے تین شبہات پیش کئے ہیں ہر شبہ اور اس کا جواب حاضر خدمت ہے:

پہلا شبہ : بھینس گائے سے الگ قسم ہے :

میرے (صاحب "مرعاۃ" کے) نزدیک معاملہ اس لئے واضح نہیں کہ ایک تو گائے اور بھینس دونوں جنسوں کے درمیان واضح اور بہت بڑا اختلاف پایا جاتا ہے جسے ہر کوئی جانتا (سمجھتا) ہے۔
دوسرا خود قربانی کے قائلین (احناف) نے اعتراف کیا ہے کہ "بقر" کا گوشت نہ کھانے کی قسم اٹھانے والا بھینس کا گوشت کھالے تو اس کی قسم نہ ٹوٹے گی۔اگر دونوں جانوروں کی جنس ایک ہی ہے تو قسم ٹوٹ جانی چاہیے۔قسم کا نہ ٹوٹنا ان کے نزدیک فرق کو ظاہر کر رہا ہے کہ بھینس گائے میں سے نہیں۔

جواب : یہ ایک شبہ ہے کہ بھینس گائے سے الگ نوع ہے اور اس کی دو دلیلیں ہیں:
(۱)......دونوں جنسوں کا ظاہری اختلاف۔
(۲)......حنفیوں کا قسم نہ ٹوٹنے کا فتویٰ دے کر دونوں جنسوں میں فرق کو ظاہر کرنا۔
ہر ایک کا جواب درج ذیل ہے۔

دو جنسوں کے اختلاف کا حل :

یہ شبہ تب صحیح ہوسکتا ہے کہ نوع من البقر سے عین البقر (خالص گائے) مراد لیں۔یعنی "جاموس" کا ترجمہ گائے کریں، جبکہ دونوں جنسوں میں اختلاف بھی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واضح ہے۔مگر اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔اس کی مثال ایسے ہے کہ جس طرح لفظ "غنم" بھیڑ، بکری دونوں انواع کو شامل ہے، اب "غنم" کا معنی نہ عین الضان (صرف بھیڑ و دنبہ) کرنا صحیح ہے اور نہ ہی عین المعز (صرف بکری)۔یہاں بھی "بقر" کا لفظ عین البقر المعتادۃ (گائے) اور "جاموس" (بھینس) دونوں کو شامل ہے۔اب "بقر" کا ترجمہ عین البقر المعتادۃ (صرف گائے) کرنا یا عین الجاموس (صرف بھینس) کرنا غلط ہے۔جس طرح بھیڑ بکری کا اختلاف لفظ "غنم" کو نقصان نہیں دے رہا، اسی طرح گائے اور بھینس کا اختلاف لفظ "بقر" کو کوئی نقصان نہیں دے سکتا۔

اسی وجہ سے "جاموس" کو نوع من البقر کہا گیا ہے عین البقر نہیں۔

اعتراف احناف کی حقیقت :

اگر احناف نے صراحت سے یہ اعتراف کیا ہے کہ "جاموس" (بھینس) "بقر" (گائے) کی نوع نہیں، تو مجھے معلوم نہیں۔اور اگر صاحب "مرعاۃ" نے احناف کے قسم نہ ٹوٹنے والے فتوی سے سمجھا ہے تو یہ صحیح نہیں۔کیونکہ صاحب "ھدایہ" وصاحب "المحیط البرھانی" کا قول پہلے گزر چکا ہے، جس میں انہوں نے قسم نہ ٹوٹنے کی وجہ ان کے شہروں میں بھینس کا قلیل ہونا اور "بقر" کے معنی میں "جاموس" کا مشہور نہ ہونا بتایا ہے۔انہوں نے یہ ہرگز نہیں کہا کہ بھینس "بقر" کی نوع نہیں ہے۔بلکہ انہوں نے بھینس کو "بقر" کی ایک نوع ہی لکھا ہے۔اور کسی چیز کو موربدیہیہ کی طرح شہرت نہ ملنا اس کی اصلیت کو تو ختم نہیں کر دیتا۔مثلاً صحیح بخاری (ح : ۱۹ ۵۵) کے مطابق گھوڑا حلال ہے۔مگر ایک تو اس کے ذبح ہونے کا معمول نہیں، اور دوسرا سنن نسائی (ح : ۴۳۳۶) میں اس کے حرام ہونے کی بھی ایک ضعیف روایت موجود ہے۔اسی وجہ سے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک گھوڑا مکروہ ہے۔اور اکثر لوگ اسے حرام سمجھتے ہیں۔اب ظاہر ہے کہ عرف عام کے حرام سمجھنے کی وجہ سے گھوڑا حرام تو نہ ہوجائے گا۔

خلاصہ یہ کہ صاحب "ھدایہ" وصاحب "المحیط البرھانی" نے بھینس کے

قلت وجود اور "بقر" کے معنی میں مشہور نہ ہونے کو قسم نہ ٹوٹنے کی وجہ قرار دیا ہے نہ کہ نوع کی تبدیلی کو۔

دوسرا شبہ :

بعض اہل لغت کا بھینس کو "بقر" کی ایک نوع قرار دینے میں تساہل :

بعض اہل لغت نے بھینس کو "بقر" کی ایک نوع لکھا ہے، اور یہ ان لغت والوں کا تساہل ہے، اور اس نرمی کی وجہ یہ ہے کہ بعض فقہاء نے بھینس کو زکوۃ میں گائے کے قائم مقام قرار دیا ہے، تو اس سے انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ گائے کی ایک نوع ہے، اب ظاہر ہے کہ زکوۃ کے نصاب میں آنے سے بھینس گائے کی نوع تو نہیں بن سکتی۔

اہل لغت کے اس تساہل کا حل یہ ہے کہ اہل لغت کو یوں کہنا چاہیے تھا "الجاموس کالبقرۃ او بمنزلۃ البقرۃ" یعنی بھینس گائے کی طرح ہے یا گائے کے قائم مقام ہے۔نہ کہ اصل گائے۔

خلاصہ یہ کہ اہل لغت نے تشبیہ کو اصل سمجھ لیا ہے اور فقہاء نے بھی زکوۃ میں بھینس کو گائے کی طرح ہی بنایا ہے نہ کہ گائے۔

جواب : اس شبہ کے کئی حصے ہیں نمبروار جواب حاضر ہے۔

(۱)...... صاحب "مرعاۃ" نے "ینسب" مجہول کا لفظ استعمال فرمایا ہے، جو مناسب نہیں۔کیونکہ یہ بات قریباً اہل لغت کے اجماع سے ثابت ہے۔

(۲)...... صاحب "مرعاۃ" نے "ینسب" مجہول کا لفظ استعمال فرما کر خود بھی یہ سمجھا ہے اور دوسروں کو بھی تاثر دیا ہے کہ یہ بات اہل لغت کی طرف محض منسوب ہے، شاید اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

مگر سابقہ اوراق میں روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے کہ یہ بات منسوب ہی نہیں بلکہ عین حقیقت ہے۔اور اس کے خلاف میرے سامنے کوئی ایک دلیل بھی نہیں آئی، اس کے حق میں اجماع امت ضرور موجود ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳)...... یہ اہل لغت کا تساہل نہیں، بلکہ صاحب" مرعاۃ " کی اپنی تسلی نہ ہونے کی وجہ سے انہیں تساہل معلوم ہو رہا ہے۔ ورنہ حدیث کے مطابق نبی اکرم ﷺ کی پوری امت گمراہی پر متفق نہیں ہوسکتی۔(ترمذی ، ابواب الفتن ، باب لزوم الجماعة ، ح : ۲۱٦۷)

(۴)...... صاحب "مرعاۃ " نے جو "کالبقرة او بمنزلة البقرة " فرمایا ہے اور حسن بصریؒ کے قول کو بنیاد بنایا ہے، تو یہ توجیہ قابل قبول نہیں۔ کیونکہ امت کا اجماع اس کے خلاف قائم ہو چکا ہے۔ اب حسن بصریؒ اور ان جیسے دوسرے بزرگوں کا قول یا تو اجماع امت کے خلاف شاذ ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا جائے گا، یا اس کی توجیہ امت کے اتفاقی موقف کے مطابق کی جائے گی، اور وہ توجیہ یہ ہے: حکم وجنس کے لحاظ سے گائے اور بھینس ایک ہیں نہ کہ شکل وصورت، خصوصیات وانواع کے لحاظ سے، جیسا کہ بھیڑ بکری حکم وجنس کے لحاظ سے متفق اور انواع کے لحاظ سے مختلف۔ اسی طرح بھینس اور گائے بھی حکم وجنس کے لحاظ سے متفق اور انواع کے لحاظ سے مختلف۔

صاحب " مرعاۃ "اور کچھ دوسرے بزرگوں کو شبہ لگنے کی یہی وجہ ہے کہ انہوں نے حسن بصریؒ کے قول کو اتحاد حکم وجنس کے بجائے اتحاد نوع پر محمول کرلیا ہے۔

(۵)......صاحب " مرعاۃ " نے جو فرمایا ہے:

"ضروری تو نہیں کہ زکوۃ کا معاملہ قربانی جیسا ہو۔"

تو اس کا مفصل جواب اسی باب کے اندر پہلے شبہ کے ذیل میں گزر چکا ہے۔

تیسرا شبہ : حدیث مذکور کا حال معلوم نہیں تو قابل اعتماد نہیں۔

جواب :اگر مطلب یہ ہے کہ حدیث کا موجود ہونا معلوم نہیں، تو یہ مطلب درست نہیں۔ کیونکہ یہ حدیث امام مناوی کی کتاب "کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق، المطبوع علی ہامش " الجامع الصغیر "للسیوطی، ج : ۱ ، ص : ۹ پر درج ذیل الفاظ سے موجود ہے۔

" الجاموس عن سبعة في الاضحية "

"بھینس کی قربانی سات آدمیوں کی طرف سے ہوسکتی ہے۔"

اور " مسند الفردوس " للدیلمی مطبوع (ج : ۲ ، ص : ۲۰۲ ، ح : ۲۷٤) میں الفاظ یوں وارد ہیں :

((عن علی بن ابی طالبؓ : الجاموس یجزئ عن سبعة في الاضحية "))

"حضرت علی بن ابی طالبؓ سے مروی ہے کہ بھینس قربانی میں سات آدمیوں کی طرف سے کافی ہوتی ہے۔"

اور اگر مطلب یہ ہے کہ اس حدیث کا ضعف یا صحت معلوم نہیں، تو یہ مطلب بالکل صحیح ہے۔ کیونکہ جب تک حدیث کی صحت معلوم نہ ہو قابل استدلال نہیں ہوسکتی۔

میں کہتا ہوں کہ اگر یہ روایت ضعیف بھی ہو تب بھی کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ اسے تقریباً اجماع امت کی تائید حاصل ہے، اور دیگر قوی تاریخی دلائل بھی اس کی تائید کر رہے ہیں۔ جیسا کہ اس کی تفصیل باب ۲ کے شروع میں "عرب ممالک میں بھینس کی آمد " ، اسی طرح باب ۳ " امت مسلمہ کا تاریخی تسلسل اور بھینس " کے ذیل میں گزر چکی ہے۔ ہاں اگر اس حدیث کا کوئی راوی کذاب یا متهم بالکذب ہو تو پھر ہر حال میں مردود ہوگی۔

شبہات کا نتیجہ :

میرے (صاحب " مرعاۃ " کے) نزدیک احتیاط یہ ہے کہ انسان قربانی کے معاملے میں اس چیز پر اکتفاء کرے جو قولی، فعلی اور تقریری سنت صحیحہ سے ثابت ہے۔ جو چیز آپ ﷺ، صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ سے ثابت نہیں، اس کی طرف توجہ نہ کرے۔ البتہ قائلین کے دلائل سے جس کا دل مطمئن ہو جائے وہ بے شک ان کا موقف اختیار کرے اس پر کوئی ملامت نہ ہوگی۔

جواب : صاحب "مرعاۃ " کا فرمان تب درست تھا کہ اگر قائلین بھینس کی قربانی کو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسنون کہتے۔ حالانکہ میری معلومات کے مطابق اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔ جہاں تک اس قانون کا تعلق ہے کہ جو بات قرآن وسنت اور عمل صحابہؓ و تابعینؒ سے ثابت نہ ہو وہ دین نہیں، تو یہ قانون بالکل صحیح ہے۔ اور ہم بھی اسی قانون کے مطابق قرآنی نص " بھیمة الانعام، بقر " حدیث رسول اللہ ﷺ (مسنة)، تابعین اور بعد والوں کے اجماع سے ہی بھینس کو گائے کی ایک نوع قرار دے کر اس کی قربانی کا جواز بیان کر رہے ہیں۔

البتہ ہر دور میں بھینس کے مقابلے میں گائے کی قربانی کو زیادہ شہرت حاصل رہی ہے۔ اس طرح لوگوں کے ذہن زیادہ گائے ہی کی طرف مائل رہے ہیں۔ اور بھینس مسنون بھی نہیں۔ شاید اسی وجہ سے گائے کو فوقیت حاصل ہے۔ مگر واضح رہے کہ نبی اکرم ﷺ کو جو پالتو جانور میسر آ گئے آپ ﷺ نے ان پر عمل کر کے دکھا دیا اور اصول کو محدود نہیں کیا۔ لہٰذا یہاں مسنون و جواز کا مسئلہ تو ہو سکتا ہے نہ کہ جائز اور نا جائز کا۔ کیونکہ آپ ﷺ کو سب سے زیادہ پسندیدہ مینڈھا پھر اونٹ اور پھر بکری تھی۔ اور آپ ﷺ نے گائے صرف ایک مرتبہ حجة الوداع کے موقع پر اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے ذبح فرمائی تھی، اور اپنی طرف سے اونٹ ہی ذبح کئے تھے۔

(بخاری، کتاب الاضاحی، باب الاضحیة للمسافر والنساء، ح: ٥٥٤٨۔ ومسلم کتاب الحج، "باب جواز الاشتراك في الهدي واجزاء البدنة والبقرة واحدة منهما عن سبعة " ح: ٣١٩٢\١٨٥)

خاتمہ

عوامی شبہات کا ازالہ

ب: جب "جاموس" کا لفظ عربی نہیں تو آپ اس کو خواہ مخواہ "بقر" کی نوع ثابت کرنے میں کیوں زور لگا رہے ہیں؟

ج: یہاں لفظ "جاموس" کے متعلق یہ بحث نہیں کہ یہ لفظ عربی ہے یا نہیں۔ بلکہ یہ بحث ہے کہ جس جانور پر یہ لفظ بولا جاتا ہے وہ جانور "بقر" کی نوع ہے کہ نہیں۔ خواہ اس کا نام کوئی اور رکھ لیا جائے۔ جیسا کہ ہماری اردو میں بھینس، فارسی میں " گاؤمیش" یا "گاؤموش" وغیرہ نام رکھے گئے ہیں۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی کہے کہ لفظ بھینس " گاؤمیش" گائے اور تیڈی بکری وغیرہ الفاظ عربی میں دکھاؤ۔ اب ظاہر ہے کہ یہ الفاظ عربی نہیں، تو عربی لغات میں کیسے ملیں گے؟

مگر اللہ کے فضل و کرم سے میں نے اجماع امت سے ثابت کر دیا ہے کہ "جاموس " اگرچہ لفظ معرب ہے، مگر جس جانور پر یہ بولا جاتا ہے وہ "بقر" کی ایک نوع ضرور ہے۔ گویا اس کے حال کے مناسب اس کا نام "البقرة الفارسية، البقرة الهندية" ہونا چاہئے تھا۔

ب: اگر "بقر " اور "جاموس" دونوں ایک ہیں، تو امام مالکؒ وغیرہ نے بھینس کے لئے الگ لفظ کیوں استعمال فرمایا ہے؟

ج: میں نے کب کہا ہے کہ یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں؟ میں نے تو یہ کہا ہے کہ "بقر" کی بہت ساری انواع ہیں۔ ان میں سے ایک "جاموس" بھی ہے، اور آگے پھر بھینس کی کئی انواع ہیں۔ حضرت الاستاد مولانا سلطان محمودؒ سے ان کے معتبر شاگرد جناب مولانا محمد عبداللہ جاوید، حال مدرس ایف جی سکول ٹریسٹ کالونی، بہاولپور نے بیان کیا ہے کہ حضرت الاستاد نے فرمایا تھا کہ بلوچستان میں گائے کی اٹھارہ قسمیں پائی جاتی ہیں۔ ان میں اٹھارویں قسم بھینس ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بستی نوناری، تحصیل احمد پور شرقیہ، ضلع بہاولپور میں رہنے والے حضرت الاستاد کے شاگرد قاری عطاء اللہ صاحب نے حضرت الاستاد سے بیان کیا ہے کہ گائے کی بلوچستان میں پچیس نسلیں پائی جاتی ہیں، جن میں سے پچیسویں نسل بھینس ہے، اور ان میں سے صرف چار اقسام کی نسل ایک دوسری سے چلتی ہے، باقی کسی کی بھی نسل دوسری سے نہیں چلتی۔ اسی وجہ سے امام مالک وغیرہ کو " ابل ،بقر، غنم " کی تفصیل بیان کرنا پڑی۔ ورنہ آپ کی طرح باقی لوگ بھی یہی سمجھتے کہ ان الفاظ سے صرف ان کی عربی مراد ہیں۔ دنیا میں ان کی باقی کوئی نسل بھی مراد نہیں۔

ب: بھینس کے دودھ، گوشت اور کھال وغیرہ میں گائے کے مقابلہ میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ آپ بھینس کو "بقر" میں کیسے داخل کر رہے ہیں؟

ج: یہی آپ سے میرا سوال ہے کہ بھیڑ دنبے کا گوشت دودھ اور کھال بکری کے گوشت دودھ اور کھال سے مختلف ہے۔ تو آپ بھیڑ دنبہ اور بکری کو اختلاف کے باوجود "غنم" کی نوع کیسے بنا رہے ہیں۔؟

ب: اس لئے کہ اس کا ذکر تو قرآن مجید میں ہے :

﴿ من الضان اثنين ومن المعز اثنين ﴾

"بھیڑوں سے دو نر مادہ اور بکریوں سے دو نر مادہ "

ج : اس سے یہ کیسے ثابت ہوا کہ یہ "غنم" کی قسمیں ہیں؟ اسی طرح آپ دنبہ کو بھیڑ کی قسم میں کیوں داخل کرتے ہیں حالانکہ بھیڑ و دنبہ میں نمایاں فرق ہے؟

ب: لغت کی کتابوں میں بھی لکھا ہے اور فقہاء نے بھی لکھا ہے۔

ج: لغت کی جن کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ بھیڑ، دنبہ اور بکری "غنم" کے انواع ہیں، انہی کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ بھینس "بقر" کی نوع ہے۔

ب: اگر بھینس گائے ہی کی ایک نوع ہے، تو اس کی گائے سے نسل کیوں نہیں چلتی۔

ج: پہلی بات یہ ہے کہ یہ سوال تب ٹھیک تھا کہ اگر میں بھینس کو گائے بتاتا۔ میں نے تو گائے کی ایک نوع کہا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ صاحب "مرعاۃ" کے شبہات میں پہلے شبہ کے اندر بیان ہو چکا ہے کہ بھیڑ دنبے اور بکری تینوں کو "غنم" کہتے ہیں۔ جبکہ بکری کی بھیڑ سے اور بھیڑ کی بکری سے نسل نہیں چلتی۔

تیسری بات یہ ہے کہ یہ قاعدہ کلیہ کہاں کا ہے کہ اگر نسل چلے پھر تو ایک نوع ہو سکتی ہے ورنہ نہیں؟ آپ جانتے ہیں کہ خچر گدھے گھوڑی یا گھوڑے اور گدھی کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے، اور گھوڑا صحیح بخاری کی حدیث کے مطابق حلال اور گدھا متفق علیہ حدیث کی وجہ سے حرام ہے۔ آخر نسل چلنے کے باوجود یہ فرق کیوں ہے؟

ب: اگر "جاموس" بقر کی ہی نوع ہے تو یہ لفظ صحابہ کرامؓ نے کیوں نہیں استعمال فرمایا؟

ج: ائمہ لغت کے اقوال میں لفظ جاموس کی تحقیق کے ذیل میں مفصل گزر چکا ہے کہ یہ لفظ "گاؤمیش" کے فارسی لفظ کا معرب ہے۔ ظاہر ہے کہ جو لفظ اصل عربی میں نہیں، اسے صحابہ کرامؓ کیسے استعمال کر سکتے تھے جبکہ دوسری زبانوں کے زیادہ تر الفاظ خلافت راشدہ کے بعد ہی عربی میں داخل ہوئے ہیں۔؟

ب: آپ "جاموس" کو "بقر" پر قیاس کر کے "بقر" کی نوع بنا رہے ہیں۔

ج: قیاس تو اجتہادی مسائل میں ہوتا ہے نہ کہ منصوص علیہ مسائل یا لغات ایجاد کرنے میں۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ ہمارا قیاس تب ہوتا کہ ہم گائے کو "اصل" بھینس کو "فرع" اور دونوں کے درمیان کوئی مشترکہ علت نکالتے۔ اور پھر حکم ثابت کرتے۔ مگر یہاں ان میں سے کوئی چیز بھی موجود نہیں، بلکہ آئمہ فقہ و لغت کے اجماع سے "جاموس" کا "بقر" کی نوع ہونا ثابت کیا ہے۔

ب: اگر "جاموس" "بقر" کی ہی ایک نوع ہے تو اس کا تذکرہ قرآن و حدیث و اقوال صحابہ میں کیوں نہیں ملتا؟ جبکہ "غنم" کی تفسیر "ضان" اور "معز" واضح طور پر خود قرآن مجید میں آچکی ہے۔؟

ج: یہی آپ سے میرا سوال ہے کہ اگر دنبہ "ضان" ہی کی ایک نوع ہے تو اس کا تذکرہ قربانی و زکوۃ کے معاملہ میں قرآن و حدیث و اقوال صحابہؓ میں کیوں نہیں ملتا۔

ب: اس مسئلہ کا تعلق لغت سے ہے۔ لغت نے ہمیں بتایا ہے کہ "کبش" مینڈھا و دنبہ دونوں پر بولا جاتا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ج: میں بھی تو یہی کہتا ہوں کہ "بقر، غنم، ضأن، معز" وغیرہ الفاظ کی تشریح کرنا لغت کی ذمہ داری ہے، اور لغت نے ہی یہ بھی بتایا ہے کہ "جاموس" "بقر" کی نوع ہے۔

ب: اگر "جاموس" "بقر" کی ایک نوع ہے تو عربی میں اس کے لئے الگ لفظ کیوں موجود نہیں؟ جبکہ "غنم" کی انواع کے لئے "ضأن" اور "معز" الگ الگ الفاظ موجود ہیں۔

ج: یہ تو ایسے ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ فارسی اونٹ کو "بختی" کہتے ہیں، اس لفظ کو عربوں نے بھی قبول کیا ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے :

((عن ابی ہریرۃؓ قال : قال رسول اللہ ﷺ : ...... ونساء کاسیات عاریات ، ممیلات، مائلات رؤوسهن کاسنمة البخت المائلة ......))

(صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب النساء الکاسیات العاریات، ح : ٥٢٨٢)

"ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ...... اور ایسی عورتیں (بھی جنت میں داخل نہیں ہونگی) جو کپڑے پہننے کے باوجود ننگی ہیں (مردوں کو) اپنی طرف مائل کرنے والی اور خود (ان کی طرف) مائل ہونے والی۔ ان کے سر ایک طرف جھکی ہوئی بختی اونٹوں کی کوہانوں کی طرح ہونگے۔"

اور بختی اونٹ کے لئے عربی میں کوئی الگ لفظ کیوں موجود نہیں؟ دنیا میں بکری کی بہت ساری نسلیں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً ہمارے ہاں ٹیڈی، دیسی، لائل پوری وغیرہ۔ ان کے لئے الگ الگ لفظ کیوں موجود نہیں۔؟

ب: کیا اونٹوں، بھیڑوں اور بکریوں وغیرہ کی ہر نوع کے لئے الگ الگ لفظ کا وضع کرنا یا ہونا ضروری ہے؟

ج: میں کب کہتا ہوں؟

ب: تو پھر بختی اونٹ، ٹیڈی بکری وغیرہ کیلئے الگ الگ لفظ نہ ہونے میں کیا حرج ہے۔؟

ج: میں بھی تو یہی کہتا ہوں کہ جس طرح فارسی اونٹ اور ٹیڈی بکری وغیرہ کے لئے الگ الگ لفظ کا عربی میں ہونا ضروری نہیں، اسی طرح فارسی، ہندی وغیرہ "بقر" کے لئے بھی الگ الگ عربی لفظ کا عربی میں ہونا ضروری نہیں۔

ب: اگر بھینس "بقر" کی ایک نوع ہے تو ائمہ اربعہ میں صرف امام مالکؒ اور ابو حنیفہؒ اس

کے قائل کیوں ہیں؟ باقی آئمہ کو یہ بات نظر نہیں آئی۔؟

ج: کسی مسئلے کے صحیح ہونے میں یہ کہاں کی دلیل ہے کہ اگر ائمہ اس کے قائل و فاعل ہوں تو وہ دین و مسئلہ و دلیل ہے۔ ورنہ وہ مسئلہ ہی نہیں؟ پھر تو آپ کو ایک ہی مجلس میں دی گئی تین طلاقوں کو ایک طلاق شمار کرنے والے مسئلہ سے دست بردار ہونا پڑے گا۔ کیونکہ علامہ ابن رشد نے "بدایۃ المجتہد" (ج : ٢، ص : ٤٦) میں لکھا ہے کہ صرف "اہل ظاہر" اور "اصحاب الحدیث" کا ایک گروہ اسے ایک شمار کرتا ہے۔ ائمہ اربعہ سب تین ہی شمار کرتے ہیں۔ نیز "مرعاۃ" (ج : ٥، ص : ٨١) کے حوالے سے گزر چکا ہے کہ صرف احناف ہی نہیں بلکہ دیگر اکابر آئمہ کرام بھی اس کے قائل ہیں۔ جیسا کہ وہاں لفظ وغیرہم بتا رہا ہے۔

نیز "الفقہ علی المذاہب الاربعۃ" (ج : ١، ص : ٧١٩) میں شافعی لوگوں سے بھی بھینس کی قربانی کا جواز منقول ہے۔

نیز "الموسوعۃ الفقہیۃ" (ج : ٥، ص : ٨١) میں تو بھینس کی قربانی کے جواز پر امت کا اجماع بھی منقول ہے۔ جس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے۔ لہٰذا یہ مسئلہ اکیلے احناف کا نہیں۔

ب: اگر بھینس "بقر" کی ایک نوع ہے تو اختلاف کیوں ہے؟

ج: اس کی وجہ یہ ہے کہ بھینس کے لئے عربی میں کوئی الگ لفظ موجود نہیں۔ بلکہ فارسی لفظ "گاؤمیش" کو عربی میں ڈھال کر "جوامیس" ہواحد مذکر "جاموس" اور مونث "جاموسۃ" بنایا گیا ہے، جس کے نتیجے میں بھینس کے لئے عربی کے اندر الگ لفظ وجود میں آ گیا ہے۔ اب جس نے کہا کہ لفظ اگرچہ نیا ہے مگر ہے نوع "بقر" کی، تو اس نے "جاموس" پر مکمل احکام "بقر" والے جاری کر دیئے ہیں۔ مثلاً زکوٰۃ، قربانی وغیرہ۔ اور جس نے کہا کہ یہ لفظ دوسرا ہے لہٰذا (بظاہر) جنس بھی دوسری ہے (اور اس کا کوئی بھی قابل ذکر آدمی قائل نہیں ہے۔) تو اس نے کہا کہ یہ "بقر" میں داخل نہیں، تو اس نے "جاموس" پر "بقر" والے خصوصاً قربانی والے احکام جاری نہیں کئے۔ اور اس کی تردید اجماع امت نے کر دی ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی مثال یہ ہے کہ عربی میں چور کو "سارق"، جیب تراش کو "طرار" اور کفن چور کو "نباش" کہتے ہیں۔اب جن علماء نے دیکھا کہ لفظ اگر چہ ("سارق" کے سوا) دوسرا ہے۔مگر کام چوری ہی ہے، تو انہوں نے جیب تراش اور کفن چور کا ہاتھ کاٹنے کا فتوی دے دیا، اور جنہوں نے کہا: چونکہ ان کے لئے لفظ "سارق" نہیں، لہذا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، بلکہ کوئی اور سزا دی جائے گی۔

ب: جن علماء کے آپ نے حوالے دیئے ہیں ان میں سے اکثر حنفی ہیں، اور حنفی تو پہلے ہی بھینس کی قربانی کے قائل ہیں، انہوں نے تو اپنے مطلب کی بات کرنا ہی تھی۔

ج: پہلی بات یہ ہے کہ آج کل کے اکثر حنفیوں کے رویے پر قیاس کر کے یہ بات کہی جا رہی ہے، اور دلیل کے بغیر خواہ مخواہ اسلاف کے متعلق بدگمانی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہی بات احناف کے علاوہ کئی اکابر خصوصاً امام مالکؒ نے بھی کہی ہے۔تو ان کے متعلق بھی آپ کا یہی گمان ہے؟

ب: ہرگز نہیں۔نعوذ باللہ

ج: تو پھر مزید سنیئے کہ آج تک کسی بھی امام، مجتہد اور عالم نے کسی بھی بات یا مسئلہ کو (انصاف کا دامن تھامتے ہوئے) صرف اس وجہ سے کبھی بھی رد نہیں کیا کہ یہ حنفی کا مسئلہ ہے، شافعی حنبلی اور مالکی کا۔یہ صرف جامد مقلدین کی عادت ہے۔چونکہ یہ بات ہمارے امام، بزرگ اور عالم نے نہیں کہی، لہذا ہم نہیں مانتے۔اور جن اماموں کے متعلق آپ کو شبہ ہو سکتا ہے (مالک، زمخشری، دمیری وغیرہ) ان سب کو پوری دنیا نے لغت میں حجت مانا ہے۔

ب: جن علاقوں میں بھینس کی قربانی ہوتی ہے وہاں بھی بہت کم ہوتی ہے۔اگر یہ بھی "بقر" ہی کی ایک نوع ہے تو ایسا کیوں ہے؟

بھینس کی قربانی قلیل ہونے کے اسباب :

ج: اس کے مختلف اسباب ہو سکتے ہیں۔مثلاً

(۱)...... اہل عرب میں بھینس کی بہ نسبت گائے زیادہ مشہور تھی۔اور ظاہر ہے کہ مشہور چیز ہی زیادہ چلتی ہے۔خصوصاً جب بھینس کے لئے کوئی قولی، فعلی، تقریری صریح حدیث بھی موجود نہیں۔

(۲)......حدیث میں ہے :

((لا تذبحن ذات در))

(جامع ترمذی، ابواب الزهد، باب معيشة اصحاب النبي ﷺ، ح : ۲۳۶۹)

"دودھ والا جانور ہرگز ذبح نہ کرنا"

یہ حدیث اگر چہ کسی اور موقع کی ہے۔مگر اس سے معلوم ہوا کہ ممکن حد تک دودھ والا جانور ذبح نہ کیا جائے۔کیونکہ ذبح کا فائدہ وقتی اور دودھ کا فائدہ لمبی مدت کے لئے ہوتا ہے۔اسی وجہ سے عام طور پر لوگ دودھ والے جانور ذبح کرنے سے احتراز کرتے ہیں اور یہ غرض بھینس کے اندر گائے کے مقابلہ میں زیادہ ہے۔کیونکہ اس کا دودھ مہنگا اور زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔

(۳) ...... بھینسے کو اس کا گوشت زیادہ لذیذ ہونے کی وجہ سے بچپن میں ہی ذبح کر لیا جاتا ہے۔اب نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ بھینس کا دودھ اور بھینسے کا بچپن میں ذبح ہونا قربانی میں مانع ہے۔سوائے چند افراد کے جو نسل بڑھانے کے لئے رکھتے ہیں، یا وہ بھینسیں جو بچے دینے اور دودھ دینے کے قابل نہ ہوں۔اسی وجہ سے کسان لوگ بھینس کے مادہ کو اور گائے کے نر کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔کیونکہ بھینس سے دودھ اور بچھڑے سے ہل چلانے کی تمنا ہوتی ہے۔جب قربانی میں دو دانتا ہونا شرط ہے اور کٹا دو دانتا ہونے سے پہلے ہی رخصت ہو گیا تو بھینس و بھینسے کی قربانی کا کم ہونا قدرتی بات ہے۔

ب: ہمارے علماء سے آپ بڑے عالم ہیں؟ یہ مسئلہ صرف آپ کو ہی نظر آیا؟ کسی اور کو نظر نہ آیا؟

ج: نعوذ باللہ ۔ میں آپ کو ہرگز نہیں کہتا کہ آپ مجھے بڑا عالم سمجھیں، کہیں یا لکھیں۔میں تو آخر دم تک دین حق کا ادنیٰ سا طالب علم ہوں اور ان شاء اللہ رہوں گا، اور ہر صاحب علم وبصیرت کو یہی طریقہ اپنانا چاہئے۔اور علمائے حق کی خلوص دل سے قدر کرتا ہوں اور ان شاء اللہ کرتا رہوں گا۔اور ہر صاحب علم وبصیرت کو یہی طریقہ اپنانا چاہیئے۔کیونکہ کامل علم صرف اللہ کے پاس ہے، اور علماء کرام کے درمیان تقابل کرنا کہ فلاں عالم بڑا ہے اور فلاں چھوٹا۔اور اس کے نتیجے میں علماء کرام، بزرگان دین اور ائمہ کرام کی تحقیر کرنا جاہل لوگوں کا کام ہے یا جامد مقلدین کا۔کیونکہ اپنی جگہ پر ہر امام، عالم اور بزرگ بڑا اور قابل احترام ہوتا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا امتحان لینے کے لئے ہر عالم کو کچھ نہ کچھ ایسا علم عطا فرما دیتا ہے جو دوسرے کے پاس نہیں ہوتا۔ تاکہ دیکھے کہ کون حق کو مانتا ہے اور کون نہیں مانتا۔ اور اسی قانون کی طرف اللہ تعالیٰ نے یوں اشارہ فرمایا ہے:

﴿وفوق كل ذى علم عليم﴾ (یوسف : ۷۶)

"اور ہر علم والے کے اوپر علم والا ہے۔"

ب: ہماری اتنی زندگی ہوگئی ہے، ہم نے آپ سے ہی یہ مسئلہ پہلی بار سنا ہے، ہمارے علماء کو یہ دلائل نظر نہ آئے؟

ج: دلائل تو بہت پرانے ہیں، انہیں نظر آئے یا نہ آئے، یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ ہمارا کام یہ ہے کہ جب واضح دلائل آ جائیں اور پہلی تحقیق غلط یا مرجوح (کمزور) ثابت ہو جائے تو راجح اور قوی بات کو مان لیں یا پھر مضبوط دلائل پیش کر کے اس تازہ تحقیق کو رد کر دیں۔ کیونکہ نبی ﷺ کے سوا ہر آدمی سے غلطی ہو سکتی ہے۔ اور دلائل سے اس کی بات رد کی جا سکتی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ ابو ہریرہؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ آج رات میں نے ایک سائبان دیکھا، جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا تھا، اور لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے پی رہے ہیں، کوئی تھوڑا لے رہا ہے اور کوئی زیادہ، اور میں نے آسمان سے زمین تک لٹکتی ہوئی ایک رسی بھی دیکھی، اور اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کو دیکھا کہ آپ اس کو پکڑ کر اوپر چڑھ گئے ہیں۔ اور پھر آپ کے بعد ایک اور آدمی نے اسے پکڑا اور وہ بھی چڑھ گیا، پھر ایک اور آدمی کو دیکھا وہ بھی چڑھ گیا، اور پھر ایک اور آدمی پکڑ کر چڑھنے لگا تو رسی کاٹ دی گئی۔ اور پھر اس کو جوڑ دیا گیا وہ بھی چڑھ گیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، اللہ کی قسم آپ رہنے دیجئے، اس کی تعبیر میں بیان کرتا ہوں۔ (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تعبیر بتا کر عرض کی)

اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ضرور بتائیں کہ میں نے صحیح بتایا یا غلطی ہوئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اصبت بعضا وأخطأت بعضا))

(ترمذی، ابواب الرؤیا، باب رؤیا النبی ﷺ فی المیزان، ح: ۲۲۹۳)

"کچھ صحیح ہے اور کچھ درست نہیں۔"

جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے غلطی ہو سکتی ہے، تو ہم کس باغ کی مولی ہیں؟

ب: ہمارے علماء کو یہ بات کیوں سمجھ میں نہ آئی؟

ج: پہلی بات تو وہی ہے جو پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ہر چیز کا ہر عالم کو معلوم ہونا ضروری نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہمارا دین علماء کی سمجھ پر موقوف نہیں، کہ اگر فلاں عالم کو سمجھ آئے تو وہ دین اور مسئلہ ہے ورنہ وہ دین اور مسئلہ ہی نہیں۔ دین تو صحیح دلائل کا نام ہے، جو کسی سے بھی مل جائیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ بعض اوقات ایک ہی چیز ایک عالم کے پاس اور وہی چیز دوسرے عالم کے پاس بھی موجود ہوتی ہے۔ مگر ان میں سے ایک عالم صحیح نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور عطا کردہ صلاحیتوں سے بڑے بڑے مسائل کا حل تلاش کر لیتا ہے۔ اور بڑے بڑے مخفی نکات سے پردے اٹھا دیتا ہے۔ جبکہ دوسرے عالم کو ان باتوں کا خیال تک نہیں آتا، یا ان کی طرف توجہ ہی نہیں جاتی، یا اس کی تحقیق ہی ناقص ہوتی ہے کہ اس کا دل مطمئن نہیں ہوتا، جس کے نتیجے میں وہ عالم توقف کر لیتا ہے۔ یا ڈھیلی ڈھالی بات کر دیتا ہے۔ اور اگر سخت مزاج ہو تو دو ٹوک الفاظ میں اپنا فتویٰ صادر کر دیتا ہے۔ اگر چہ دوسرے کے دلائل کتنے ہی مضبوط کیوں نہ ہوں۔

ب: آپ کا کیا خیال ہے پھر علماء کے فتاویٰ اور بزرگوں کی باتیں نہ مانیں؟

ج: ضرور مانیں۔ کیونکہ بزرگوں اور علماء کی محنت سے تو ہم تک دین پہنچا ہے۔ تحقیق کی صورت وہاں پیش آتی ہے جہاں اختلاف سامنے آ جائے۔ کیونکہ اختلاف کی صورت میں یا تو ایک فریق کا موقف صحیح ہوگا اور دوسرے کا غلط۔ یا ایک قوی اور راجح اور دوسرا کمزور اور مرجوح۔

ب: آپ ہی بتائیں کہ کوئی کچھ کہتا ہے، اور کوئی کچھ، ہم کہاں جائیں؟

ج: یہ صرف دین سے غفلت اور تحقیق نہ کرنے کا، یا صرف سنی سنائی کو حرف آخر سمجھ لینے کا نتیجہ ہے۔ ورنہ دنیا میں ہر کوئی دعویٰ کرتا ہے کہ میں صحیح ہوں۔ میرا سودا بہت کھرا اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خالص ہے۔ مگر ہم کوشش کر کے کھرا سودا تلاش کر لیتے ہیں۔ آخر دین میں سے کھرا اور خالص تلاش کرنے کی ہم میں حس کیوں نہیں جاگتی؟ ظاہر ہے ہم نے اپنے طرز عمل سے ثابت کیا ہے کہ گویا ہمیں دین کی ضرورت ہی نہیں۔

ب: اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، آپ نے میری تسلی اور رہنمائی کی خاطر کوشش کی ہے۔ البتہ اگر ان سے زیادہ مضبوط دلائل نے آپ کا موقف کمزور یا غلط ثابت کر دیا تو آپ کو اپنے موقف سے رجوع کرنا پڑے گا۔

ج: ضرور...... اہل حدیث کا امتیاز ہی یہ ہے کہ وہ حق واضح ہو جانے کی صورت میں ضد نہیں کرتا، بلکہ اپنے آپ کو حق کے تابع کر لیتا ہے۔

ب: اچھا! اللہ حافظ، زندگی نے وفا کی تو پھر ملاقات ہو جائے گی۔

السلام علیکم و رحمة اللّٰه و برکاته

ج: وعلیکم السلام و رحمة اللّٰه و برکاته. استودع اللّٰه دینك وامانتك وآخر عملك ۔ امین

واخر دعوانا ان الحمد للّٰه رب العالمین وصلی اللّٰه علی سائر الانبیاء والمرسلین وعلی عباد اللّٰه الصالحین خصوصاً علی سیدنا محمد واله واصحابه اجمعین ومن تبعهم باحسان الی یوم الدین.

حافظ نعیم الحق ملتانی

غفر اللہ لہ ذنوبہ

6 ستمبر 1998ء، بروز اتوار، 3:35 بجے سہ پہر

بمطابق، ۱۴، جمادی الاولیٰ : ۱۴۱۹

"ضوء الساری الی معرفة اسرار البخاریؒ"

۱۔ یہ نقشہ صحیح بخاریؒ کو علی منہاج البخاریؒ سمجھنے اور سمجھانے کے لیے راہنما تحریر ہے (ان شاء اللہ)

۲۔ جو اہل سنت کے تمام مکاتب فکر کے لیے یکساں مفید ہے۔

۳۔ جس میں منہج استدلال اہل سنت کے اجمالی خاکے کو عموماً اور منہاج امام بخاریؒ کے اجمالی خاکے کو خصوصاً سمو دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

۴۔ جس میں منہجِ استدلالِ اہل سنت کا اجمالی خاکہ مرتب اور مربوط ہو کر سامنے آ گیا ہے۔

(الف) جس کے ذریعے اہل بدعت کو اہل سنت سے گندھے ہوئے آٹے سے بال کی طرح الگ کیا، دیکھا اور دکھایا جا سکتا ہے۔

(ب) جس کی وجہ سے نصوص کتاب و سنت کو سمجھنے اور سمجھانے کے تبعی مصادر "اجماع" اور "قیاس" وغیرہ کا درجہ متعین ہو کر سامنے آ گیا ہے، اور ہر طرح کے سوالات کا کافی و شافی جواب بھی مل گیا ہے۔

(ج) جس سے کلام عرب تقریباً اپنے تمام استدلالی پہلوؤں کی جہت سے مربوط ہو کر سامنے آ گیا ہے۔

۵۔ جس میں علوم صحیح بخاریؒ کی حیثیت استخراج بھی متعین ہو کر سامنے آ گئی ہے کہ اس میں کونسے علوم اصلی ہیں اور کونسے ضمنی۔

۶۔ جس میں امام بخاریؒ کے تمام مواد تصنیف و استدلال، یعنی قرآنی آیات، مسند احادیث، معلقات اور آثار سلف، کو اس کے انداز نقل اور غرض استدلال کی حیثیت سے الگ الگ کر دیا گیا ہے۔

۷۔ جس میں ترتیب مواد اور انداز استدلال کی بابت امام صاحبؒ کی منفرد و ممتاز خصوصیات ذآئینہ بن کر سامنے آ گئی ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۔جس میں کتب وابواب (مضامین) صحیح بخاریؒ کی اصلی وضمنی حیثیت متعین ہو کر سامنے آ گئی ہے۔

۹۔جس میں ابواب صحیح بخاریؒ کی مناسبات کے اسباب ظہور وخفاء،طرق حل خفاء،دعاوی کی نوعیت،ابواب مجردہ وابواب بلاتراجم کے روابط،اصلی وضمنی ابواب کی شناخت،ابواب کی تقریباً اغلب ممکنہ انواع واقسام کی حیرت انگیز وسعت،الفاظ باب کا ابہام وتبیین،دلائل کی مختلف جہات کی نشاندہی،اغراض ابواب کو متعین کرنے کی کوشش وغیرہ شامل ہے۔

۱۰۔جس میں پوری صحیح بخاری کا حسن ترتیب قیمتی وخوب صورت ہار کی طرح منظم ومربوط ہو کر سامنے آ گیا ہے۔

۱۱۔جس میں امیر المومنین فی الحدیث،فقیہ الامت،سرتاج فقہاء ومجتہد مطلق امام بخاریؒ کے استخراج اصول وعلوم،انداز تفقہ اور امتیازات فقہ البخاری تک رسائی کافی حد تک آسان ہو گئی ہے۔

الغرض فقہ البخاریؒ کے بحر بے کراں کے سو صحیح بخاریؒ کی درج ذیل دیگر چھ مرکزی جہات کے اجمالی خاکے کو زیادہ سے زیادہ وسعت کے ساتھ سامنے لانے کی کوشش کی گئی ہے۔

صحیح بخاری :۱۔باعتبار مواد دین۔(مصادر ومناہج استدلال) ۲۔باعتبار علوم کتاب ، ۳۔باعتبار مزاج ترجیح،۴۔باعتبار مواد تصنیف،۵۔باعتبار کتب،۶۔باعتبار ابواب۔

تیار کردہ :	ڈیزائن کردہ :
حافظ نعیم الحق ملتانی	محمد ندیم ولد غلام نبی
(استاد حدیث،اسلامک سنٹر ملتان)	(لیکچرار،کمپیوٹر سائنس ڈیپارٹمنٹ،کامسیٹس،لاہور کیمپس)

ملنے کا پتہ : اسلامک سنٹر ملتان

نوٹ : یہ نقشہ چارٹ اور کتابی شکل دونوں طرح سے تیار کیا گیا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ